SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 13, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at eleven minutes past eleven in the morning with Mr. Presiding Officer (Dr. Khalid Ranjha) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وابتغ فیمآ اٰتک اللہ الدّار الاُخرۃ ولا تنس نصیبک من الدّنیا و احسن کما احسن اللہ الیک و لا تبغ الفساد فی الارض (ط) انّ اللہ لایحبّ المفسدینO قال انّما اوتیتہ علی علم عندی (ط) اولم یعلم انّ اللہ قد اھلک من قبلہ من القرون من ھو اشدّ منہ قوّۃ وّ اکثر جمعاً (ط) ولا یسئل عن ذ نو بھم المجرمونO

ترجمہ: اور جو مال تم کو اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ اس سے آخرت کی بھلائی طلب کیجیے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلایے اور جیسی اللہ نے تم سے بھلائی کی ہے ویسی تم بھی لوگوں سے بھلائی کرو۔ اور ملک میں طالب فساد نہ ہو۔ کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ بولا کہ یہ مال مجھے میری دانش کے زور سے ملا ہے کیا اس کو معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی امتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں بیشتر تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں اور گنہگاروں سے ان

کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔

سورۃ القصص (آیت 77-78)

Senator Mian Raza Rabbani: (Leader of the Opposition): Point of order sir.

Mr. Presiding Officer: I thought, end of the session we have decided ....

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, we had sent a message to you through the Secretary that there are two very important issues, I won't take more than two to three minutes on that.

Mr. Presiding Officer: What is that case Agha Sahib. I know you are going to object to it.

مجھے بات کر لینے دیں۔ یہ مجھے پتا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اگر آپ یہ موقع دیں گے تو پھر یہ بات نہیں ہوسکتی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! اگر یہ بات ہے تو کل آغا صاحب اور سواتی صاحب نے یہی issue اٹھایا تھا۔ اس وقت ہم لوگوں نے کوئی objection نہیں کیا تھا۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ پہلے اٹھا چکے تھے۔ اس کے بعد ہم نے اٹھایا ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: That issue went on for ten to fifteen minutes. I am just saying that my issues are not going to take more than three minutes.

سینیٹر کامل علی آغا: میں request کروں گا یہ last day ہے اور یہاں پر speakers کی لسٹ میرے سامنے ہے۔ یہ تو بڑی زیادتی ہوگی۔ ابھی کوئی گیارہ ممبران بولنا چاہتے ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، سپیکر بہت ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، کس چیز کے سپیکر رہتے ہیں؟

Mr. Presiding Officer: Can both of you give me a minute.

Senator Mian Raza Rabbani: Motions have been passed. The general debate is closed. Today is fixed for these minority recommendations.

Mr. Presiding Officer: Can I put in a dramatical sentence?

سینیٹر میاں رضا ربانی، جی جناب۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس کو روش نہ بنایا جائے کہ آپ نے بولا ہے تو مجھے بھی اجازت دی جائے۔ وسیم صاحب کہیں مجھے بھی اجازت دی جائے۔ اگر صرف ایک ہی بات کہہ دی جائے تو دو منٹ میں ختم ہو جائے گی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، اتنی دیر میں میری آدھی بات ہو بھی چکی ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ debate تو close ہوچکی ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، کچھ speakers رہتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب ! آپ مجھے یہ بتائیں کہ debate جب close ہوگئی ہے تو اب ہم اس کو کتنا reopen کریں گے۔ آج تو یہ minority motions لگے ہوئے ہیں۔ for consideration.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، نہیں کچھ speakers ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ speakers نہیں بولنا چاہیں گے تو پھر۔

Senator Mian Raza Rabbani: Procedurally the debate has been closed, the recommendations have been passed. And these have been unanimously adopted on Saturday and now how we are having a

debate?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! ہم اس وقت جب کہہ رہے تھے کہ speakers کو بھگتا لیں Monday پر لے جائیں - it was the treasury benches who wanted to close it

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شاید close نہیں ہوا - میری information کے مطابق -

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! کیسے close نہیں ہوا- جب recommendations pass ہو گئی ہیں تو پھر general debate کیسے close نہیں ہوئی ہے-

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضا بھائی آپ ذرا بیٹھیں- وسیم صاحب-

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): میں عرض کرنا چاہوں گا جی کہ میرے خیال میں بجائے اس کے کہ لمبی بات ہو I am sure کہ the point you want to raise are of some significance تین منٹ ان کو دے دیں اور اس کے بعد چونکہ main debate جو تھی وہ finalize ہو چکی تھی- لہذا جو ممبران رہ گئے ہیں ان کو cut motions پر بلا لیں کیونکہ cut motions پر تھوڑا تھوڑا وقت ہوتا ہے- اس طرح میرے خیال میں جلدی کام بھی ختم ہو جائے گا-

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, this is very unusual because this is never done but ....

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں بات افہام وتفہیم کی ہو رہی ہے' rules کی نہیں ہو رہی-

Senator Mian Raza Rabbani: Since, there are honourable members and we would not like to deny ....

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں تو یہ کہنے والا تھا کہ cut motions پر بھی ایک کو بولنا چاہیے۔ دو تین نہیں ہونے چاہئیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Since we would not like to deny anyones right of freedom of expression so, therefore, we will go along with the leader of the House.

Mr. Presiding Officer: When we desired you would speak on your point of order but that should not be a precedent for everybody else. اس کے بعد کوئی دوست یہ بات نہیں کہیں گے کہ مجھے بھی موقع دیا جائے since we want to proceed. اب ایک انگلی کھڑی ہوگئی ہے' اس کا علاج کر لیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: I will just raise two or three points.

Senator Wasim Sajjad: It should only be restricted to the Leader of the Opposition.

جناب مجھے یاد ہے کہ کہیں کسی Queen of England پر project جا رہی تھی تو انہوں نے کہا کہ precedent بن جائے گی تو انہوں نے کہا کہ قانون یہ بناؤ کہ only Queen and above can visit this place.

سینیٹر نثار احمد میمن: لیڈر آف دی ہاؤس نے جو کہا کہ Queen call کرکے ان کو موقع دینا چاہتے ہیں۔ مگر جہاں queen ہوتی ہے وہاں king کا concept بھی ہوتا ہے۔ لہذا اگر لیڈر آف دی ہاؤس' اپوزیشن کو point of order کا موقع دیتے ہیں تو میری گزارش ہے کہ میرا ایک بہت اہم نکتہ ہے point of order کا' لہذا Treasury Benches کو بھی اجازت دی جائے۔ یہ میری گزارش ہے and I am sure Leader of the House and Leader of the Opposition will complete اور میں تو ویسے بھی مختصر بوتا ہوں' ایک منٹ بولوں گا زیادہ نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر اپوزیشن والوں کو موقع دیا جائے گا تو سب کو موقع دیا جائے گا۔

FATEHA

سینیٹر بابر خان غوری (وزیر برائے پورٹس اینڈ شپنگ): جو بھی کارروائی آپ کریں اس سے پہلے میں یہ چاہوں گا کہ ہمارے معزز پارلیمنٹیرین ڈاکٹر عامر لیاقت حسین، جو وزیرمملکت بھی ہیں، ان کی والدہ محمودہ سلطانہ صاحبہ کل انتقال کر گئی ہیں، وہ مجلس شوریٰ کی رکن بھی رہ چکی ہیں اور تحریک پاکستان میں بھی ان کا بڑا کردار ہے تو ان کے لیے پہلے فاتحہ خوانی کرا لی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پہلے دعا کرا لیتے ہیں۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میاں رضا ربانی۔ Please be brief.

Points of Order

RE: POLITICAL VICTIMIZATION IN SINDH.

سینیٹرمیاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات آپ کے سامنے رکھنی پڑ رہی ہے کہ سندھ کے اندر political victimization کا دور اپنے عروج پر پہنچ چکا ہے۔ ویسے تو اگر آپ فہرست اٹھا کر دیکھیں تو غلام قادر چانڈیو ایم پی اے، جو اس ایوان کے ممبر بھی رہ چکے ہیں، ان کو ایک false case میں involve کیا گیا پھر ان کی bail ہوئی اور ان کو دوبارہ arrest کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی طرح میرا الوانی صاحبہ ایم پی اے کے خلاف مختلف مقدمات بنائے گئے ہیں، شمیم آرا پنور ایم پی اے کے خلاف بھی مختلف مقدمات بنائے گئے لیکن جو واقعہ کل ہوا ہے وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اور میں یہ expect بھی کروں گا بلکہ ہماری یہ demand بھی ہے کہ Leader of the House بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور Minister of State for Interior بھی یہاں پر موجود ہیں، میں ان سے یہ مطالبہ کروں گا کہ وہ مہربانی کریں اور آج کی sitting کے دوران ہمیں یہ information فراہم کریں۔

جناب کل حیدرآباد میں All Pakistan Trade Unions Confederation کا convention ہوا تھا جس میں مجھے بطور مہمان خصوصی بلایا گیا' وہاں پر میرے ساتھ ہمارے حیدر آباد شہر کے ایم پی اے اور حیدر آباد کے پیپلز پارٹی کے صدر بھی ہیں' وہ میرے ساتھ اس جلسے میں شریک ہوئے۔ رات کو جب جلسہ ختم ہوا اور انہوں نے مجھے رخصت کیا تو اس کے بعد ان کو پولیس نے حراست میں لے لیا اور جب انہوں نے پوچھا کہ مجھے کس لیے arrest کیا گیا ہے تو انہیں بتایا گیا کہ DPO اور اعلیٰ حکام نے یہ احکامات جاری کیے ہیں۔ لہذا آپ کو ہم arrest کر رہے ہیں۔ رات کے بارہ بجے تک وہ A section Police Station میں موجود تھے لیکن اس کے بعد ان کے whereabouts کا کسی کو پتا نہیں ہے ۔ Leader of the Opposition, Sindh Assembly سے میری پانچ منٹ پہلے فون پر بات ہوئی ہے اور انہوں کہا کہ ان کے whereabouts کا نہیں پتا چل رہا ہے اور نہ پولیس اس بات کو own کر رہی ہے کہ انہوں نے اس کو رات کو arrest کیا بھی ہے یا نہیں یعنی

he has been illegally kidnapped by the state apparatus in the Province of Sindh. He is a sitting MPA. The Sindh Assembly is in session. The general debate on the budget is to be taken up and why I am raising this issue is because the Sindh Assembly is my constituency and Zahid Behari was my voter, in actual fact the twelve MPAs that were required for me, he was one of those 12 MPAs.

یہ ایک دور political victimization کا چل رہا ہے ۔ A sitting MPA has been arrested and his whereabouts are not known and the police is not telling where he is and even now they are denying یعنی اس کو پولیس نے یا حکومت سندھ نے اغوا کیا ہوا ہے اور اس کے whereabouts کا کوئی پتا نہیں ہے۔ آپ کے توسط سے میں demand کرتا ہوں کہ Minister of Interior اس بات کی معلومات کر کے اس sitting کے دوران ہی ہمیں بتائیں۔

جناب چیئرمین! اسی بات کو ذرا اور آگے ایک سیکنڈ لے کر چلتا ہوں کہ پاکستان کو کیا

ہم Police State میں تبدیل کر رہے ہیں جہاں پر عام شہریوں کے ساتھ جو کراچی میں ہوا وہ تصویر آپ کے سامنے ہے۔ Members of the Provincial Assembly کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ کل فوج کو اور security agencies کو PTCL کے تمام دفاتر کے اوپر تعینات کر دیا گیا ہے۔ Are we going back into the days of South Africa or South America کہ وہاں پر آپ فوج کو لا کر مرکز کے آمنے سامنے کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔

This is an incompetent civil Government and I would ask them not to use the armed forces to bring them face to face with the people of Pakistan.

اڑھائی سو سے اوپر PTCL کے ورکرز کو حراست میں لے لیا گیا اور حکومت اس بات پر بضد ہے کہ privatization کریں گے۔ 80 فیصد banks کو already غیر ملکیوں کے ہاتھوں میں دے چکے ہیں اور اب ان sensitive تنصیبات کو آپ غیر ملکیوں کے ہاتھوں میں دینا چاہتے ہیں۔ ہم یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ ہم PTCL کی privatization کے خلاف ہیں۔ PTCL کے workers کو جو arrest کیا گیا ہے ان کی relief ہم demand کرتے ہیں اور متحدہ اپوزیشن ان دونوں نکات کے اوپر ایک ٹوکن walkout اپنے protest کو record کروانے کے لیے کر رہی ہے۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب! بلوچستان کے حوالے سے ماورائے عدالت اور ماورائے قانون بہت سے واقعات ہوئے ہیں، ربانی صاحب کی باتوں کو آگے بڑھاتے ہوئے میں بلوچستان سے دو تین مثالیں آپ کو دے رہا ہوں۔ جسٹس مری جو بلوچستان میں مارا گیا تو اس کے سلسلے میں جن جن بندوں گرفتار کیا گیا ہے، گزشتہ ایک سال سے ان کو عدالت میں پیش نہیں کیا جا رہا، کوئی عدالت نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: That is a provincial subject..

سینیٹر مہیم خان بلوچ: میں نے پہلے بھی ایوان میں کہا کہ ڈاکٹر امداد بمع اپنے دوستوں کے گرفتار ہوا۔ دو مہینے وہ حراست میں رہے۔ جب دو مہینوں کے بعد انہیں رہا کیا گیا تو انہوں نے کھل کر press conference کی اور بتایا کہ اتنے دن ہمیں کراچی میں حراست میں رکھا گیا، اذیت دی گئی۔ اتنے دنوں تک کوئٹہ میں اذیت دی گئی، اس سلسلے میں، میں نے یہاں

ایوان میں اپنے Interior Minister سے کہا کہ اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔ جب وہ بے گناہ ہے تو ان کے ساتھ یہ کیوں زیادتی کی گئی؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بلوچ صاحب یہ صوبائی مسئلہ ہے۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: صوبائی حکومت نے کہا ہے کہ انہوں نے نہ گرفتار کیا ہے، نہ ہمیں خبر ہے، جو کچھ ہو رہا ہے، وہ اوپر کے level پر ہو رہا ہے اور ریکارڈ میں موجود ہے۔

Mr. Presiding Officer: The fact remains that it is a provincial subject.

سینیٹر مہیم خان بلوچ: اب اللہ نظر اپنے ساتھیوں کے حوالے سے گزشتہ تین مہینے سے لا پتا ہے۔ ایک کمیٹی اس کی بازیابی کی سلسلے میں بنی ہے۔ کمیٹی آئے دن shutter down جلسے اور جلوس کر رہی ہے۔ لہذا میں اپنے Interior Minister سے کہتا ہوں کہ آخر وہ بھی پاکستان کے شہری ہیں، معصوم ہیں وہ کیوں گرفتار ہوئے ہیں؟ اگر گناہ گار ہیں اور انہوں نے غلط کام کیا ہے تو ان کو عدالت میں پیش کیا جائے۔ یہ کوئی تک نہیں کہ ماورائے آئین اور قانون آپ ان کو خفیہ خانوں میں رکھ کر ذہنی اور جسمانی اذیت دیں۔ میں اس سلسلے میں اپنے Interior Minister sahib سے وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب نثار میمن صاحب۔

سینیٹر نثار اے میمن: شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اس House کی توجہ اس خبر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کل Nation میں front page پر یہ خبر آئی ہے کہ Pakistan may face US economic sanctions اور اس ناتے سے اس اخبار نے یہ بتایا ہے کہ

"US Congress has passed a law which calls for imposing sanctions against Iran and Libiya" and it goes on to say "as per law anyone who invests over 50 million in Iran's oil and gas sector automatically qualifies for economic sanctions by the US. Only American President can waive

such sanctions from any country or company."

اور ہمیں خوشی ہے کہ اخبار "ڈان" نے یہ head line دی ہے۔

Iran pipeline can't be abandoned, US told by the Foreign Minister of Pakistan.

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا اچھا موقف حکومت پاکستان نے لیا ہے۔ ہم اپنے وزیر خارجہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کی صدر بش سے ملاقات ہوئی ہے اور رائس کے ساتھ انہوں نے یہ issue اٹھایا ہے۔ یہ issue important اس لئے ہے کہ اس pipeline کی وجہ سے پاکستان میں jobs create ہوں گے۔ یہ معاملہ پاکستان کی sovereignty کا بھی ہے۔ یہ دو important چیزیں ہیں کہ ہم اپنے فیصلے خود کریں گے اور غریب عوام کو نوکریاں دینے کے لئے جو اقدامات حکومت نے سوچے ہیں، ہم ان کی تائید کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب امریکہ کا دورہ کرنے جا رہے ہیں جیسا کہ اخباروں میں لکھا ہوا ہے، تو ان کو چاہیے کہ واضح طور پر وہاں اس issue کو اٹھائیں اور اس کے لئے ایک positive position لے کر آئیں کیونکہ یہ پاکستان کی sovereignty کے لئے بہت ضروری ہے اور پاکستان کے غریب عوام کی economic بہبود کے لئے بھی ضروری ہے۔ شکریہ بہت بہت۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: قصوری صاحب سے ملاقات کے بعد اس کا کیا مطلب ہے؟

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بات ہو گئی اور گزر گئی۔

سینیٹر کامل علی آغا: اگر اسی طرح یہ point of order پر بات کریں گے تو پھر سارا دن points of order ہی چلیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا فقرہ پھر ختم ہوتا ہی نہیں ہے۔ سب لوگ اعتراض کر رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: نہیں، جناب چیئرمین! بہت مختصر ہے۔ کل کے "ڈان"

اخبار میں ایک خبر ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سب نے اخبار پڑھا ہے۔ خبر سب نے پڑھی ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ آپ کوئی اور بات کر رہے ہیں۔ ڈان سب نے پڑھا ہے۔

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: I want to bring it to your attention Mr. Chairman, there is a news item and title accidently reveals misuse of CEC's flag car. I will just read one item here. The official car of the Acting Chief Election Commissioner Justice Abdul Hameed Dogar driven by his son.

جناب چیئرمین! CEC صاحب out of town ہیں اور ان کا بیٹا flag car چلا رہا ہے۔ یہ misuse نہیں ہے؟ آپ کی attention کے لئے ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس سے پیشتر کہ میں وسیم صاحب سے request کروں کہ وہ متوجہ ہوں اس پر کہ جو بات کی گئی ہے۔ رضا ربانی صاحب کے وہ ووٹر نہ بھی ہوتے تب بھی ہم ان کی بات سنتے۔ I will first request Mrs. Nilofar Bakhtiar. Please, short and quick.

RE: SECURITY PROVIDED TO MUKHTARAN MAI

سینیٹر نیلوفر بختیار (انچارج برائے منسٹری آف وومن ڈویلپمنٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں تین چار منٹ اس House کے لینا چاہوں گی۔ جناب! یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بارے میں یہاں پر بھی debate ہوئی ہے اور اخباروں میں بھی اس کا چرچا ہے۔ بحیثیت انچارج منسٹری آف وومن ڈویلپمنٹ کے میں اپنی ذمہ داری سمجھتی ہوں کہ اپنے ساتھیوں کو اس فلور پر اور اخبارات کے ذریعے حقائق کی طرف رجوع کرواؤں۔ جناب والا! اگر کوئی House میں سے اٹھ کر صرف ایک دن ہماری وزارت میں گزارنا چاہے تو اس کو اندازہ ہوگا کہ ہماری وزارت دن میں بے شمار violence victims کے ساتھ اور discrimination کی شکار خواتین کے ساتھ deal کرتی ہے لیکن نہ تو ہم اس کی تشہیر چاہتے ہیں اور نہ ہی اس کا credit چاہتے ہیں چونکہ

ہماری ذمہ داری ہے۔

جناب والا! مختاراں مائی کا rape ہوا اس وقت President General Musharraf was the first person who intervened and ordered an inquiry to probe into it. جناب والا! آج مختاراں مائی جو میر والہ میں ادارہ چلا رہی ہے اس کے لیے پچاس لاکھ روپے کی seed money جناب صدر نے اپنی جیب سے دی۔ اس سکول میں آج 265 بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ ہماری وزارت اس سال کے بجٹ میں provision کر چکی ہے کہ میروالہ میں ایک مختاراں مائی Crisis Centre بنایا جائے۔ پچھلے ہفتے ہماری منسٹری کی ٹیم دو دن کے لیے میروالہ میں موجود رہی تاکہ site evaluation وغیرہ کیا جائے۔جہاں تک ان کی protection کا تعلق ہے۔ جناب والا! ان کے لیے پولیس کی چوکی آج سے ڈھائی سال پہلے ان کے door step پر فراہم کی گئی۔ ابھی چند ماہ پہلے انہوں نے چیف منسٹر پنجاب کو خط لکھا کہ ان کو extra security کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد ان کو extra security فراہم کی گئی اور ان کو نو سپاہی ایک SHO سمیت وہاں پر دیئے جاتے ہیں۔ جناب! میں ہاؤس کو یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ جب مارچ کے مہینے میں ان کے جو rapists تھے یا ان کے اس پورے case میں accused تھے' ہائیکورٹ سے ان کی bail کا حکم دیا گیا تو ایک MPO کے تحت ہماری حکومت نے ان لوگوں کو detain کیا۔ نوے دن ختم ہوئے' ان کو دوبارہ رہائی کا جب حکم ملا تو ہماری حکومت نے یہ ضروری سمجھا کہ extra protection or security مختاراں مائی کو provide کی جائے جو کہ آج provide کی جا رہی ہے۔جناب والا! مختاراں مائی کی inland movement پر کوئی restriction نہیں ہے۔ ECL کے اوپر ان کا نام ضرور ہے لیکن وزیر اعظم صاحب نے ایک انکوائری بٹھائی ہے صرف اس بات کو find out کرنے کے لیے کہ ECL میں ان کا نام کیوں ڈالا گیا ہے اور میں چند دنوں میں اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کرنے کا آپ سے وعدہ کرتی ہوں۔

جناب! میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ ایسے بیشمار cases ہمارے سامنے آتے ہیں لیکن خدارا! rape cases کو' یہ ہمارے دکھ ہیں جناب! یہ ہمارے زخم ہیں' ہم ان کو انٹرنیشنل کمیونٹی کے سامنے نہیں لے جانا چاہتے۔ ہم اپنے ملک میں ان زخموں پر مرہم رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے

میلے کپڑے چوراہے پر نہیں دھونا چاہتے۔ جناب والا! کب تک rape victims issues کو
اس ملک میں politicise کیا جائے گا؟ کب تک ایسے cases کو اچھالا جائے گا۔صرف یہ ثابت
کرنے کے لیے کہ ہم نے point score کیا ہے۔ They know sin in this issue. یہ سب
کہتے ہیں کہ یہ غلط ہوا، ہم کہتے ہیں کہ ہم higher courts میں جائیں گے، ہم کورٹ کی respect
کرتے ہیں۔ جناب! ہم مختاراں مائی کا case اعلیٰ عدالتوں میں لیکر خود جانا چاہتے ہیں۔ ہم اس کو
پاکستان میں انصاف فراہم کرنا چاہتے ہیں اور جب تک مدعی خود ملک میں موجود نہ ہو کوئی بھی
عدالت انصاف فراہم نہیں کر سکتی اس لیے ان کی موجودگی اس ملک میں ضروری ہے۔آخری بات
میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ

We are the Government of Pakistan and we are committed to provide justice and protection to the people of Pakistan. But sir, we shall not be bulldozed. We shall not take any foreign pressure. We shall not be fired bullet by the Opposition, by the NGOs who have foreign driven Agendas, by the Extremists of any kind, they are doing this as a duty and we are obliged to this. We will serve our people but not under any duress. I thank you, sir.

Mr. Presiding Officer: Mention not.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, sir, you have opened a Pandoras Box.

Mr. Presiding Officer: Can we pull the brake back.

Senator Mian Raza Rabbani: I am sorry, sir.

Mr. Presiding Officer: Can I ask the Minister for Interior to get information with regard to your question.

Senator Mian Raza Rabbani: Yes, sir. You can.

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ بیٹھیں گے تو میں پوچھ سکتا ہوں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن بیٹھ گئے۔ آپ بھی بیٹھ جائیں۔ میں ذرا بات کر لوں۔ اگر آپ اجازت دے دیں۔ بیٹھیے تشریف رکھیئے گا۔ یہاں سے کوئی بھی نہیں بھاگ رہا یہ اسی لیے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

Now I will request Minister for Interior to take up the point raised by the Leader of the Opposition. آپ اس کے بارے میں ہاؤس کو بتا دیں۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں ایک عرض کرنا چاہتاہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (وزیر مملکت برائے داخلہ): جناب والا! آپ نے مجھے floor دیا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب والا! آپ نے مجھے floor دیا ہے۔ Please put the House in order.

Mr. Presiding Officer: Please, let us maintain some order in the House.

(Interruption)

Senator Dr. Shahzad Waseem: Please, put the House in order.

Mr. Presiding Officer: Let us maintain some order in the House, please.

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب والا! میری بات تو سنیں۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! میں عرض کرتی ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Mohim Khan! what you expect from me

to do?

(Interruption)

Senator Dr. Shahzad Waseem: Please, put the House in order.

سینیٹر مہیم خان بلوچ: میں انہیں جواب دینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت نہیں دیتے تو میں token walk out کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ تشریف رکھیئے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب والا! Leader of the Opposition نے جو مسئلہ ابھی اٹھایا ہے، اس کے متعلق میں نے ابھی بات کی ہے and we are working on it. اب جیسے ہی جواب آتا ہے، میں اسے ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔

Mr. Presiding Officer: Now, I think, let us pass on...

Senator Mian Raza Rabbani: No. No. Sir, this was a very continuous issue which we had raised the day before and I would just like to make a very brief comment on what has just been said by the honourable Advisor. I have tremendous respect for her but I think, there is a slight distortion of facts.

First of all, there is the question as to the fact that is it not a fact that Mukhtaran Mai wants to leave the country and in order to prevent that her name has been put on the ECL. There is a contradiction in what the honourable Advisor has said because if that was the aim, then it was a thought-out decision that the Government has taken and then there was no need for the Prime Minister to order an enquiry as to why her name has

been put on to the ECL. So, there is a contradiction in her statement itself. From this contradiction, it is evident that Mukhtaran Mai is being prevented from leaving the country, so that she can not go and meet her engagement which have been set up by the Amnesty International. Therefore, this is a deliberate attempt and has nothing to do with her getting justice from the courts in Pakistan.

Sir, the question that was raised with regard to protection, now I do not want to rub this in but this statement was made by the honourable Minister of State for Interior. But yesterday, over the telephone, the Press of Islamabad heard in her own voice when Mukhtaran Mai says that she is not allowed to cross the threshold of her house, that she is not allowed to go to Lahore to meet with her lawyers in connection with the appeal of her which is pending in the Supreme Court of Pakistan. So, if this is not house arrest then what is house arrest? Does she have to be thrown into the dangers and chained and then they will say that she is under house arrest. When we are talking on this issue, let us not get carried away by being dictated by foreign agenda and by who is getting what funding? If we were to start talking about who is being dictated by foreign agenda, it would be abundantly clear that this Government of Pakistan has compromised Pakistan's territorial, political and economic sovereignty at the hands of US imperialism. How dare they accuse the Opposition or other civil society organization of following foreign agendas when they themselves have a quest before foreign powers in order to perpetuate their rule.

(Interruption)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب clarification بڑی ضروری ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ بات سن لیں۔ آپ کے وزیر صاحب کھڑے ہوئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر facts کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں پھر یہ repeat کرتا ہوں کہ مختاراں مائی house arrest نہیں ہے اور میری اطلاع کے مطابق آج بھی وہ اس وقت اپنے گھر میں نہیں ہے، کہیں نکلی ہوئی ہیں .and I stand on my words Secondly sir یہاں پر میں ایک بات کرنا بڑا ضروری سمجھتا ہوں جس کو honourable member نے کہا foreign agenda کی بات۔ Sir اس خاتون کے ساتھ ایک حادثہ ہوا جس کو پوری قوم نے محسوس کیا اور حکومت نے بھی محسوس کیا، مگر حادثے کے بعد اس پر بڑا سانحہ ہو رہا ہے اور سانحہ یہ ہو رہا ہے کہ اس کی مظلومیت کی قیمت لگائی جا رہی ہے۔ سانحہ یہ ہو رہا ہے کہ اپنی سیاسی دکان داریاں چمکائی جا رہی ہیں اس کے نام پر۔ سانحہ یہ ہو رہا ہے کہ NGOs کے اندر بیٹھے ہوئے وہ عناصر جن کا پیٹ باہر سے آئے ہوئے funds سے بھرتا ہے وہ اپنی funding کے لیے، اپنے portfolios کے لیے ان کے ساتھ تصویریں کھنچوانے کے لیے Tomy، Walker اور John کے ساتھ ایک dinner کرنے کے لیے آج پاکستان کی عزت کو پامال کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ سب سے بڑا سانحہ ہے۔

جناب ہمیں اپنا وطن اور اس کا آنگن بڑا عزیز ہے۔ ہم اپنی ماؤں بہنوں کو اس آنگن کے اندر عزت دار طریقے سے دیکھنا چاہتے ہیں مگر اس وطن کے اسی آنگن کے منڈیروں پر آج وہ گدھ بھی بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ اس تاک میں ہوتے ہیں کہ یہاں پر کوئی مظلوم گرے اور وہ اس کے گوشت سے اپنا پیٹ بھریں اور باہر سے داد و تحسین حاصل کریں۔

جناب ہم جانتے ہیں کہ مشکلات بھی ہیں، اس آنگن میں کانٹے بھی ہیں مگر جیسے ابھی میرے honourable colleague نے کہا ہم میں یہ عزم بھی ہے کہ ہم ان کانٹوں کو اپنی

پلکوں سے چنیں گے۔ ہم ان ظلم کے کانٹوں کو اپنی پلکوں سے چنیں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ یہ قوم اپنی بیٹیوں کو انصاف دلانے کی اہلیت رکھتی ہے۔

آخری بات، میں صرف یہ کہہ کر اپنی بات ختم کرنا چاہوں گا کہ میرا اس ہاؤس کے ذریعے سے یہ پیغام ہے کہ گھروں میں جو روشنی ہوتی ہے وہ چراغوں سے ہوتی ہے۔ اپنا گھر جلا کر روشنی نہیں کی جاتی۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! میں معذرت سے عرض کرتا ہوں، میں نے جو کہا میرے فاضل وزیر صاحب سے میرا اس سلسلے میں کوئی معاملہ نہیں تھا اسلیے میں ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! یہ تو نہیں ہے کہ ہم اسی بات پر رہیں، مختاراں مائی، مختاراں مائی، دوسری عورتیں نہیں یہاں پاکستان میں جن کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ آپ دیکھیں بلوچستان کے اتنے problems ہیں سارے ٹھپ پڑے ہوئے ہیں، کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ جناب ہماری تمام عورتوں کی بےعزتی ہو رہی ہے۔ آپ سوچیں کہ ایک عورت پاکستان سے باہر جا رہی ہے کہ جی پاکستان میں میرے ساتھ یہ ہوا، اللہ کا واسطہ اس topic کو ختم کریں۔ ہم بےعزتی محسوس کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ اس topic کو ختم ہی کر دیں تو بہتر ہے۔ یہ کوئی خاص عورت ہے؟ جس کے پیچھے ایجنسیاں اتنی لگی ہوئی ہیں۔ وہ پیسے کما رہے ہیں سکول بنا رہے ہیں جناب یہاں سے وہاں تک مختاراں مائی مختاراں مائی۔ آپ یقین کریں اور بھی عورتیں ہیں جن کے ساتھ ظلم ہوئے ہیں۔ آپ میرے بھائیو! ان کے لیے بھی بولا کریں اللہ کے واسطے، مگر یہ کہ خدا کے لیے بس کریں۔ اللہ کا واسطہ ہے کیونکہ ہم عورتیں بڑی بے عزتی محسوس کرتی ہیں۔ ہم یہ بھی بے عزتی محسوس کر رہی ہیں کہ یہاں سے وہ پاکستان سے باہر جائے اور وہاں پر کرسی پر بیٹھ کر کہے کہ جناب پاکستان میں میرے ساتھ یہ ہوا ہے۔ یہ ہم سب پاکستانیوں کے لیے شرم کی بات ہے۔ جناب اب یہ topic ختم ہونا چاہیے۔ Thank you.

Mr. Presiding Officer: Let there be last one, last one. Agreed.

سینیٹر اسفند یار ولی: جناب! ہمارے ہاں سے ایک بندہ سوات گیا، کہر تھی، برف

تھی، ایک گاؤں سے گزر رہا تھا، اس کے پیچھے کتے آئے جب پتھر اٹھانے کے لئے ہاتھ نیچا کیا تو
پتھر اس برف میں پھنسے ہوئے تھے۔ اس نے کہا کہ عجیب دھرتی ہے، پتھر کو باندھ دیا ہے اور
کتوں کو کھلا چھوڑ دیا ہے تو جو victim ہے، she is on the ECL list اور rapists, they
are not on the ECL list, that is something which I can't understand.

DISCUSSION ON CUT MOTIONS ON FINANCE BILL 2005-6

Mr. Presiding Officer: Thank you. I think, let us now proceed, I wish, we would not start this topic. Now, we will come on to item No.3 because we have done away item No.2

اس پر فیصلہ ہو گیا ہے۔

Senator Wasim Sajjad: Item No.3 is in the form of a cut motion regarding expenses of the President's Secretariat. I would like to draw your attention sir, and the attention of the honourable Senators to Article 81 of the Constitution which says that the following expenditure should be charged upon the Federal Consolidated Fund and that includes the remuneration payable to the President and other expenditure relating to his office, and this expenditure being charged on the Federal Consolidated Fund cannot be voted upon, not even in the National Assembly and to the same effect or the directions issued by the Chairman which specifically state that any expenditure which is charged in the Federal Consolidated Fund that cannot be voted upon.

So, it can be discussed, it cannot be voted upon. In these circumstances sir, I think, it would be inappropriate for us to vote on the Federal Consolidated Fund.

Mr. Presiding Officer: I would like to be informed on this also, in the presence of seniors that these motions have been signed by number of members, can I pose out a query for my own information?

Senator Muhammad Ishaq Dar: Unless you sir, vote on motions and finally decide and reject all then sir, only you can make recommendations, I think, there is a procedural mistake by the Secretariat that the item No. 2 should have been listed after the minority recommendations, you know, cut motion whatever you call sir, those are finished. Obviously, they will be understandably rejected but the item 2 should be listed thereafter.

Mr. Presiding Officer: Item 2, I believe as you all resolved, is not an issue anymore.

Senator Muhammad Ishaq Dar: No sir, I am talking of sequencing sir, because although this House has already adopted unanimous recommendation unless you dispose off. Sir, you are presuming that no cut motion will be adopted.

Senator Wasim Sajjad: I think, he is right sir.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! میں technical بات عرض کر رہا ہوں، آپ Leader of the House سے رائے لے لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: اگر کوئی recommendation approve ہو جاتی ہے، اس کو بھیجنا پڑے گا اور اس کے لئے یہ motion ہو گی یعنی I think, technically procedure is right but my objection is regarding item No. 3 which relates to expenditure of the President Secretariat

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ایک منٹ can I put my query also to all of you.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب چیئرمین صاحب! وہ جواب بعد میں آئے گا' میں اسحاق ڈار صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ motion گیارہ نمبر پر آنی چاہیے۔ اگر اجازت دیں تو میں عرض کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی' جی فرمائیے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! سوال یہ ہے کہ کچھ recommendations ہم نے کی تھیں جو unanimously carry ہو گئیں۔ جناب! اب یہ motion still open ہے' یہ motion discuss ہو رہی ہے اور اس کے درمیان آپ کی یہ cut motions آئی ہیں' یہ بھی decide ہوں گی۔ اس لئے گیارہ پر نہیں جانا چاہیے' اس کو یہیں رہنا چاہیے۔ آپ اپنی motions move کریں اور ultimately یہ ہوگا کہ جو approve ہو گئیں' وہ approve ہو جائیں گی جو reject ہو گئیں ہیں یا reject ہوں گی' motion یہی رہے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ایک بات اور sort out کر لیں' my impression could be wrong, my impression was that when we talk of these motions, although signed by number of people, may be 1% speak on it, what is the procedure?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار : آج ہم نے اس پر concede کیا this morning کہ جو Treasury Benches speakers رہ گئے ہیں' آپ ان کو as a rejoinder accommodate کرلیں' It will not take much long آپ تین چار منٹ کی time limit رکھ لیں' maximum پانچ منٹ for each mover sir.

Mr. Presiding Officer: So, in that case, what you are suggesting is that one person can move and everybody else can speak,

that is the consensus. I want to be sure about it.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جہاں تک movers کا تعلق ہے' یہ privilege ہوتا ہے cut motion اپوزیشن کا۔ حکومت کا نہیں ہوتا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اگلی بات۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اگلی بات یہ ہے کہ جہاں تک motion کے movers ہیں' ان کو تو آپ بہرحال موقع دیں گے کہ وہ بات کریں لیکن ہم نے accept کیا ہے کہ ان تجاویز پر government benches کی طرف سے بھی کوئی بولنا چاہتا ہے تو وہ بول سکتا ہے۔ دیکھیں اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں یعنی اس میں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ cut motion میں اور ہماری تجویز میں کیا فرق ہے' cut motion دراصل صرف نیشنل اسمبلی میں آسکتا ہے اور cut motion اپوزیشن کی طرف سے آیا کرتا ہے۔ cut motion اگر ایک روپے کا بھی منظور ہو جائے تو .government falls یہاں اس کی صورت cut motion کی نہیں ہے بلکہ یہ ایک نیا vision ہے کہ جس میں minority نے کمیٹی میں یہ بات پیش کی کہ چونکہ سینیٹ میں cut motion move نہیں کی جا سکتی ہے اس لئے ہم مالی تجویز کو بھی ایک recommendation کی صورت میں لاتے ہیں۔ اس صورت میں جو charge اور non-charge کا فرق ہے وہ اس پر زیادہ لاگو نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اگر آپ دستور پڑھیں کہ جہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ charge expenditure کو اسمبلی ووٹ نہیں کرسکتی وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ discuss کرسکتی ہے۔ ہم صرف discuss کر رہے ہیں۔ ہماری ہر چیز recommendation ہے' ہماری ہر چیز discussion ہے اس سے زیادہ نہیں ہے۔ ہمارا مقصد ان چیزوں پر صرف discussion ہے voting نہیں ہے۔ باقی پر تو voting بھی ہو گی۔

Mr. Presiding Officer: So, we are coming to item No. 3. I request the mover to move.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: نمبر 3 پر میں' میں صرف یہ درخواست کروں گا کہ motion کرتے ہوئے ذرا یہ بھی ساتھ لگا لیں the Senate recommends to the

recommendations کیونکہ ہماری ساری National Assembly, not in this form

جوآئی ہیں وہ ایسی عبارت میں ہیں Senate recommends to the National Assembly

اور یہ موشن جو آئے گی کہ Senate recommends کہ cut motions کی جائیں گی کیونکہ ہم

directly cut تو نہیں کرسکتے - we can't cut in the demand for grant ' اس لئے اپنی

motions میں move کرتے ہوئے اس میں پہلے یہ add کرلیں کہ Senate recommends

to the National Assembly

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ایک چیز کہ چونکہ ہم ابھی بحث کر رہے ہیں if you decide to send it to National Assembly then of course it will be in a certain formate. بھنڈر صاحب درست فرمارہے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، میرا خیال ہے کہ ایک procedural چیز clarify کر لی جائے کہ جب ایک cut motion پر بہت سے ممبران کے دستخط ہوتے ہیں تو اصول یہ ہے کہ جس کا پہلے نمبر پر نام ہو وہ بولتا ہے باقی نہیں بولتے اور اسی کے نام سے ہوتا ہے۔ اگر وہ غیرحاضر ہے تو جو نمبر دو پرممبر ہو وہ بول سکتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، لطیف کھوسہ نمبر دو نہیں ہیں۔

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ، I am number one sir پہلے دونوں نہیں ہیں اس لئے میں number one ہوں' وسیم سجاد صاحب کی اطلاع کے لئے۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب! میں جو بات کر رہا ہوں اس کی جو پارلیمانی support ہے اس کے لئے page 717 Kaul پر جناب کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا جس پر لکھا ہوا ہے کہ۔

"Where a cut motion is placed on the order paper in the names of several members, is treated as moved on indication by such members in writing. It deems to have been moved by the Member whose name appears first on order paper and if he is not present in the House or he is not indicating in intention to move, then by the 2nd or 3rd Member. No. 9, moreover as in

the case of amendments, the mover of a cut motion has no inherent right to be called on to speak on that cut motion. Now he has a right of reply to the debate on his cut motion.

چونکہ general debate ہو چکا ہے ' اب یہ cut motion ہے تو اس پر دس یا سو speakers بھی آ سکتے ہیں تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک speaker اس کے behalf پر بولے گا اور اگر وہ غیر حاضر ہے تو جو دوسرے نمبر پر ہے وہ بولے گا۔ یہ پارلیمانی روایت ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! آپ تھوڑا سا وقت مجھے دیں کیونکہ President Secretariat اور دوسرے یہ تمام جو محکمے ہیں ان کا میں incharge Minister ہوں۔ Procedure کے حوالے سے یہاں Leader of the House بھی کہہ رہے تھے کہ I have to say forcefully that cut motion کا لفظ استعمال کرنا بھی illegal ہے۔ That is the recommendation اور اس کے لیے جو motion move کی ہوئی ہے اس کی framing بھی غلط ہے۔ This august House can recommend, یہ آپ اس کو restructure کرائیں۔ وہ تو جناب! clear ہے' مگر آج تک یہ پتا نہیں کہ charge upon expenditure پر voting ہوتی ہی نہیں ہے۔ اس پر جو بات کرنا چاہے کرے' اس کو ہم جواب دیں گے لیکن voting نہیں ہوتی ہے۔

Mr. Presiding Officer: Sardar Muhammad Latif Khan Khosa sahib to move the motion please.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, I was not really happy when we call the presiding officer, sir, allow me to address you as Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: This permission, you are granted.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, the Senate do propose and recommend to the National Assembly of Pakistan

that the budget allocation for the President Secretariat be reduced from 40 million and the savings of Rs. 40 million be transferred to Poverty Alleviation Programme.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, in procedure, I have to oppose it and I oppose it.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Mr. Chairman, this is a country, where 40% of the population is living at less than a dollar a day beyond the poverty line and another 43% are living with less than two dollars a day. Sir, 2.36 million were unemployed in 1999 and the present figure is 3.52 without jobs which is an increase of 1.16 million or 49% as compared to the year 1999. Sir, the consumer price index rose from 2.2 in 1999 to 12.8 in April, 2005 which is an increase of 482% whereas the sensitive price, in that increase is from 1.8 to 12, an increase of 566%. Sir, the social safety nets for the poorest citizen has been reduced from Rs. 90 billion to just 6 billion and the development expenditure which was 3.5% of GDP in 1998-99 has now in the year 2004-05 been reduced to 2.9% of the GDP and sir, the overall fiscal claimed at 3% of the GDP actually works out to 5.94 of the GDP.

So, we are, in point of fact, reducing everything which trickles down to the poor, which would have benefited anything from poverty alleviation so that the poor should also have benefited out of the budget. We have given so much of it on the President's Secretariat and therefore, when we ask for reduction of 40% of this 40 million rupees, sir, it is not

asking much at all because if you see the fleet of bullet proof mercedez which are flowing for their protection and if we see, sir, the aircrafts which have been ordered also, billions of rupees are being spent on that non-productive, non-development projects and premises. Therefore, when we ask that this 40 million out of the same should be spent and transferred on the poverty alleviation programme, I think we are asking for the betterment of the poor and down trodden people of Pakistan. We are asking for a prosperous and a happy people rather than for the elitest to cherish and to be promoted in the hierarchy where they have already more share that they deserve at all. Thank you, sir.

Mr. Presiding Officer: Who would like to support, second it? Mr. Raza Muhammad Raza sahib.

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! جب ہم متحدہ اپوزیشن کی جانب سے قومی اسمبلی کو سفارش کرتے ہیں کہ ایوان صدر کے اخراجات میں اس لئے کمی کی جائے کہ ملک میں غربت میں بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے جبکہ حکمرانوں کے دعوے ہیں کہ ہم نے غربت کے خاتمے کو priority پر رکھا ہے۔ یہاں پر حالت یہ ہے کہ جب ہمارے جنرل صاحب نے اقتدار پر غاصبانہ قبضہ کیا تو اس وقت ایوان صدر کے اخراجات 93 ملین تھے۔ 93 ملین سے ان چند سالوں کے دوران اس کو بڑھا کر 261ملین کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ہیں ہمارے حکمرانوں کے دعوے کہ جو اخراجات اس وقت 93 ملین تھے ان کو دوگنا سے بھی زیادہ کر دیا گیا۔ جناب ملک میں حالت کیا ہے، بالخصوص تمام ملک میں جیسا کہ کھوسہ صاحب نے کہا کہ ہماری آبادی کا چالیس فیصد خط غربت سے نیچے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب ہمارے ملک کی غالب اکثریت ایسی ہے کہ ان کو دو وقت کی روٹی عزت سے نہیں مل سکتی، اس لئے کہ روزگار کے تمام دروازے آپ نے بند کئے ہیں۔ پبلک سیکٹر کے تمام محکموں کو آپ نے فروخت کیا۔ آپ اپنی بجلی، بنک اور تمام ادارے اور

اب تو کھیل کو بھی فروخت کر رہے ہیں۔ جو روزگار کے ذرائع تھے وہ آپ نے تباہ کردیئے۔ زراعت آپ نے تباہ کی، صنعت آپ نے تباہ کی اور services کے مواقع بھی آپ نے چھین لیے۔ ملک کے public sector کو آپ نے فروخت کیا۔ دوسری طرف آپ نے مہنگائی اور بے روزگاری اتنی مسلط کی کہ اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں سینکڑوں فیصد اضافہ ہوا۔ ایسے حالات میں جب ہمارے لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ خصوصی طور پر پشتونخواہ اور بلوچستان میں جہاں گزشتہ طویل قحط سالی کی وجہ سے ہماری فطری معیشت تھی زراعت کی اور لائیوسٹاک وہ تباہ ہوگئی۔ پانی کے ذخائر تباہ ہوگئے۔ لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوگئے۔ ایسے حالات میں جب غربت نے ایک سنگین صورت اختیار کی ہے تو ہماری تجویز یہ ہے کہ یہ جو تمام فضول اخراجات ہیں' non-productive اخراجات جو آپ 826 ملین روپے غیر پیداواری' establishment فوج اور بیوروکریسی کی عیاشیوں پر خرچ کر رہے ہیں اور اس میں ہمارا صدر ہاؤس شامل ہے۔ صدر تو شکر ہے ہمارا ہے ہی نہیں۔ اس وقت ہمارا ملک بغیر صدر کے ہے' جو بھی جنرل براجمان ہیں اس کے اخراجات میں اتنا اضافہ' یہ بہت ناروا ہے۔ اس ملک کے ساتھ زیادتی ہے اور ہم نے بڑی حقیر سی تجویز دی ہے کہ اس خرچے میں سے چالیس ملین کم کر کے غربت مٹاؤ کے لئے خرچ کیا جائے۔ یہ بڑی معقول تجویز قومی اسمبلی کے لئے ہے اس کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اب میں گزارش کروں گا سعدیہ عباسی صاحبہ سے

And I request that since we have already spoken on the budget so be as brief as possible.

سینیٹر سعدیہ عباسی: شکریہ جناب چیئرمین! ڈاکٹرکوثر فردوس صاحبہ اس پر میری جگہ بولنا چاہیں گی۔ شکریہ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, Not at all.

Mr. Presiding Officer: In that case Aziz ullaha sahib.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ان کا نام ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انشاء اللہ العزیز نیازی صاحب

کو میرا نام ضرور نظر آجائے گا۔ جناب چیئرمین! اب میں کیا بول سکتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تو پھر نہ بولیں۔ ایسا کریں public demand یہ ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیزاللہ ساتکزئی: بولوں بھی تو شاید گراں گزرے۔ پہلے میں نیازی صاحب کی فرمائش پوری کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ مہربانی کریں اور خاموش رہیں تو میں ان کی خواہش پوری کردیتا ہوں۔

ہزار کوششیں ہوئی ہیں تیشہ حروف سے
گرانی کا پہاڑ اک ذرا بھی ہل نہ سکا
بجٹ سے قبل کس قدر تھی خوش گمانیاں اسے
مگر غریب شخص کو ریلیف مل نہ سکا

جناب چیئرمین! علامہ شبلی نے لکھا ہے۔ وہ بھی سید تھے اور ہمارے کافی سید اقتدار میں ہیں۔ میں ان سیدوں سے اپیل کرتا ہوں کہ کم از کم ایک مثال آپ بھی چھوڑیے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک آدمی ریاست کا نگہبان ہونے کے ناتے اپنی تنخواہ سے اگر کسی غریب کی مدد کرتا ہے، انہوں نے جو لفظ لکھے ہیں، انہوں نے لفظ صدقہ کہا ہے، خیرات کہا ہے۔ پھر انہوں نے آگے چل کر ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ایسا کرتا تھا اور جب میرا وہاں سے گزر ہوا تو میں نے ان کو دیکھا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ میں گاؤں میں گیا کہ اس کے کفن دفن کا انتظام کروں۔ واپس آیا تو وہ آدمی نہیں تھا۔ مجھے ایک آواز سنائی دی۔ کہنے والا کہہ رہا تھا کہ شبلی اس کا فرشتوں نے کفن اور دفن کردیا ہے۔

جناب والا! اب صورتحال یہ ہے کہ اسلام آباد کے اندر بھی لوگ چوکوں پر بھیک مانگ رہے ہیں۔ سندھ کی میں کیا بات کروں، پنجاب کی کیا بات کروں، صوبہ سرحد کے لئے میں کیا بات کروں اور بلوچستان کے لئے میں کیا فریاد کروں۔ عزت مآب! صورتحال یہ ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کو سچا ثابت کریں۔ چار کروڑ کی بجائے آپ تیس کروڑ پر پہنچ گئے ہیں۔ ترقی ہوئی ہے، ضرور ہوئی ہے آپ کے لئے ہوئی ہے غریب کے لئے نہیں

ہوئی۔ اگر غریب کے لئے ترقی ہوتی ہے تو میں خوش آمدید کہتا ہوں ان سڑکوں کو اگر وہ زمین پر ہوں، اگر وہ کاغذوں میں ہیں تو میں مجبور ہوں۔ میں خوش آمدید کہتا ہوں ان ترقیاتی پروگراموں کو اگر وہ واقعی ہوں۔ جناب! کئی دفعہ یہاں بتایا گیا ہے گومل زام ڈیم کے متعلق، کبھی کینال کے متعلق۔ جناب چیئرمین! حقیقت آپ جانتے ہیں۔ میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں، اس کا دس فیصد کام بھی نہیں ہوا ہے۔ ہمیں بتا دیا جاتا ہے کہ منصوبہ عنقریب مکمل ہونے والا ہے۔ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم حق بجانب ہیں کہ آپ کم از کم وہاں سے تھوڑی سی رقم غریبوں کے لئے دیں۔ آپ کے ایک دن کا خرچہ، غریبوں کے ایک سال کا خرچہ ہوگا۔ ان کی دعائیں بھی لیں، پاکستان کی بھی بہتری ہوگی، ہماری بھی بہتری ہوگی۔ جب اس قسم کی بات ہوگی، عوام پر ظاہر ہوگا تو کوئی کچھ نہیں بول سکتا۔ اگر آپ اس قسم کی زیادتیاں کرتے رہیں گے۔ اپنے بجٹ بناتے رہیں گے اور میری گردن پر، میرے سینے پر آپ لات ماریں گے تو میں آہ تو ضرور کرسکتا ہوں۔ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں، ہے تو وہی بات، ہماری تجویز ہے، یہ تو ہم تاریخ میں نام لکھوا رہے ہیں وہی بڑھیا والا قصہ ہے جو یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں گئی تھی۔ کسی نے اس سے پوچھا سب لوگ لعل وجواہر لے کر آئے ہیں آپ ایک چالیس پچاس گرام سوت کا ٹکڑا لے کر آئی ہیں۔ بڑھیا! اس سے تمہیں یوسف نہیں مل سکے گا۔ اس نے کہا بے وقوف! میں اس لئے نہیں آئی ہوں کہ یوسف ملے گا۔ یوسف کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ تاریخ میں میرا بھی نام لکھا جائے گا کہ بڑھیا بھی یوسف کو لینے آئی تھی تو ہم تاریخ میں نام لکھوا رہے ہیں۔ امید ہے کہ ہماری بات بھی قبول ہوگی۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! معزز اراکین نے جو گفتگو فرمائی ہے یا اس سفارش کے حوالے سے------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اگر ڈاکٹر صاحبہ کا نام فہرست میں نہیں ہے تو وہ نہیں بول سکتیں۔

سینیٹر اسفند یار ولی، حکومتی بنچوں والے معزز ممبران بھی نہیں بولیں گے اگر ان کا نام فہرست میں نہ ہو۔

(Interruption)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! اگر دستور یا قانون یا قواعد سے بالاتر کوئی معاہدات ہیں تو مجھے نہیں پتا۔ میں انچارج منسٹر ہوں۔ This is my item to be disposed of. اور انہوں نے اس پر بات کی ہے میں نے اس کا جواب دینا ہے according to the rules and law.

Mr. Presiding Officer: Your objection has been taken note of. I am not saying there is a deviation of rule. I am allowing her to speak. Dr. Sahiba, two minutes only..

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جی ' بالکل۔ جناب والا! صدر صاحب کے سیکریٹریٹ کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے وہ 80 million ہے اور وزیر اعظم ہاؤس کے لیے 40 million ہے ۔ میرا پہلا نکتہ اعتراض یہی ہے کہ یہ اتنا زمین اور آسمان اور آدھے آدھے کا فرق مناسب نہیں ہے اس کو نیچے لایا جائے۔

میری دوسری بات یہ ہے کہ ایک صدر صاحب ہیں اور اس وقت آپ کے چالیس ملین افراد غربت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ پینتالیس لاکھ افراد بےروزگار ہیں۔ آپ نے ماہانا بڑھا کر جو تنخواہ مقرر کی ہے وہ تین ہزار روپے ہے ان لوگوں کی اور ہمارے ارباب اقتدار کے جو اخراجات ہیں ان میں کچھ فرق تو ٹھیک ہے ہم بھی مانتے ہیں' کچھ اخراجات بہتر ہونے چاہییں لیکن جناب یہ تو کوئی نسبت ہی نہیں ہے بلکہ یہ تو زمین اور آسمان کے فرق سے بھی شاید زیادہ ہے ۔ اس لیے میری یہ درخواست ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان اور اس کے صدر ایک امیر المومنین اور جب ہم کہتے ہیں کہ ایک شوریٰ، تو کچھ اسلام سے اور کچھ ہماری جو تاریخ ہے اور جو روایات ہیں' ہمارے افراد کے رہن سہن میں اتنا کچھ قریب کا فرق ہونا چاہیے۔ میں صرف ایک چھوٹی سی مثال quote کرنا چاہتی ہوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ کس طرح سے وہ

اپنی زندگی بسر کیا کرتے تھے اور ان کا فرمان ہے کہ کوئی کتا بھی اگر دریائے فرات کے کنارے پیاسا مر جاتا ہے تو عمر اس کے لیے جوابدہ ہے۔ یہاں کتا تو نہیں لیکن بہت سارے لوگ ہیں جو بھوک پیاس سے ستائے ہوئے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو بالکل ان افراد کے برابر لے جایا جائےمگر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ فرق انتہائی زیادہ ہے ۔ اس فرق کو کم کیا جائے اور اس بات سے بھی ہمیں باخبر رہنا چاہیے کہ بودوباش کی نمائش سے بہت فرق نہیں پڑتا، بہت رعب نہیں بڑھتا۔ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے زمانے کی یہ بات ہے کہ جب ان کے بعد کے لوگ بڑے خوش پوش اور well dressed جزیہ اور ٹیکس لینے گئے تھے تو لوگوں نے انکار کر دیا تھا اور کہا کہ وہ کردار لائیے اور وہی پھٹے ہوئے اور پیوند والے کپڑوں والے حضرعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی ٹیم جو پچکے ہوئے جسم والے خچر پرسوار ہوتی تھی وہ آئیں۔ جناب اس بودوباش سے بہت زیادہ اختیارات کی تشہیر نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمارے کردار سے ہوتی ہے اور اگر ہم معاشرے میں اتنا فرق بنا دیں گے کہ ہمارا صدر اتنے لیول پر اور ہمارا عام آدمی اتنے لیول پر ہوگا تو معاشرے کے اندر تقسیم اور آپس کی کشمکش بڑھے گی۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ ان اخراجات کو کم کرکے نصف کر دیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! شکریہ، معزز اراکین نے بڑی خوبصورتی سے اپنی اس سفارش کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔ آخر میں محترمہ سینیٹر صاحبہ نے دوسری item کو بھی ساتھ ملا دیا تو جب اس کی باری آئے گی تو بات ہو گی۔

جہاں تک President Secretariat کی بات ہے یہ President ایک person کی بات نہیں ہے۔ یہ نہ کوئی اس کے ذاتی اخراجات ہیں۔ یہ ایک دستوری ادارہ ہے جس کو keep up کرنا ہے۔ پاکستان میں گزشتہ سالوں میں دنیاکے بہت سے سربراہ مملکت تشریف لائے ہیں اور لا رہے ہیں کیوں کہ it has become very important country. اسی حوالے سے اب اس کے اخراجات بھی یقیناً in the public interest بڑھ گئے ہیں اور اب ان کے دلائل کا وزن اس حوالے سے نہیں بنتا۔ آپ نے بجٹ میں دیکھا ہو گا کہ alleviation of poverty کے حوالے

سے بہت ساری رقوم رکھی گئی ہیں۔ اس دفعہ development budget بھی کھربوں میں ہے۔
میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا جنہوں نے غربت کے حوالے سے یہ بات کی ہے کہ اس پیسے کو ادھر سے نکال کر ادھر منتقل کر دیا جائے، غربت کے حوالے سے اگر ہم analysis کریں تو ہمیں اس لحاظ سے بہت ساری چیزیں کرنی ہیں لیکن اس ادارے کے بل بوتے پر نہیں۔

لہٰذا مجھے تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جس میں اتنا وزن ہو کہ اس سفارش کو ہم یہاں سے قومی اسمبلی کے پاس بھیجیں۔ میری یہ استدعا ہے کہ اس recommendation کو یہاں پر ہی drop کر دیا جائے۔

Mr. Presiding Officer: I suppose we decided that this motion would not be put to vote and therefore, we pass on to next item. I request Mr. Asfandyar Wali to move the motion. Item No.4.

Senator Asfandyar Wali: Sir, I move that the Senate recommends to the National Assembly that the proposed budget allocation for Prime Minister Secretariat be reduced by 20 million and the savings of the 20 million be transferred to the poverty alleviation programmes.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I oppose it sir.

سینیٹر اسفند یار ولی: جناب چیئرمین! میں اپنی figures نہیں دے رہا، میں official figures دے رہا ہوں جو انہوں نے اپنے budget documents میں ہمیں دیے ہیں۔ ان بجٹ documents میں ایک عجیب سی بات ہے کہ grant subsidies and write off loans 55 million اب Prime Minister Secretariat کہاں write off loans کرتا ہے، کون سے loans اس نے write off کیے ہیں۔ اگر ہمیں اس کی تفصیل بتا دی جائے تو we will be obliged. دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے سال جو Prime Minister

Secretariat کی budget allocation کی گئی that was 226 million. The actual
expenditure at the end of the year came to 266 million. That means we
spent more than the budgeted figure by 40 million and where did this 40
million go. ایک تو purchase of ECG machine and Cardiac Treadmill exercise
machine for 27 lacs اور جو اس سے بھی زیادہ میرے نزدیک اہم بھی اور خطرناک بھی
ہے کہ Mercedes Benz کے freight charges or other charges, they came to
2-1/2 crore rupees. جناب! یہ کیا ہے؟ ہر ایک اٹھ کر کہتا ہے کہ ہم نے غربت پر control
کرنا ہے۔ یہ institution کی بات نہیں ہے یہ ایک فرد کی بات ہے۔ ایک فرد کو خوش کرنے
کے لیے اور اس کی خواہشات پوری کرنے کے لیے اگر ہم اسے اتنا پیسہ دے رہے ہیں اور پھر
دعوٰی یہ کر رہے ہیں کہ ہم poverty alleviation کی طرف جا رہے ہیں I am sorry sir. I
will not go into more details. I will just confine myself to these three
points but I hope whoever gets up sir, Minister for State or Minister for
Parliamentary Affairs کہ کم از کم ان تین نکتوں کا وہ مجھے جواب دے دیں۔ I know
they will bulldoze it. I know, they will throw it out but they owed to this
House and owed to the people of Pakistan to give us the reasons. ایک
بات۔ جو loans write off ہوئے ہیں ان کی details ہمیں دیں۔ And No. 2. کہ یہ جو
ڈھائی کروڑ روپے انہوں نے لگایا ہے مرسیڈیز پر اور جو ۲۵ لاکھ لگایا ہے صرف ایک Cardiac
Treadmill Machine کے لئے۔ Let him justify these two things. Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اکٹھا جواب دیں گے۔ Now I will request Prof.
Ghafoor sahib.

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ Prime Minister
Secretariat کے لئے بجٹ میں ۲۲۴ ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ اس میں ہم نے یہ سفارش کی
ہے کہ ۲۰ ملین روپے کم کر دیئے جائیں۔ جو کل رقم کا ۹ فیصد ہے۔ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ

فنانس کمیٹی کے اکثریتی ممبران نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا لیکن میں درخواست کروں گا کہ اس ایوان سے کہ ۲۳۴ ملین میں سے ۹ فیصد کی کمی کم از کم یہ ایوان قبول کر لے۔ میں پورے وثوق سے یہ بات کہتا ہوں کہ اگر یہ ایوان اسے مسترد کر دے اور آپ عوام کو موقع دیں اور ریفرنڈم کرائیں تو نوے فیصد سے زائد عوام اس بات اور اس تجویز کے حق میں اپنی رائے دیں گے۔ جناب چیئرمین! قومی خزانہ حکمرانوں کے ہاتھوں میں ایک امانت ہے۔ اگر آج عوام آپ کا اس اسراف پر محاسبہ نہیں کر سکتے تو آپ کو یہ بات فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے آپ کو ضرور جوابدہی کرنا پڑے گی۔ ملک کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ حکمران کفایت شعاری سے کام لیں اور سادگی کو اپنائیں۔

جناب چیئرمین! جب ہم بات کرتے ہیں پٹرول، مٹی کے تیل اور ڈیزل کی قیمت کی تو ہم سے کہا جاتا ہے کہ بھارت میں پٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتیں ہم سے زیادہ ہیں۔ اگر آپ یہ مثال دیتے ہیں تو آپ اس مثال کو بھی نہ بھولیں کہ بھارت کا وزیر اعظم اور ان کے وزراء بھارت کی بنی ہوئی معمولی گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں۔ ہماری طرح وہ کروڑوں روپے کی گاڑیوں میں سفر نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ان کی ایک مثال دیتے ہیں تو دوسری مثال کو بھی آپ اپنائیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے عوام مفلسی اور غربت کا شکار ہیں۔ ہمارے حکمران اگر پرتعیش زندگی بسر کریں گے تو انہیں عوام کی مشکلات کا کوئی شعور حاصل نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ معمولی تجویز ہم نے کی ہے کہ ۲۰ ملین کم کئے جائیں اس کو منظور کر لیا جائے اور یہ رقم بھی غربت کے خاتمے کے لئے خرچ کی جائے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Abdullah Riar and Kamran Murtaza are not present. Now, I will request Raza Muhammad Raza sahib.

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب چیئرمین! بات پھر وہی ہے کہ ہمارے حکمران دعوے تو یہ کرتے ہیں کہ ہم نے غربت کے خاتمے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ اس ملک کو ہم نے بیرونی سرمایہ کاروں کے لئے کھولا ہے اور روزگار کے ایسے مواقع پیدا ہوئے ہیں کہ اب تمام دنیا کے لوگ یہاں آ رہے ہیں اور

سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعظم صاحب کا خود اس ملک پر اتنا اعتماد نہیں کہ اس کے تمام اثاثے اس وقت بھی امریکہ اور یورپ میں ہیں۔ اس کو یہ جرات نہیں ہو رہی ہے کہ وہ اپنے تمام اثاثے یہاں لاکر سرمایہ کاری کریں تاکہ یہاں غریبوں کو مواقع فراہم ہوں۔ پھر شرم کی یہ بات ہے کہ ہماری فضول خرچیاں یہ ہیں کہ وزیر اعظم کا ایک وفد سنگاپور گیا تھا جو ستر سے زیادہ افراد پرمشتمل تھا۔ وہاں کی حکومت نے انکار کیا کہ ہم صرف ۱۰ مہمانوں کا خرچ برداشت کر سکتے ہیں۔ باقی اخراجات آپ نے خود کرنے ہیں۔ جب ہمارے وزیر اعظم سیکرٹیریٹ کے اخراجات ایسی فضولیات پر ہوں اور اپنے حکومتی ممبران کو خوش کرنے کے لیے ہوں اور ہم قومی امانت کے اس خزانے سے ان کے لیے پیسےمختص کرتے ہیں تو کیا ہم اس خیانت میں براہ راست شریک نہیں ہو رہے ۔ ملک میں غربت کی سنگین صورت حال ہے اور لوگ ڈاکہ زنی پر مجبور ہیں۔وہ غیر انسانی پیشے اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ایسے حالات میں غربت کی مد میں اگر ہم ایک لاکھ روپے کا اضافہ بھی کر دیں اس کو مٹانے کے لیے تو یہ ایک احسان ہوگا۔ اس لیے سینیٹ میں اپوزیشن نے تجویز کیا ہے کہ کم از کم ہمارےحکمرانوں کی فضول خرچیوں سے بیس ملین روپے کم کرکے غربت پر خرچ کئے جائیں تو یہ ایکمعقول تجویز ہے اور ہاؤس سے یہ امید ہے کہ اس کو منظور کر دیا جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ، عبداللہ ریاڑ صاحب آ گئے ہیں اور یہ ہمارے وہ سپیکر ہیں جنہیں مائیک کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ : میں کبھی کبھی مائیک کو use کرلیتا ہوں if you don't mind.

Sir, very interestingly what one sees is the extravaganza at power. Like such extravaganza should not be allowed and as a responsible member of the Upper House, I sincerely would like to put forward for the Treasury side and as a professional who takes care of the cardiac

treadmill and the stress test machine in my daily life, I am troubled with the fact that national exchequer is being robbed, national exchequer is being drained, national exchequer is being burdened because an Executive in the Prime Minister's Secretariat would need a treadmill machine with an ECG facility and the cost in the international market for the best available equipment is no more than 15 thousand dollars at present. I am ambarrassed that the cost allocated in the Prime Minister Secretariat's allocation on the exercise machine for the mighty Prime Minister, and I would re-emphasize that is uncalled for and that cost allocated is 50 thousand dollars. These Managers of good governance, prudent expenditures and devolved functioning of the Executive Branch it looks like it is the over-burden, over-stretched on the taxpayers and this kind of waste should not be permitted. I strongly feel that Jummah Khan and Nathoo Khan and Muhammad Din of this country, they are not asking or demanding for allocation of 50 thousand dollars for sensational Stress test machine, they are asking for a handy available delivery of asprin, paracetamol which is of less few rupees and malaria medicines. They are deprived of those basic rights and this lofty Prime Minister from the Fifth Avenue Pent House is demanding 50 thousand dollars for his cardiac check up and the stress test machine is a shameful. He can afford it. He can pay it from his own sweet pocket and I would be very disturbed if the current allocation is granted to that effect. I demand that it should be withdrawn from the allocations.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Now I put this recommendation for the House.....

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, sir.

جناب چیئرمین انہوں نے pertinent دو questions اٹھائے ہیں which are to be answered back in proper way. I therefore, request to defer it for half an hour and at the end it may be taken because this is very important which they have pointed about write off loans and the mercedeze.

(Interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It will bring all the things. I have requested the MOH and Cabinet Division, they must bring the concrete answer to these questions.

Mr. Presiding Officer: What do you propose, do we take it up?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Yes, please.

(Interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Move to another. I will request for today.

Mr. Presiding Officer: Do, we put it today or tomorrow?

Senator Wasim Sajjad: No, no. Today, please.

Senator Asfandyar Wali: No. Sir, by the end of cut motions, let them give us answer and then you can put it before the House.

(Interruption)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آج ہی انہیں finalize کرنا ہے۔ رات کے بارہ بجے سات دن

under the Constitution, we have to send the پورے ہو جائیں گے ۔ اس لئے recommendations to the Government before time.

Mr. Presiding Officer: In that case, we come to item No. 5. I will request Professor Khurshid Ahmad to explain it.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، اس پر پہلے اکبر خواجہ صاحب بات کریں گے۔

Mr. Presiding Officer: O. K. I will request Dr. Akbar Khawaja to move the Motion.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Mr. Chairman, I move that the proposed budget allocation for National Accountability Bureau be reduced by Rs. 702 million and the savings of 702 million be transfered to Poverty Alleviation Programmes.

Mr. Presiding Officer: Is this Motion opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Opposed.

Mr. Presiding Officer: Mr. Khawaja Akbar.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Mr. Chairman, if you see the budget of this year for the National Accountability Bureau, that has been increased by 61%. Last year budget estimate 2004-05 was 467 million and now it has been increased to 752 million and of course they are using or misusing the facility of supplemental budgetary increase. Mr. Chairman, if you compare with year 2003-04 that was 409 million. It has been almost double. Mr. Chairman, you need an accountability for Accountability Bureau which has been a general perception that it is a very biased institution. Mr. Chairman, in our PSDP budget, I would like to

draw you attention towards table No. 27. The budget for Women Development Division has been decreased and the budget of NAB has been almost doubled. Mr. Chairman, that is very shameful. I would also like to draw your attention to table No. 26 for Rs. 72 billion subsidy but there is not even a single item for the poor. I do not know what is going on.

Mr. Chairman, I have just read a part of Point of Order, there was misuse of CEC black car. Accountability is total silent on that. We have corrupt officials sitting in the Cabinet of Prime Minister Shaukat Aziz. NAB is quiet on that. I do not know what is going on. Mr. Chairman, I strongly propose that this budgetary allocation of 702 million must be withdrawn from the NAB budget and it should be allocated to the Poverty Alleviation Fund. Thank you, Mr.Chairman.

Mr. Presiding Officer: Professor Khurshid Ahmad.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! شکریہ۔ سینیٹر اکبر خواجہ صاحب نے جو recommendation پیش کی ہے، میں بھی اس کا mover ہوں اور جو بات انہوں نے کہی ہے، اس کی تائید کرتے ہوئے، میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ NAB کے بجٹ میں جو اضافہ ہوا ہے، اگر اس کو مزید analyse کریں تو جو معلومات بجٹ documents میں دی گئی ہیں، ان میں جو عجیب و غریب بات ہمارے سامنے آتی ہے، وہ یہ ہے کہ NAB کے staff ساری کارکردگی اور اس کے تمام معاملات پر جو خرچ ہو رہا ہے، وہ پہلے 172 million تھا، جسے ایک سال میں بڑھا کر 284 million کیا جا رہا ہے لیکن ایک اور بھی intriguing چیز یہ ہے کہ operating expenses کے نام پر، جس کی تفصیل موجود نہیں ہے، NAB کی ساری کارروائی پر 172 million لیکن operating expenses 279 million ہیں اور اضافہ کے بعد جو تجویز کیا گیا ہے کہ employees اور دیگر اخراجات کے لئے 284 million لیکن operating

expenses 425 million ہیں۔ یہ ایک بڑا ہی intriguing مسئلہ ہے کہ یہ چیز کیا ہے اور پیسہ کہاں خرچ ہوتا ہے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم accountability کے حق میں ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک کی سب سے بڑی ضرورت ہے کیونکہ corruption ہر سطح پر موجود ہے۔ اس میں سیاست دان، حکمران، bureaucrats جرنیل بلکہ میں بڑے دکھ اور شرم سے کہتا ہوں کہ judiciary بھی شامل ہے یعنی کوئی ادارہ باقی نہیں بچا ہے۔ آپ Transparency International کی پچھلے پانچ سال کی reports compare کر لیجئے، ہم اس سے بھی نیچے چلے جا رہے ہیں اور جو latest report ہے اس میں سب سے زیادہ دس corrupt ممالک میں ہم آ رہے ہیں۔ 2000ء میں ان دس میں ہمارا نمبر 2.8 تھا اور 2004ء میں یہ گر کر 2.1 پر آ گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں تقریباً 30% اضافہ کرپشن میں Transparency International کی رپورٹ میں ہوا ہے۔ ابھی اسی ہفتے World Bank کی رپورٹ آئی ہے جس کے الفاظ میں آپ کو سنا رہا ہوں۔ "No improvement in just good governance and indices in Pakistan. یہ آپ چھ جون کے "ڈان" میں رپورٹ پڑھ سکتے ہیں۔

یہ اگر ہاؤس سے باہر جا کے بات کریں تو بہتر ہے۔

Mr. Presiding Officer: Order in the House please.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! Planning اور دوسرے شعبوں کی جتنی بھی studies اب تک ہوئی ہیں، خاص طور پر foreign aid کے استعمال کی تو اس میں یہ بات تقریباً unanimous ہے کہ بیس سے پچیس percent جو بھی allocations ہیں they are going in corruption. اس صورت حال میں آپ NAB کو دیکھئے کہ اس نے کیا حاصل کیا۔

(اس موقع پر ہاؤس میں اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ Transparency International کی 2000ء اور 2004ء کی reports کا تجزیہ کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں بحیثیت مجموعی

کرپشن میں 33% اضافہ ہوا۔ ہمارا score 2.8 سے گر کر 2.1 پر آ گیا ہے۔ ساتھ ہی جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ Accountability Bureau نے اپنی credibility کھو دی ہے اس لیے کہ سب سے پہلے Accountability Bureau نے Political discrimination Election کے موقع پر' Election کے بعد گزشتہ تین سالوں میں حکومت جن کو اپنے دائرے میں داخل کرنا چاہتی ہے خواہ وہ نیب پر ------جناب چیئرمین! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جو ارکان ایوان میں بات نہیں سننا چاہتے ان کے لیے lobby موجود ہے' کم ازکم یہ ایوان کا وقار ملحوظ رکھیں۔

Mr. Presiding Officer: Agha Sahib, these things should be outside the House. Yes please.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ NAB کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا۔ لوگوں کی وفاداریاں حاصل کرنے کے لئے جو سیاستدان' bureaucrats آپ کو پسند نہیں تھے' آپ نے انہیں اس کی چکی میں پیسا ہے اور جو آپ کو پسند تھے' اگر وہ اس گرفت میں آ گئے ہوں تب بھی آپ نے ان کو اپنے سینے سے لگایا ہے' اعلیٰ مقامات دیئے ہیں۔ مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے اور سینیٹ کے record پر موجود ہے' اس لئے یہ بات سینیٹ میں officially فراہم کی گئی تھی کہ Cabinet کے تین وزیر نیب زدہ ہیں۔ اس ملک کی یہ بدقسمتی ہے کہ اس کو جو بھی Interior Minister ملا' اس پر نیب کی مہر لگی ہوئی ہے۔ ایسے Interior Minister کیا law and order قائم کریں گے اور لوگوں کو کیا انصاف دیں گے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس controversy کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو پچھلے دو ہفتے سے اخبارات کے اندر NAB کے سابق سربراہ جنرل امجد اور ایک وزیر کے درمیان ہو رہی ہے۔ آج ہی کے اخبارات میں آپ دیکھیئے کہ کس طریقے سے دونوں ایک دوسرے کو accuse کر رہے ہیں اور دونوں اہم مقامات پر موجود ہیں۔ ایک اول یہ کہ سربراہ تھا' یہ ان کو accuse کر رہے ہیں کہ اس سربراہ نے مجھے 50 million کا قرضہ UBL سے دلوایا' وہ کہتا ہے کہ میری اس سے ملاقات ہی ہوئی ہے اور یہ کیونکہ defaultمیں تھا' اس لئے ہم نے اسے گرفتار بھی کیا اور نو

مہینے یہ جیل میں رہا' یہ ساری چیزیں اخبارات کے اندر آ رہی ہیں۔ یہ National Accountability Bureau کی کارکردگی ہے۔ جناب والا! آج ہی کے اخبار میں' کل the daily' Telegraph' London نے جو ایک دھماکہ کیا' میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ کے سامنے آئے۔ Sunday Telegraph لکھتا ہے کہ ڈاکٹر عشرت خان

"who fled Pakistan to escape charges of murder and kidnapping, came to Britain as an asylum seeker in 1992. He swayed himself eligible for an income support of about 1000 pound a month and made British taxpayer, pay 244 pound a week rent on the house in northwest London where his family has come to live"

وہ December 2002 میں Governor بنے ہیں اور اس کے بعد October, 2003 تک نو مہینے سے گورنر House میں براجمان ہیں' یہاں سے تنخواہ لے رہے ہیں' ان کی family وہیں رہ رہی ہے اور پھر "Telegraph" کہتا ہے کہ اس زمانے میں وہ وہاں یہ allowance وصول کرتے رہے۔ مجھے جو facts ہیں' کہنے دیجیئے اس کے بعد---

(مداخلت)

سینیٹر احمد علی: جناب! آپ بات کریں لیکن اس کا بجٹ سے کیا تعلق ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اخبار سے quote کر رہا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Let him complete.

اتنی دیر میں بات ختم ہو جاتی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: وزیر صاحب تھوڑا حوصلہ رکھیں کیونکہ accountability پر بات ہو رہی ہے' وہ accountability پر بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! میں برملا کہوں گا۔ چودہ کروڑ روپیہ لگا تھا' میاں نواز شریف نے کہا تھا کہ میں نے دیا تھا' اس کا یہ جواب دیں گے پھر یہ کہیں گے کہ یہ ذاتیات کی بات ہے۔

Mr. Presiding Officer: Let us not digress.

Senator Mian Raza Rabbani: When his turn comes, he can reply. Why is he not letting the honourable member speak. What "No", "No". I am talking to you who is he to tell me to sit down. Are you conducting the House or he is conducting the House?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: وہ اس کے اندر رہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: وہ اسی کے اندر رہ کر بات کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں، please, sit down, please, resume your seat. ہاں جی۔ the speaker is on the floor.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جب نواز شریف آئیں گے اور ان کے خلاف کوئی الزام لگے گا تو وہ جواب دے دیں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میرا یہ طریقہ نہیں ہے کہ میں کسی پر بھی ذاتی بات کہوں، یہ چیز public property ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کو مکمل کیجیئے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ چیز public property ہے جو انگلستان کے اخبار میں شائع ہوئی ہے، کل BBC نے اس کو ساری دنیا میں نشر کیا ہے، آج پاکستان کے اخبارات کے اندر موجود ہے، اگر یہ مسئلہ National Accountability کا نہیں ہے تو اور کونسا مسئلہ National Accountability کا ہے۔ جناب والا! میں بتانا چاہتا ہوں کہ National Accountability Bureau سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اور جو فی الحقیقت مجرم ہیں جن کو گرفت میں لینا چاہیے، ان کو نہیں لے رہا ہے اور ساری دنیا میں اس corruption, discrimination اور lack of accountability کی وجہ سے ہمارا منہ کالا ہو رہا ہے۔ اگر یہ issue نہیں ہے تو پھر اور issue کیا ہے؟ میں صاف کہنا چاہوں گا کہ National Accountability Bureau ناکام رہا ہے، اس نے declared policy کو differentiate کیا

ہے کہ جرنیل اور جج باہر ہیں اور جو دائرے میں ہیں ان میں بھی، جو ان کے پسندیدہ ہیں وہ ہر جرم کے باوجود free ہیں اور جن کو differentiate کرنا ہے، جن کو penalize کرنا ہے، جن کی وفاداریاں بدلوانی ہیں، ان کے لئے اس بیورو کو استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے کوئی جواز نہیں ہے اس بات کا کہ یہ ادارہ باقی رہے۔ ہاں! ہم یہ چاہتے ہیں کہ احتساب کا نظام transparent ہو، across the board ہو اور اس کے لئے سپریم کورٹ کے ججوں کو، جن کی integrity beyond doubt ہو، مقرر کیا جائے اور وہ across the board ہوں، سب کا جائزہ لیں۔ خواہ وہ سیاستدان ہوں، politician ہوں، جرنیل ہوں، جج ہوں یا تاجر ہوں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اس ادارے کو بند ہونا چاہیے اور اس کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اس کو poverty alleviation کے لئے استعمال کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Now, I request Farhat Ullah Babar sahib but please be brief.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! میں بھی محترم پروفیسر خورشید صاحب کی بات کو بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ بجائے اس کے کہ ہم نیب کے ادارے کے بجٹ میں اضافہ کریں، جس طرح پروفیسر صاحب نے کہا کہ اب کوئی جواز نہیں بنتا کہ یہ ادارہ اپنی جگہ پر رہے، میں اس کے بجٹ میں اضافے کی مخالفت اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ ادارہ اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ اپنی ساکھ کھو چکا ہے۔ اعتماد کھو چکا ہے اور یہ سیاسی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ جناب چیئرمین! بتا دوں کہ خود نیب کے قانون میں یہ گنجائش اور provision رکھی گئی ہے کہ ہر ملزم کو اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنا ہوگا۔ یہ قانون کے اندر موجود ہے۔ اس پر بڑی بات ہوئی کہ اس قانون کو کیسے استعمال کیا گیا اور نہ صرف یہ قانون کے اندر موجود ہے بلکہ نیب کے ایک سابق چیئرمین کا انٹرویو اخبار میں چھپا اور اس میں جب ان سے پوچھا گیا کہ the burden of the proof کس پر ہوگا تو انہوں نے کہا کہ there is no doubt that the accused has to prove himself innocent. وہی accountability کا چیئرمین بعد میں ایک اور ادارے کا سربراہ بنتا ہے، فوجی فاؤنڈیشن کا سربراہ بنتا ہے۔ قانون میں تو یہ گنجائش

موجود تھی اور خود ان کا انٹرویو تھا جب وہ نیب کے چیئرمین تھے جس میں انہوں نے واضح طور پر کہا کہ accused کو اپنے آپ کو innocent ثابت کرنا ہوگا لیکن وہ جب فوجی فاؤنڈیشن کے سربراہ بن گئے اور فوجی فاؤنڈیشن کے بعض فیصلوں پر تنقید ہوئی تو اسی اخبار نے ان سے انٹرویو لیا اور وہ انٹرویو 11 جون کو چھپا ' دو دن پہلے چھپا۔ اس میں جناب چیئرمین ! ان کا accountability کا معیار اب بدل گیا۔ پہلے کہتے تھے کہ the accused has to prove himself innocent اب وہ کہتے ہیں کہ my integrity is known to General Musharraf معیار بدل گیا' پیمانے بدل گئے۔ پہلے پیمانہ یہ تھا کہ آپ خود جاکر اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرو ' when you were the hunter but when you became the hunted تو معیار یہ ہے کہ Musharraf knows Amjad, therefore, no accountability, no appearance before the Parliamentary Committee اس لئے کہ معیار بدل گیا' تو جس طرح پروفیسر خورشید صاحب نے کہا کہ پاکستان میں accountability اور NAB نہ صرف اپنی افادیت کھو چکے ہیں' اپنا اعتبار کھو چکے ہیں' کوئی credibility اس کی نہیں رہی' کوئی اعتماد اس پر نہیں رہا کیونکہ پیمانے بدل جاتے ہیں۔ جب آپ accountability کر رہے ہوتے ہیں' پیمانہ کوئی اور ہوتا ہے' جب آپ accountability سے ہٹ جاتے ہیں تو پھر پیمانہ اور ہو جاتا ہے تو میں کیسے اس accountability کے لیے 60% مزید بجٹ کے لیے اپنا ووٹ دوں۔

دوسری بات جناب چیئرمین یہ ہے کہ جو پہلے پیسہ مختص ہوا تھا' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ رقم کیسے خرچ ہوئی تھی۔ اسی ایوان میں پانچ دسمبر 2003ء کو سوال کیا گیا تھا کہ یہ بتایا جائے کہ NAB کے کن کن افسران نے کن کن ممالک کے دورے کیے اور ان دوروں پر کتنا خرچ آیا؛ جواب میں ایک صاحب ہیں NAB کے انہوں نے کل 17 دورے کیے تھے 17 مہینوں کے عرصے میں۔ انہوں نے 17 foreign tours کیے تھے۔ ان 17 دوروں میں سے 12 دوروں میں وہ ہمیشہ Middle East کے ایک خاص ملک میں آتے ہیں۔ ایک خصوصی ملک کا دورہ کرتے ہیں لندن سے واپسی پر یا یہاں سے جاتے ہوئے لیکن وہ اس ملک کو touch کرتے ہیں اور ٹھہرتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ اس ملک میں accoutability کے حوالے سے کیا چیزیں ہیں۔ میں یہ نہیں

کہتا جناب چیئرمین! کہ وہ شاید اس ملک میں اس لیے جاتے تھے کہ وہاں ان کے رشتہ دار تھے۔ میں یہ اس لیے نہیں کہتا کہ میرے پاس ثبوت نہیں ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ 17 tours کرتے ہیں 17 مہینوں میں اور اس میں آپ کے بارہ دورے Middle East کے ایک خاص ملک کے ہوتے ہیں تو سوال میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ وہاں کیا کر رہے تھے۔ اگر آپ نے یہ رقم اسی طرح خرچ کرنی ہے دوروں پر اور چونکہ مجھے علم نہیں ہے کہ وہاں آپ کے رشتہ دار تھے اس لیے آپ جا رہے تھے لیکن اگر آپ سے یہ سوال کیا جائے تو جناب والا! میرے لیے بہت مشکل ہے کہ میں اس 60% اضافی رقم کے لیے اپنا ووٹ استعمال کروں۔

آخری بات جناب چیئرمین! جس طرح پروفیسر خورشید صاحب نے کہا، ابھی آج ہی اخبارات میں بھی خبر آئی ہے، اگر میرے ملک کے ایک صوبے کا گورنر آج اس position میں ہے کہ وہ ججوں کی تقرری کرتا ہے اگر وہ دس مہینے تک بغیر کسی قانون کے حکومت برطانیہ سے dole وصول کرتا رہا اور برطانیہ کے ایک معزز ایوان پارلیمنٹ نے کتنی خوبصورت بات کی، اس نے کہا،

"Mr. Speaker, I am not aware whether there is a law which permits that a person should continue to draw this allowance even while he has become Governor in his country", then he says, "I am not aware whether there is a law, but I am sorry that if there is a law, I don't know about that law."

آپ اندازہ لگائیں جناب چیئرمین! یہ ہمارے منہ پر طمانچہ ہے اور مجھے افسوس ہے کہ ہمارے صاحب اس بات پر کھڑے ہوگئے پروفیسر خورشید صاحب کے اس نکتے کے اٹھانے پر کہ اس کا accountability سے تعلق نہیں ہے۔ اگر آپ accountability کی تعریف ایسے کرتے ہیں کہ آج accountability میرے لیے یہ ہے to prove myself innocent اور آپ کے لیے accountability یہ ہے کہ .Musharraf knows Amjad اگر آپ کی accountability یہ ہے کہ برطانیہ کے پارلیمان میں مسئلہ اٹھتا ہے، پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ یہ کیا ہے، یہ کوئی بات ہے؟ جناب والا! میں ایسی accountability کے لیے، ایسے NAB کے لیے، ایک پیسہ دینا تو کیا میں ان کے خلاف احتجاج کرتا ہوں اور میں چاہتا

ہوں کہ ان کے خلاف احتساب عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ جناب۔ میرے خیال میں جہاں تک burden of proof کی بات ہے تو یہ کھوسہ صاحب بتائیں گے آپ کو۔ It does not shift on to the prosecution. اب میں درخواست کروں گا مولانا گل نصیب خان صاحب سے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب فرحت اللہ بابر صاحب، پروفیسر خورشید صاحب اور اکبر خواجہ صاحب کی تصدیق کرتے ہوئے اور بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ قوموں کے عروج و زوال میں سب سے بنیادی کردار احتساب کا ہوتا ہے۔ جس قوم میں، جس حکومت میں، جن ملکوں میں احتساب کا صاف و شفاف نظام موجود ہو وہ قومیں ترقی کر سکتی ہیں۔ قومی احتساب بیورو کے اعلیٰ مقاصد تحریر کئے گئے ہیں۔ ہم یہ بات اسی ایوان میں اس وقت یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ قومی احتساب بیورو جن اعلیٰ مقاصد کے لئے تشکیل دیا گیا تھا ان مقاصد کو پورا کرنے میں وہ ناکام رہا ہے۔ اب اس ادارے کے وجود کی اس ملک کو ضرورت نہیں۔ اس ادارے کو نیا بجٹ دینا اور اس کے بجٹ میں اضافہ کرنا، میرے خیال میں یہ ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ تحریر میں تو ان کے اعلیٰ مقاصد رکھے گئے تھے لیکن حکمرانوں کا پرانا ایک طریقہ کار رہا ہے کہ اپنے مخالفین کو یا تو لالچ دے کر اپنا ہمنوا بنانا ہے یا ان کو انتہائی خوف و ہراس میں لا کر اپنا ہمنوا بنانا ہے۔ یہ طریقہ کار فرعون سے چلا آرہا ہے۔ لہذا جناب چیئرمین! احتساب بیورو کی جو ضرورت تھی وہ پوری ہوگئی ہے۔ صدر صاحب کو ایک ایسی جماعت کی ضرورت تھی جو سیاسی طور پر ان کو support کرے۔ جن جن جماعتوں میں جو لوگ ایسے تھے جس پر احتساب بیورو ہاتھ ڈال سکتا تھا ان کو ایک جگہ جمع کر کے وہ ادارہ اپنے مقاصد پورا کر چکا ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس ادارے کو نیا بجٹ تو درکنار بلکہ اس ادارے کو ختم ہی کرنا چاہیے۔ یہ اپنے وہ جو اعلیٰ و ارفع مقاصد پورا نہ کرسکا اور صدر صاحب کے لئے ایک ایسی ٹیم تشکیل دے چکا ہے جو ان کو support کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اب میں درخواست کروں گا جناب عبداللطیف انصاری صاحب۔

سینیٹر عبداللطیف انصاری: جناب چیئرمین! مجھ سے پیشتر اسی موضوع کے اوپر بہت ہی اچھے دلائل کے ساتھ یہ بات پیش کی گئی کہ accountability bureau کا رول کیا رہا ہے اور اس کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے یا نہیں۔ ہمارے ملک کی تاریخ تو یہ کہتی ہے کہ یہاں پر رشوت اور بے جا مراعات کی وجہ سے ملک کے حالات بدتر ہوئے ہیں، جس سے ہمارے ملک میں غربت بڑھی ہے۔ اس کا کوئی شفاف طریقہ ہونا چاہیے لیکن یہاں پر اس بات کو صحیح طریقے سے نہیں دیکھا گیا، اس پر تو کنٹرول کیا گیا، بجائے اس کے ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری بڑھتی گئی۔ میں عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں یہ Accountability Bureau کیا کر رہا ہے -جب اسی حکومت نے ایک بڑی فہرست شائع کی تھی کہ Foreign Banks میں اتنے لوگوں کے accounts ہیں۔ یہ accounts فوج سے تعلق رکھنے والوں کے بھی ہیں، بیوروکریسی کے بھی ہیں اور تاجر برادری کے بھی ہیں۔ اس میں بالکل ایک معمولی سا حصہ، جس میں سیاستدانوں کے بھی نام آئے لیکن اس کے اوپر تو کوئی پکڑ نہیں کی گئی۔ اس کو تو نہیں دیکھا گیا۔ لیکن یہاں پر Accountability اس کی ہوئی جو حکومت کے خلاف بات کرتے تھے یا حکومت کے لئے جو ایک بات بنی ہوئی تھی اس کو روکنے کے لئے وہ کر رہے تھے ۔ وہ Accountability اس حدتک کی گئی کہ اگر ملک کا وزیراعظم اس ملک کے اندر بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے کسی کو ملازمت دیتا ہے تو Accountability Bureau نے اس کے اوپر کیس بنا لیا- PIA کی ایک مثال ہے۔ اس وقت کی ملک کی وزیراعظم کے خلاف اس لئے یہ ریفرنس دیا گیا کہ اس نے ملک میں بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے ملازمتیں کیوں دی ہیں؟ جب سدرن گیس سے لوگوں کو نکالا گیا جو پیپلزپارٹی کے دور میں رکھے گئے تھے، ان کے اخراجات عدالتوں میں زیادہ ہوئے بہ نسبت اگر ان کو واپس ملازمین میں دیا جاتا۔ آج جیسے فرحت اللہ بابر صاحب کہہ چکے ہیں کہ ہمارے Accountability Bureau کے باہر کے اخراجات اور یہاں پر وکیلوں پر جو انہوں نے خرچ کیا ہے کیا وہ کافی نہیں ہیں جس سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آیا اس سے ہمارے ملک کے اندر ایک شفاف طریقے سے Accountability ہو رہی ہے۔ جب شفاف طریقے سے نہیں ہو رہی ہے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کو ہم مزید فنڈ مہیا کریں۔ جہاں ملک میں

غربت انتہا کو پہنچ چکی ہو۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ان اخراجات کو کم کرکے رقم کو غربت کو ختم کرنے کے لئے وقف کردیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : Thank you very much. اب میں گزارش کرتا ہوں مولانا راحت حسین صاحب سے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اختصار کے ساتھ۔

سینیٹر مولانا راحت حسین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! جس موضوع پر بات ہو رہی ہے یہ ایک اہم اور حساس معاملہ ہے۔ احتساب کا عمل یہ جب سے دنیا بنی ہے اور انسانیت نے یہاں سانس لیا ہے تو وہاں سے یہ احتساب کا عمل ہوتا چلا آ رہا ہے لیکن طریقہ واردات اس میں ضرور فرق ہوتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اور خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی احتساب کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی لیکن وہ احتساب غیرجانبدارانہ ہوا کرتا تھا۔ اس میں یہ نہیں تھا کہ کسی کو بلیک میل کیا جائے یا کسی کو لالچ دے کر اس کو اپنا ہمنوا بنایا جائے۔ حضرت عمر نے ایک گورنر کو بھی برطرف کیا اور اس کے خلاف احتساب کیا لیکن اس وقت کا گورنر اس پر خوش ہوا اور حضرت عمر کا شکریہ ادا کیا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر خطبہ فرما رہے تھے، ایک بدو نے اعلان کیا کہ آپ خطبہ بند کردیں اس لئے کہ آپ کے دو کرتے ہیں، قمیض ہے اور چادر ہے اور ہمیں ایک ایک ملا ہے۔ حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا، اس نے وضاحت کی کہ ایک مجھے ملا تھا میں نے اپنے والد کو دے دیا تب اس بدو نے کہا کہ اب آپ خطبہ دے سکتے ہیں۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر آپ مجھ میں کوئی کج روی دیکھیں تو آپ لوگوں کا کیا فرض ہوگا۔ ایک بدو نے تلوار لہرا کر اعلان کیا (عربی) خدا کی قسم اگر ہم نے آپ میں کوئی کج روی دیکھی تو ہم تلوار کی دھار سے اس کو سیدھا کریں گے تو اس کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا، نہ اس کو پابند سلاسل کیا بلکہ حضرت عمر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ ایسے لوگ بھی خلافت میں موجود ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کج روی کو بھی سیدھا کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! احتساب بیورو کے لیے جو رقم مختص کی گئی ہے یہ اس غریب ملک کے لیے ایک شرمناک المیے سے کم نہیں۔ ہمارے لوگ، ہماری قوم جو مختلف زبانوں اور مختلف علاقوں پر مشتمل ہے لیکن ایک پاکستانی ہونے کے ناتے وہ خستہ حالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

اب اس میں اور بھی اضافہ کرنا یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ جنرل مشرف صاحب نے اخبار میں یہ بیان دیا تھا کہ ہمارے وزراء میں کچھ اس طرح کے لوگ ہیں ' یہ احتساب بیورو کس چیز کے لیے بنایا گیا ہے؟ اگر ان پر چیک رکھنے کے لیے بنایا گیا ہے تو ٹھیک ہے ان کو پکڑ لیں۔ جو لوگ نیب زدہ تھے وہ نائب زادے بن گئے اور جو باہر کے ملک بھاگ رہے تھے ان کو یہاں لا کر وزیر بنا دیا۔ جناب چیئرمین! اگر یہ عمل شفاف طریقے سے ہے تو پھر سب کے لیے ایک جیسا ہونا چاہیے لیکن اگر یہ پروگرام اپنے سیاسی مخالفین کو بلیک میل کرنے کے لیے یا ان کو لالچ دینے کے لیے' اپنا ہمنوا بنانے کے لیے یا اپنے غیر قانونی ناعاقبت اندیش رویوں اور پروگراموں کو جائز بنانے کے لیے' اپنی اکثریت ثابت کرنے کے لیے بنایا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے جو اس ملک کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور تجویز کرتے ہیں کہ احتساب بیورو کے بجٹ کو غریب عوام میں تقسیم کیا جائے اور جنہوں نے پہلے یہ اقدامات کیے ہیں ان کا بھی احتساب کیا جائے کہ آپ نے ملک کے لیے کیا کچھ کیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس پر اپنا تکلم ختم کرنا چاہتا ہوں شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، سردار محمد لطیف خان کھوسہ۔

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب والا! شکریہ' جو باتیں کہی گئی ہیں ان کو نہیں دہراؤں گا۔ اس وقت میرا concern یہ ہے کہ NAB Ordinance کو Supreme Court نے اپنے ایک مدللانہ فیصلے کے ذریعے جو اسفندیار ولی اور لیاقت حسین کے cases میں دیا' اس میں سپریم کورٹ نے NAB Ordinance کی بہت ساری شقیں نہ صرف کالعدم قرار دیں بلکہ کورٹ نے کہا کہ چیئرمین National Accountability Bureau, retired judge یا judge بننے کا اہل یا retired judge of the Supreme Court ہو۔ انہوں نے جو criterion lay down کیا تھا وہ judicial hierarchy میں کیا اور کہا کہ اس کے بغیر نہ تو یہ چل سکتا ہے' نہ یہ عدالتی چالان پیش کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ NAB Ordinance دیکھیں تو اس کا تمام تر ماخذ Chairman, NAB ہے جو investigations کی direction دے سکتا ہے' جو arrest کا حکم دے سکتا ہے' جو عدالت میں reference بھیج سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس فیصلے

کی خلاف ورزی میں NAB چل رہا ہے۔ ابھی تک NAB کا چیئرمین ایک serving general
ہے who is not a retired or an eligible person to be a judge of the Supreme
Court اس لیے NAB کی جتنی کارروائی ہو رہی ہے اور جو NAB کا structure ہے یہ تمام
غیرآئینی اور غیر قانونی ہے۔ میں غیر آئینی اس لیے کہتا ہوں کہ Article 189 and 190 میں
سپریم کورٹ کا فیصلہ نہ صرف تمام ماتحت عدالتوں پر binding ہے بلکہ تمام جو executive
authorities including the President of Pakistan and this House as well, it
is binding on all authorities and all authorities in Pakistan have to work in
aid of the Supreme Court تو اس لیے جو سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے اس کی روشنی میں
بھی NAB کا ادارہ کالعدم ہے اور یہ فیصلہ دیئے ہوئے بھی کافی سال ہوگئے ہیں۔ NAB کے
لیے ہم نے جو funds مختص کیے ہیں یہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے منافی ہیں، متصادم ہیں اور
ہم نے دیکھا کہ سپریم کورٹ کے فیصلوں کی اگر اسی طرح تضحیک کرنی ہے تو یہ جو بالا ایوان ہے
اس کا فرض ہے کہ جو third pillar of the state سپریم کورٹ ہے، اس کے فیصلے کو نافذ کیا
جائے۔ جناب! نافذ کرنا تو ایک طرف رہ گیا، یہاں اگر ایک sitting وزیر کے خلاف سپریم کورٹ
فیصلہ کرتی ہے، اس کی petition dismiss کرتی ہے تو بھی یہ NAB which is manned
by an executive authority not by a judicial authority اس کو گرفتار نہیں کرتے اور
پھر وہی NAB اس کے خلاف جا کر accountability کورٹ میں درخواست دے کر case اس
کے خلاف واپس کرتی ہے، سپریم کورٹ کے فیصلے کے برعکس انہوں نے خارج کیا، اس وزیر
صاحب کو جو serving وزیر ہے، sitting وزیر ہے آج بھی حکومت میں ہے، اس کو گرفتار
کرنا چاہیے، لیکن اگر آپ aisle کے اس side پر ہیں اور دوسری طرف دیکھیں کہ آصف علی
زرداری کو آٹھ سال جیل میں رکھا گیا۔ آٹھ سال کے بعد جب آصف علی زرداری کی ضمانت ہوئی تو
اس کو spondulicks تو ایک طرف رہا اس کو heart attack ہوا اور وہ مرتے مرتے بچا۔ اگر ہم
نے یہ double standard رکھنے ہیں اور ہم نے سپریم کورٹ کے حکم کی بھی حکم عدولی کی تو
پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہم بھی اس کے defiance کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یہ fund جو مختص
کیا گیا ہے یہ سپریم کورٹ نے اس کو جو declaration دیا ہے

which is binding, the NAB does not exist in the eyes of the Supreme Court, therefore, I would submit sir, that this fund should be scrapped because it will be inconsonance with the judgement of the Supreme Court that the NAB does not exist.

Mr. Presiding Officer: Although there has been no *quo warranto* against the Chairman NAB.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور پھر معزز رکن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ he is one of the best jurists اور بہت سمجھدار ہیں۔ ان کو یہ بھی پتا ہے کہ اگر قانون شکنی ہو رہی ہو یا اس کی interpretation درکار ہو یا

any decision of the superior judiciary is being violated, the proper forum is the superior judiciary, not this House, not anybody else, if he was so sensitive, the law of Pakistan or the Constitution is being violated he did not seek help of any other advocate, he is the senior most and he should have put a case or petition, he knows the Article 199

کے تحت اور پھر (3) 184 کے تحت

he knows this law, he should have put this issue to the superior judiciary for the sake of people of Pakistan. Here he is proposing that under the Constitution and Law it is being violated as the decision of the Supreme Court is not being honoured, I will request him humbly that he should go to the superior judiciary and he should bring back to these good fruits for the nation and the people of Pakistan. Secondly, whatsoever was stated, it is a good institution, the working may be good or bad, we should disect and analyze the thing in the interest of the

people of Pakistan and it is to close it, to abolish it

یہ ایک روش اور روایت چلی آ رہی ہے کہ ادارے قائم ہوتے ہیں' پھر ان اداروں کو ادارہ نہیں رہنے دیا جاتا' افراد کے pick and choose کے principle پر اس کو ختم کر دیا جاتا ہے یا بڑھا دیا جاتا ہے۔

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی کمزوریاں ہیں' اس پر صحیح طور پر عمل نہیں ہو رہا تو ہمارے پاس Parliament is very active, we should take care of it کہ اس کو ہم آگے لے جائیں۔ یہ نہیں ہے کہ آپ احتسابی عمل abolish کر دیں' یہاں ہمارے مولانا صاحب جو آخری speaker تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ایک گورنر کو remove کیا اور انہوں نے بہت کچھ کیا۔ پھر وہ کرتے کی بھی بات ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں اس حوالے سے بھی کہ اگر ہمارے اداروں نے استقامت نہیں لی' ان میں خلا ہیں یا کچھ کمزوریاں ہیں تو بجائے اس کے کہ اس کو آپ مضبوط کریں یہ کہہ دینا کہ اس کے سارے fund غربت پر لے جاؤ۔ ادارہ بند کر دو۔ پھر یہ NAB زدہ اور NAB زادی یہ اصطلاحات قابل فہم نہیں ہیں۔ یہ صرف نمبر ٹانکنے کی باتیں ہیں۔ وزیر کے حوالے سے بات کرتے رہے ہیں اور NAB عدالت نے ہی اسے' اگر اس کے ایک سابقہ سربراہ نے کچھ بھی کہا ہو تو عدالت تھی اور عدالت نے اگر اس کو بے گناہ قرار دے دیا ہے تو اس کو نیب زدہ کہنا مناسب نہیں ہے۔ مقدمے تو پاکستان اور دنیا میں بہت ہوتے ہیں۔ FIRs کٹتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ پھر وہ اس کے بعد وزیر اعظم اور صدر بنتے ہیں۔ یہ الزامات لگتے ہیں لیکن الزامات لگانے کا بھی کوئی طور طریقہ ہے۔ دین بھی ہمارا کوئی سبق دیتا ہے۔ اس لئے میری یہ گزارشات ہیں کہ یہ جو recommendations دے رہے ہیں وہ قطاً قابل فہم بھی نہیں ہیں' قابل عمل بھی نہیں ہیں۔ ان کو قومی اسمبلی کے پاس نہ بھیجا جائے۔ اس پر آپ ووٹ کرا لیں۔ پھر جو Prime Minister والی بات ہے میں دیتا ہوں۔ I am collecting the materials.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری، جناب چیئرمین! جس سلسلے میں ہمارے معزز اراکین بات کر رہے تھے۔ focus ہونا چاہیے تھا جو ان کے cut motions یا recommendations ہیں لیکن جیسا کہ پہلے یہاں منسٹر صاحبہ نے بتایا ہے کہ بہت سے issues کو سیاست میں استعمال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گورنر سندھ کے بارے میں فرحت اللہ بابر صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب نے کہا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکستانیوں کا سر فخر سے ہمیشہ بلند رہتا ہے اور بلند رہنا چاہیے کہ کوئی انہوں نے ایسا کام نہیں کیا کہ جس کی وجہ سے شرمندگی ہو۔ پاکستان کی اگر کسی وجہ سے شرمندگی ہوتی ہے تو وہ KFC میں جو چھ افراد زندہ جل گئے تھے۔ ان مسلمانوں کو مسلمانوں نے جلایا تھا۔ وہاں البتہ پاکستانیوں کے سر شرم سے ضرور جھکتے ہیں۔ پاکستانیوں کے سر شرم سے اس وقت جھکتے ہیں جب ہماری اپنی مساجد کے اندر بم دھماکے ہوتے ہیں اور خودکش حملے ہوتے ہیں۔ پاکستانیوں کے سر اس وقت شرم سے جھکتے ہیں کہ جب Prime Minister بیرون ملک میں اکاؤنٹس کھولتے ہیں اور اس دولت سے وہ وہاں پر عیاشیاں کرتے ہیں۔ پاکستانیوں کے سر جب شرم سے جھکتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے ہی مسلمان لوگوں کو مارتے ہیں اور کافر قرار دیتے ہیں۔

گورنر سندھ کا تعلق ایک ایسی جماعت سے ہے جو مڈل کلاس جماعت ہے۔ وہ جب لندن گئے۔ اس سے پہلے وہ وزیر تھے۔ سندھ حکومت میں ہاؤسنگ کے منسٹر تھے۔ ہاؤسنگ کے منسٹر کے جو عہدے ہوتے ہیں۔ جو اراکین بیٹھے ہیں ان کو پتا ہے کہ اس میں کتنا پیسہ ہے؟ یا اگر وہ غلط کام کرتے تو کتنا پیسہ وہ لے کر جا سکتے تھے لیکن وہاں نہ ان کا سرے محل تھا' نہ وہاں پر ان کا سوئس اکاؤنٹ تھا۔ وہ ایک عام آدمی کی حیثیت سے گئے۔ جس طرح لاکھوں پاکستانی برطانیہ کے اندر موجود ہیں۔ انہوں نے سیاسی پناہ لی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ وہاں پر جو benefits ہوتے ہیں۔ ان کے قانون کے مطابق ان کو ملتے تھے۔ جب وہ گورنر کی حیثیت سے پاکستان آئے۔ اس وقت ان کی فیملی وہاں موجود تھی۔ Benefits سے مراد ہے کہ وہاں پر ایک سوشل سکیورٹی کا سسٹم ہے کہ اگر آپ کی income دو ہزار پونڈ ہے اور آپ کے خرچے تین ہزار پونڈز ہیں تو جو difference ہے وہ Social security service pay کرتی ہے۔ وہاں پر ان کی فیملی کو ان کی

wife کے نام پر وہ benefits ملتے تھے۔ جیسے ہی ان کی فیملی پاکستان آئی انہوں نے جاکر اس department کو بتایا کہ ان کی تقرری گورنر سندھ کی حیثیت سے ہوئی ہے اور انہوں نے charge لیا ہے اور اس کے ساتھ ان کو یہ بھی بتایا کہ اب ہماری income میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ ان کے جو Rules and regulations ہیں ان کے مطابق انہوں نے پھر ان کو ایک لیٹر لکھا اور وہ رقم ان کو واپس کی گئی۔ اس کے یہ chapter ا کتوبر ۲۰۰۳ سے close ہے۔ کوئی benefit نہیں لے رہے ہیں لیکن ہمیں ایک موقع ملنا تھا۔ فوری طور پر ایک موقع ملا اور ہم نے اس پر سیاست چمکانے کی کوشش کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس وقت اپنے ان issues کو آگے لانا چاہیے کہ جس وقت ہماری اصل شرمندگی جہاں پر ہوتی ہے وہاں پر یہ بات کریں۔

دوسری بات جو یہاں پر ہوئی۔ ہمارے ایک رکن نے کہا کہ صدر نے NAB کے ذریعے اپنے لوگوں کو جمع کیا۔ جناب چیئرمین! صدر کو کیا ضرورت تھی لوگوں کو جمع کرنے کی؟ یہ جو نیب زدہ یا نائب زادہ کی بات کر رہے ہیں اس کی کیا ضرورت ان کو محسوس ہوئی؟ کس وقت ان کو کسی چیز کی کمی محسوس ہوئی۔ اگر کمی محسوس ہوتی تو ہمارے پاس ڈگری زدہ لوگ بھی موجود تھے۔ ان کے ٦٠ کا کیس سپریم کورٹ میں آج بھی موجود ہے۔ وہ ان کو بھی لے سکتے تھے۔ اگر ان کو politically بلیک میل کرنا ہوتا تو ان کے ساتھ بھی یہ بلیک میلنگ کی جا سکتی تھی لیکن کہیں ایسا نہیں کیا گیا۔ کوئی سیاسی بلیک میلنگ نہیں ہے۔ آپ جتنی باتیں یہاں کرتے ہیں۔ آپ کو پوری آزادی ہے۔ ابھی ہمارے ایک معزز رکن نے کہا کہ حضرت عمر سے کُرتے کا حساب لیا گیا۔ آپ یہ دیکھئے برداشت۔ ہم مسلمان ہیں تو ہمیں خود بھی دیکھنا چاہیے کہ ہم میں کتنی برداشت ہے۔ آج ہم میں یہ برداشت ہے کہ اگر کوئی ہماری طرح نماز نہ پڑھے اور دوسری طرح پڑھے تو ہم اسے کافر کر دیں۔ یہ کہیں نہیں ہوتا۔ ہمیں خود اس پر عمل کرنا چاہیے۔ ہمارے ماضی کے اندر جو کردار انبیاء کے تھے جو ہمارے پیغمبران تھے' ان کا جو life style ہے اور ہمارے پاس جو مثالیں موجود ہیں اس میں ہم یہ دیکھیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ہم میں کیا برداشت ہے۔ کیا ہم میں یہ برداشت ہے کہ اگر کوئی ہمارے فرقے سے مطابقت نہیں رکھتا یا کوئی مسلمان نہیں ہے تو ہم اس کو مار دیں اس کو کافر کہیں' اس کو ختم کر دیں۔ اس بات کی ہمیں کہاں پر تعلیم دی گئی ہے۔ جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کا جو دور ہے اس میں ہمیں

اپنے گریبان کے اندر بھی جھانکنا چاہیے کہ ہمارا کیا کردار ہے، ہم کیا کرنے جا رہے ہیں، ہم میں کتنی برداشت ہے ۔ کیا ہم اپنے بھائیوں کے لیے یہ برداشت کر سکتے ہیں ۔ پاکستان کے اندر تمام لوگ چاہے اس کے اندر مسلمان ہوں یا غیر مسلمان ہوں جو پاکستان میں رہتے ہیں وہ پاکستانی ہیں۔ان کو ہمیں اپنے ساتھ لے کر چلنا ہے۔ہم سب کے حقوق برابر ہیں ہمارا مذہب بھی یہ ہی سکھاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جاتے تھے تو ان پر ایک خاتون کچرا پھینکتی تھی۔ اس وقت بھی وہ اگر کسی کو کہتے تو اس خاتون کا سر قلم کر دیا جاتا لیکن انہوں نے کبھی ایسے نہیں کیا برداشت کیا اور برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ وہ جا رہے تھے تو ایک دن اس خاتون نے کچرا انہیں پھینکا تو وہ پریشان ہوئے اور انہوں نے اس کی عیادت کی، اس کردار کی وجہ سے وہ مسلمان ہوئی تو اسلام تلوار سے نہیں پھیلا، اسلام کردار سے پھیلا ہے۔ ہمیں اپنا کردار ایسا بنانا چاہیے اور ہمارے عمل سے ایسی باتیں ہوں کہ ہم خود بخود دوسروں کو اپنی طرف attract کریں کھینچیں۔ یہ بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔

سینیٹر بابر خان غوری: میں بات کروں گا پانچ پانچ منٹ طے ہو چکا ہے۔ بات یہ ہو رہی ہے کہ جب کچھ کہیں گے تو سننے کی بھی برداشت ہونی چاہیے ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ، جواب کی اجازت ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, Minister for Parliamentary Affairs gave a reply. He wanted to give a clarification to that extent he has been heard in.

اگر مزید بات ہو گی تو پھر جواب آئے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: wind up کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر بابر خان غوری: ان کو بھی برداشت کرنا چاہیے۔جب آپ نے باتیں کہی

ہیں تو آپ کو جواب بھی ملے گا۔ آپ جو بات کہیں گے ہم جواب دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بس ہو گیا۔ انیسہ زیب صاحبہ '

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی (وزیر مملکت برائے اطلاعات و نشریات): شکریہ جناب چیئرمین۔ میں صرف ایک پوائنٹ جو پروفیسر خورشید صاحب has raised with reference to the present Interior Minister. I would like to clarify as a rule of NAB. I would like to also clarify the matter. جناب عالیٰ! جو موجودہ وزیر داخلہ ہیں ان کے خلاف جو بھی cases تھے وہ ہم جانتے ہیں۔ پاکستان کی پولیٹکل ہسٹری میں 1997ء کے بعد جو احتساب سیل بنایا گیا تھا اس وقت بنے تھے باوجود اس کے کہ اس پر تمام کارروائی ہو گئی تھی صرف judgement کے لیے ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک پڑے رہے اور کوئی فیصلہ نہیں آیا۔ جب موجودہ نیب آرڈیننس ۱۹۹۹ء کے تحت دوبارہ ان cases کو debate کے لیے عدالتوں میں بھیجا تو تمام cases میں الحمد للہ وہ aquit ہوئے اور ایک case جس میں انہیں fine ہوا تھا' وہ ہائیکورٹ میں بعد میں ان کا acquittal order کیا ہے۔ اب legal proceedings ایسی ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! point of personal explanation. پر بات کرنا میرا حق ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں نے بہت محتاط بات کی ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اس سینیٹ میں متعلقہ وزیر نے جو معلومات دی ہیں ' یہ official record پر ہیں' اس میں تین sitting وزیر ہیں' ان میں سے دو افراد ایسے ہیں کہ جن میں سے ایک پہلے وزیر داخلہ تھا اور دوسرا بعد میں وزیر داخلہ بنا ہے' انہیں دکھایا گیا ہے کہ وہ اب بھی NAB کی list میں نیب زدہ ہیں۔ میں نے یہ بات کہی ہے اور یہ سینیٹ کے record میں ہے۔ میں نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Now, I put the recommendation before

the House.

(The motion was rejected)

Mr. Presiding Officer: The recommendation stands rejected. Now, do we have the time for next item?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! یہ Head ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: یہ آپ کس نمبر کی بات کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ میں پرانے نمبر کی بات کر رہا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Yes, let us complete that portion.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ ایک Head ہے اور اس میں write-off loans کا سلسلہ شروع سے چلتا آ رہا ہے اور یہ بجٹ میں ہمیشہ ہوتا ہے۔ اسحاق ڈار صاحب بھی وزیر خزانہ رہے ہیں، یہ اس وقت بھی موجود تھا، اب بھی ہے اور پھر بھی رہے گا۔

جناب والا! یہ ایک simple سا Head ہے۔ کئی widows وغیرہ ہوتی ہیں جن کے ذمہ چھوٹے موٹے loans ہوتے ہیں, these are poor ladies ان کے husbands نہیں ہوتے ہیں اور ان کا کوئی ذریعہ آمدن نہیں ہوتا ہے۔ ایسی خواتین کو Prime Minister Secretariat سے مدد دی جاتی ہے۔ جناب والا! ایسے cases کا audit ہوتا ہے۔ یہ ایسا کیس نہیں ہے کہ اس میں لاکھوں یا کروڑوں روپے loans ہوتے ہیں جو لوگوں نے لئے ہوئے ہیں، مخیر حضرات نے لئے ہوئے ہیں یا industrialists نے لئے ہوئے ہیں اور ان کو write off کر دیا جاتا ہے. this is not the thing یہ auditable ہے۔ یہ صرف غریب بیواؤں کے لئے ہوتا ہے جو اپنے قرضے ادا نہیں کر سکتی ہیں اور یہ انہوں نے House Building Finance Corporation یا اس قسم کے دیگر اداروں سے لئے ہوتے ہیں، یہ ان کے ذمے ہوتے ہیں کیونکہ ان کے خاوند وفات پا چکے ہوتے ہیں۔ یہ Head اس حوالے سے ہے۔

جناب والا! جہاں تک mercedes گاڑیوں کا تعلق ہے، خان صاحب نے اس کے متعلق بات کی تھی اور اب وہ ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے ہیں، اگر اس میں کہیں اس کی

supplementary sum کے ساتھ attachment ہے تو فبھا - اس کی split دی ہوئی ہے، اس میں ان کی بات کہیں نظر نہیں آئی ہے۔میں یہ چاہوں گا کہ وہ مجھے کسی وقت بتائیں کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے اور mercedes گاڑیوں کے حوالے سے کیا بات ہے We have been looking into it but could not cover it. He has alleged on that.

سینیٹر عبدالطیف انصاری: جناب والا! 40 کروڑ روپے اس کے لئے رکھے گئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: انصاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

Senator Dr. Shehzad Waseem (Minister of State for Interior): Sir, to assist the honourable Minister, I would request to the honourable Member to get a copy of supplementary grants in which...

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, there are so many supplementary grants.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! آپ اسے put کر دیں۔

Mr. Presiding Officer: Now, I come back to item No. 4.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: جناب والا! یہ چیزیں supplementary grants سے adjust نہیں ہوئی ہیں in the opening remarks, I mentioned کہ NAB کا جو بجٹ ہے، originally it was 467 million.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب بات NAB کی نہیں ہو رہی ہے۔

Now, we are at item No. 4. I think, you are out of steps. Going back to item No. 4, I put the recommendation No. 4 before the House..

(The motion was rejected).

Mr. Presiding Officer: The Motion stands rejected.

کیا اب lunch break کر لیں؟

سینیٹر وسیم سجاد: ٹھیک ہے۔

Mr. Presiding Officer: So, we will re-assemble at 3'O clock. I adjourn the House to meet again at 3 p.m.

....

(The House was then adjourned to meet again at 3 p.m)

....

(کھانے اور نماز کے وقفے کے بعد کے اجلاس کی کارروائی)

Mr. Presiding Officer: We will now take up item No. 6.

میں سردار مہتاب صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی cut motion پڑھیں۔

Senator Sardar Mehtab Ahmad: I beg to move that the proposed budget allocation for National Reconstruction Bureau be reduced by Rs. 200 million and the savings of Rs. 200 million be transferred to the Poverty Alleviation Programme.

Mr. Presiding Officer: Is it being opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Opposed sir.

Mr. Presiding Officer: Any objection?

Senator Sardar Mehtab Ahmad: I don't think there should be any objection in this.

جناب چیئرمین ! یہ National Reconstruction Bureau جو موجودہ حکومت نے military take over کے بعد قائم کیا تھا، اس سال، گزشتہ سال بھی اور پچھلے سارے سالوں میں اس کا record انتہائی تشویش ناک حد تک خراب رہا کہ National Reconstruction Bureau کے نام پر ملک کا جو civil structure ہے اس کو جس انداز سے تباہ و برباد کیا گیا ہے، uproot کیا گیا ہے، آج ہماری جو civil services ہیں، جو ہمارا District

National جس میں Management system ہے اور اسی طرح تمام جو ادارے ہیں جس میں National Reconstruction Bureau نے مداخلت کی، وہ آج تشویشناک حد تک تباہی کا شکار ہو چکے ہیں اور virtually خاص طور پر National Reconstruction Bureau یہ اس قوم کو تحفہ تھا کہ انہوں نے district کے تمام نظام کو ختم کر کے --- May I have some attention جناب والا! National Reconstruction Bureau کا تجویز کردہ نظام جو ضلعی حکومتوں کے نظام سے نافذ کیا گیا، حقیقتاً وہ اس ملک کا جو executive hand جو Executive system تھا اس کو اس نے تباہ کر دیا۔ آج پورے ملک میں کسی بھی ضلع میں کوئی ایسی neutral government کے طور پر وجود نہیں ہے کہ جہاں پر لوگ اپنی بات کو پہنچا سکیں، اپنی شکایات کو ان تک پہنچا سکیں اور یہ اس Bureau کا مکمل failure رہا ہے۔ یہ ایک خاص مقصد کے لئے قائم کیا گیا تھا کہ وہ اس ملک کے جو جاری systems ہیں، ان کو up root کر دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سارے Bureau کا وجود بڑا خطرناک ہو گا اور ان کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ civil services میں reforms کریں۔ جناب والا! پہلے ہی ہماری civil services تباہی کا شکار ہو چکی ہیں، وہ نہ تو لوگوں کو respond کر سکتے ہیں، نہ لوگوں کو ان تک شنوائی ہے اور نہ ہی وہ اپنے اندر اتنی جرات رکھتے ہیں کہ حکمرانوں کے خلاف اپنی کوئی آزاد رائے دے سکیں۔ میں پوری ذمہ داری سے سمجھتا ہوں کہ National Reconstruction Bureau کو لپیٹ دیا جائے اور اس کے لئے مختص جو بجٹ رکھا گیا، اس کو منتقل کر کے poverty alleviation programme میں merge کیا جائے، اس کے اندر ڈالا جائے۔ حقیقتاً اس وقت ہمارے ملک کو شدید ضرورت ہے کہ ملک میں غربت جس حد تک بڑھ چکی ہے، اس کا خاتمہ کرنے کے لئے تمام قومی وسائل کو اور بے کار اور نااہل اور تباہ کرنے والے اداروں کو ختم کر کے، اس کو positive programme میں شامل کر دیا جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب میں اعظم سواتی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! NRB جیسے

ادارے کا ارتقاءمشرف صاحب نے اس وقت رکھا جب اس ملک کے اندر نہ تو صوبائی حکومتیں تھیں، نہ National Assembly تھی نہ Senate تھا۔ میں اس NRB کے نظام کا حصہ رہا ہوں، اس لئے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سے بہتر نظام کم از کم پاکستان کی تاریخ میں کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا تھا بشرطیکہ اگر اس کے اندر مختلف ترامیم کر کے، اس کو بہتر طور پر بنایا جاتا اور اس بنیادی unit کو جس کی بنیاد یا جس کی اساس یہ تھی کہ مقامی حکومتیں، عام لوگوں کے مسائل کو مقامی طور پر حل کریں۔ USA میں رہتے ہوئے میں یہ جانتا ہوں کہ وہاں سب سے بڑی طاقتور انتظامی اور سیاسی امور سےمتعلق جو unit ہے وہ ہے school district جو سب سے زیادہ مالیاتی لحاظ سے امیر، سب سے زیادہ آزاد، autonomous لیکن سیاسی طور پر اس کی اہمیت USA میں ہر Congress man جانتا ہے۔ جہاں لوگ اپنی تمام تر بنیادی ضروریات کو یا تو City Hall یا School district میں لے کر جاتے ہیں،وہ حل کرتے ہیں۔ بحیثیت ایک نظام کے، ایک ادارے کے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر کوئی کمزوری نہیں تھی، سوائے اس کے کہ مختلف ترامیم کے ذریعے اس کو بہتر بنایا جاتا۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ جس طرح جناب مشرف صاحب نے اندرون ملک اور بیرون ملک اس نظام کو لانے کے لئے اتنا ڈھنڈورا پیٹا کہ مجھ جیسا شخص بھی بےوقوف بن کر اس ملک کو چھوڑ کر یہاں پر آیا اور اس نظام کا حصہ بنا۔ اس کے بعد جس طریقے سے ہمارے باقی اداروں کا حشر اس ملک میں ہوا، جس طریقے سےمشرف صاحب کے وہ سات سنہری پروگرام جس میں ہمیں بتایا گیا یا ورغلایا گیا کہ judiciary کے اندر reform آئے گا۔ ہماری پہلی حکومتوں کو sham democracy کا نام دیا، اب accountability اور provincial harmony میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا جس طریقے سے ان کا حشر ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مقامی حکومتوں کا جو نظام انہوں نے دیا تھا، آج اس کا بھی تقریباً حشر بالکل اس طرح ہو رہا ہے جس طریقے سے آج ہماری عدلیہ، آج ہماری provincial harmony اور اس طریقے سے جو سات points انہوں نے بتائے تھے ان کا حال ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی مصلحتوں اور اس ملک میں اپنے اقتدار و کرسی کو قائم رکھنے کے لئے وہ بجائے آگے جانے کے پیچھے کی طرف جا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے جاکر ان کے منہ پر کہا تھا کہ یہ ساری چیزیں اس بات کا پیش خیمہ ہیں کہ جتنے اصول آپ نے اس ملک میں اپنی حاکمیت کے لئے

اپنائے تھے ان ساروں کا جنازہ نکال دیا ہے۔

اب دیکھیں تقریباً ایک ہفتہ پہلے جو Ordinance کی شکل میں وہ مزید تبدیلی لے کر آئے ہیں اور اب جو صوبائی حکومتیں اس میں ترامیم کریں گی اور ضلع ناظم کو بجائے اس کے کہ مقامی طور پر autonomous بنایا جاتا' خود مختار بنایا جاتا تاکہ لوگوں کے مسائل حل ہوتے اب وہ باقاعدہ طور پر Chief Minister کے تابع ہو گا۔ پھر یہ ہے کہ بلدیات کا جو وزیر ہے' وہ فیصلہ کرنے والی arbitration کا چیئرمین ہوگا۔ ان سب ترامیم کے بعد میں اب وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے بنائے ہوئے اصولوں کا جنازہ نکالا' آج مکمل طور پر ان مقامی حکومتوں کا جنازہ نکالا ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ ایک زبردست نظام تھا۔ آج ان کا جنازہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی مصلحت کی خاطر وہ نکال چکے ہیں۔ اب تو میں یہ بھی وثوق سے کہتا ہوں کہ جتنا خرچہ اب ہماری local bodies کے انتخابات میں ہوگا وہ کہاں سے آئے گا؟ اس کی صورت بھی آپ کے سامنے ہے اور پھر جس طریقے سے یہ election لڑا جائے گا اور مقامی حکومتیں بنائی جائیں گی' اس کے لیے بھی میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ اس ملک میں ایک انقلاب کی نوید ہوگی۔ اللہ کرے کہ میرے خدشات سچائی کی بنیاد پر نہ ہوں یا وہ آئندہ آنے والے حالات کی سچائی نہ بیان کریں لیکن جو حالات بتا رہے ہیں یا جس ڈگر پر ہم چل رہے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ اب مقامی حکومتوں کا نظام اپنی موت خود مر جائے گا۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اب میں درخواست کروں گا ڈاکٹر محمد ساعد صاحب سے کہ وہ motion کی تائید کریں۔

Senator Dr . Muhammad Said: *Bismillah-ir-Rehman-ir-Raheem.* I would strongly like to support the Motion.

جناب چیئرمین ! اس ملک میں ایک ادارہ ہے' جس کا نام ہے National Construction Company. اس ادارے نے سڑکیں بھی بنائی ہیں' پل بھی بنائے ہیں' canal and buildings بھی ۔ بنائے ہیں. and we all give credit to this institution. What is the contribution of the National Reconstruction Bureau, sir?

Construction میں بھی کوئی کردار نہیں ہے اور reconstruction میں بھی ان کی performance بالکل nil ہے۔

Sir, you would remember that this bureau exists for the last four years. It has been working under the command of a brigadier. During the last four years it spent 148 million rupees on the salaries alone, it has come up with a consent of local government, that is not workable, an idea that is confusing and not understandable. A Local Government that is not untouchable because it is in the sixth schedule and without the permission of the President nobody can make any amendment in it.

It has been the hot bed of struggle between bureaucracy and the elected Government. The two have been at daggers drawn all the time and it has terribly failed to solve our local problems.

Sir, it is a source of corruption and it must be in your knowledge that even some of the federal ministers are now thinking of resigning and want to contest as district nazim. You will be surprised to know

کہ جو گھسا پٹا نظام ہے

even this system has not been allowed to work properly and smoothly. You would remember that two weeks back a Presidential Order has been promulgated and three new amendments in the Local Government Ordinance:-

(i) The elected nazims and the elected naib nazims can be dismissed by the Chief Minister of the Province.

(ii) The caretaker administrators during the interim period will be appointed by a notification by a Chief Secretary of the province.

This is really an insult to the Election Commission and to the provincial governments.

(iii) The election to the new Government will be a non-party basis and on the non-political basis.

This is the negation of the democracy at grass roots level. Here, we have a democratic system at the provincial assemblies, at the National Assembly and the Senate but with no political government at the base level. This is like a giant tree, sir, with no roots.

I would propose, sir, that this National Reconstruction Bureau as an institution should be scrapped. It should be scrapped because it is a top heavy bureaucratic arrangement. You will be surprised to know, sir, that there are more than 166 officers drawing a salary of 33 million rupees per year. Sir, you will also be surprised to know that there are foreign and local consultants who are drawing a salary ranging from one lac to two lac rupees per month.

Also, sir, there is an item in the budget called general item. 29 million rupees have been earmarked for this head. Sir, by all standards, the NRB is a white elephant. It is a wild white elephant. It is a money laundering institute. It is expensive to run. It is terribly difficult to control and it is a sacred cow, sir, because without the permission of the President you cannot bring any changes in the system.

Sir, I am not in favour of any increase in the budget. I am in favour of a complete scrapping off the National Reconstruction Bureau. It should be scrapped immediately. It should be deleted from the sixth

schedule. The task of running the local government should be given to provincial governments and they should be authorised to make laws, rules and regulations. Sir, I would strongly support the motion that the entire amount which has been earmarked for the NRB should be diverted to the Poverty alleviation Programme. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Now, Rahmatullah Kakar.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) شکریہ جناب چیئرمین۔ میں نے بڑی محنت کے بعد ایک دکان سجائی ہے اگر اجازت ہو تو میں اس سے کچھ اقتباسات پڑھ کر سنا دوں یا پھر اس معزز ایوان کے ریکارڈ کا اس کو حصہ بنا سکوں۔ جناب والا! NRB کا موجودہ ترجمہ میرے ذہن میں National Reversing Bureau ہے گویا کہ قوم کو پیچھے دھکیلا جائے۔ پاکستان کو ایک لیبارٹری سمجھ کر اس کے جسم پر اتنے تجربے کیے جاتے ہیں کہ اب اس کمزور اور ناتواں جسم میں کسی دن خدا نخواستہ یہ سکت بھی باقی نہیں رہے گی۔ National Reversing Bureau کا چیئرمین ایک sitting MNA ہے شاید دنیا کی تاریخ میں یہ پہلی مثال ہے۔ جنرل توقیر ضیاء صاحب کی ہم رکابی کے بغیر یہ تصور ناممکن ہے۔

جناب والا! ایک قانون دان کی حیثیت سے اور قانون کے ایک اچھے محافظ کی حیثیت سے آپ بہتر جانتے ہیں کہ جب اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو تو پھر Ordinances کی وباء رک جاتی ہے لیکن درمیان میں ایک آدھ اسمبلی کا وقفہ ہوا اور دھڑم سے ایک آرڈیننس نافذ کیا گیا کہ NRB میں جو تھوڑی بہت کسر باقی رہ گئی تھی وہ بھی پوری کی جائے۔ نئے آرڈیننس کے تحت اب الیکشن کمیشن، صوبائی حکومتیں، سپریم کورٹ اور خود اسی سسٹم کے تحت پیدا ہونے والے ناظمین پر بھی اب اعتبار نہیں رہا۔ اب تجویز یہ کیا گیا ہے کہ سرکار دولت مدار Establishment کے ذریعے، چیف سیکرٹری کے ذریعے Administrator مقرر کرے گی اور پھر انتخابات کیے جائیں گے گویا Establishment کو پھر گرین سگنل دیا گیا ہے۔ NRB پر زرکثیر خرچ کرنے کی میرے خیال میں ضرورت اس وجہ سے نہیں ہے۔ 19 ستمبر 2002

Central power of the strategic and International studies Washington DC

The General admitted that ہمارے قبلے میں جناب نقوی صاحب سے پوچھا گیا

although the restructure have had its flows and has not functioned

Bureaucrats despite of their پھر دوسری جگہ نقوی صاحب فرماتے ہیں perfectly.

different position were not all opposed to the new system, he added.

The strategic aim of the government is to NRB کا جو روز اول مقصد بتایا گیا تھا

as soon as آپ کے سامنے ہے establish genuine democracy. Democracy

possible and transfer of powers to the people. Reconstruction of State

Institutions require a very deliberate effort. General fundamental thought

or provided support to the Federal Government and Provincial

Governments submit an annual report اور ایک لمبی list ہے جس میں یہ ہے کہ Think Tank ہوں گے اور پاکستان کو آگے چلایا جائے گا۔ دودھ اور شہد کی نہریں بہیں گی۔ اب یہ چیزیں نظر نہیں آ رہی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو رقم NRB پر خرچ کی جا رہی ہے بہتر ہے الیکشن کمیشن کو functional سمجھا جائے اس کو independently کام کرنے دیا جائے اور جو ناظمین جس system کے تحت منتخب ہوئے ہیں اب پھر ایک نیا تجربہ یہ ہوگا کہ جہاں چیف منسٹر صاحب کو سگنل ملے گا کہ فلاں ناظم کو اڑاؤ۔ ایک انکوائری کمیٹی بیٹھے گی اسی کی کابینہ کا بلدیات کا وزیر ہوگا وہ recommend کرے گا کہ فلاں کو چلتا کرنا ہے۔ at the moment وہ چلتا ہو گا۔

اس وقت میرے ہاتھ میں US State Department کی مقدس رپورٹ ہے۔ اس مقدس department کی report میں acceptable conditions of work میں یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں فی کس آمدنی بیالیس ڈالر یعنی پچیس سو روپے per month ہے۔ اب ایک شخص اندازہ لگائے کہ پچیس سو روپے میں اپنے بچوں کی دو وقت کی روٹی، مکان کا کرایہ، تعلیم، صحت، پوشاک، صاف پینے کا پانی، اس کو کیا ملے گا۔ Federal laws میں آپ بہتر جانتے ہیں کہ maximum working hours ہفتے میں 48 ہیں، یہاں کون کسی کو 48 گھنٹے کام کرنے

دیتا ہے ۔ غربت کی وجہ سے human trafficking ہو رہی ہے' ایک اور خبر ہے کہ in May 22 camel jockies were returned to the country from the UAE اپنے لخت جگر کو لوگ ہمارے دوستوں کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ اونٹوں پر تماشے دیکھتے رہیں۔ ایف آئی اے total ناکام رہی ہے' ان کے پاس manpower نہیں ہے' یہ پیسے ان کو دیے جائیں تاکہ human trafficking کو وہ روک سکیں۔ جناب والا! اس پیسے کو غربت مٹانے پر خرچ کیا جائے۔ میرے پاس تقریر کے لیے بہت سا material ہے لیکن وقت کی کمی ہے۔ اس لیے میں وہ ریکارڈ کے لیے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں' بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: ٹھیک ہے' شکریہ۔ نیازی صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ سینیٹر صاحب کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ یہ Ordinance Governors نے جاری کیے ہیں اور صدر صاحب نے نہیں کیے ہیں ۔ ان میں amendments are equally spread over accordingly by the Governors of the provinces.

(interruption)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: دوسری بات یہ ہے کہ مجھے افسوس ہوا ہے کہ NRB نے جو devolution of power plan after 156 years, colonial system میں bureaucratic hold تھا---

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! 156 سال کے بعد جو colonial system برطانیہ سامراج کے تحت اس برصغیر کو دیا گیا تھا پہلی دفعہ devolution of power plan سے اس کو توڑا گیا اگر اس کا ایماندارانہ ملاحظہ کریں کہ چار سال میں گاؤں' تحصیل' ضلعی سطح پر جو ترقی ہوئی ہے اس کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اب بات یہ ہے کہ اگر عوامی سطح پر بہتری ہوئی ہے تو اس میں خرافات بھی ہیں' اس میں کوئی شک و شبہ والی بات نہیں ہے کہ آپ نیا نسخہ دیتے ہیں bureaucratic role آپ نے توڑا' یہ بہت بڑا قدم ہے پاکستان کی زندگی میں کہ جو آپ

کہتے تھے کہ کمشنر، ڈپٹی کمشنر، اسسٹنٹ کمشنر تو first time in the life of our country NRB کے اس سسٹم سے bureaucratic role کو توڑا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نظام عوام کے لیے بہت اچھا تھا۔ اس لیے براہ کرم معزز اراکین نے جو تجاویز دی ہیں کہ اس پیسے کو ختم کر دیا جائے تو میں کہوں گا کہ یہ قابل عمل نہیں ہے، Chair سے میری گزارش ہوگی کہ ان کی اس حوالے سے تجاویز کو مسترد کر دیا جائے۔

Mr. Presiding Officer: Now, I put the recommendation before the House.

Voices: Count be made.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Count کیا جائے۔

(At this stage counting was done)

Mr. Presiding Officer: Since the count has been called, those in favour of the motion please rise in your seats.

(Pause)

Mr. Presiding Officer: Now those who are against the motion please rise in your seats.

(Pause)

Mr. Presiding Officer: There are 21 in favour and against 40. So, the recommendation is rejected. Now we will pass on to next item No. 7, Mr. Ishaq Dar Sahib, please move the motion.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, I beg to move that the Senate may recommend to National Assembly that the proposed budget allocation for Defence be reduced by Rs. 20 billion and the savings of Rs. 20 billion be transferred to the following:-

Education	Rs. 6 billion
Health	Rs. 6 billion
Drinking Water	Rs. 2 billion
Poverty Alleviation Programmes	Rs. 1 billion
Ministry of Religious Affairs	Rs. 1 billion
Farm to Market Roads	Rs. 4 billion

Thank you Mr. Chairman.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I oppose it.

Mr. Presiding Officer: Yes, Dar Sahib.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! یہ ایک بڑا sensitive subject ہے

being a citizen and a former Minister, I fully appreciate and understand the sensitivity of the subject. I would not go beyond what has been declared in the budget. I know a lot of things and I think as a citizen, as a responsible person, I will not divulge into those items. I will just restrict the delcared figures and I will limit by submissions to this House, not the Defence budget is certainly sir, every Pakistani whether he is sitting on that side or this side, they are loyal citizens sir, and

ہر ایک کو پاکستان کا دفاع بہت پیارا ہے، جتنا مجھے ہے شاید اس سے زیادہ میرے دوسری طرف کے ساتھیوں کو ہے، اس پر کوئی difference of opinion نہیں۔ ہماری جان، مال، اولاد ہر چیز اس ملک کے لیے ہے۔ اگر قربانی چاہیے تو ہمیں سب کچھ وہ پیش کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ اگر خدا نخواستہ کبھی ضرورت پڑی تو پیش کریں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم transparency کو یا اس وقت دنیا میں جو required norms ہیں ہم ان کو بھی overlook کر دیں اور ان کو بھی صرف ایک emotion کے نام پر forego کریں، میرا خیال ہے we will not be fair to

ourselves, we will not be fair to the system, we will not be fair to the country and we will not be fair to defence itself.

میں آپ کو figures یاد دلانا چاہتا ہوں۔ 1999-2000 کا جو بجٹ تھا میں نے اس بجٹ کو ان ایوانوں میں پیش کیا تھا۔ میں 142 billion کا round figure دے رہا ہوں۔ It was 141.99 billion ہمارا خرچ 142 billion تھا اور اس میں Armed forces کی پنشن شامل تھی۔ پچھلے سال کا جو بجٹ ہم نے انہی Houses میں approve کیا اس کا amount 193 billion تھا۔ میں جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قریباً 38 billion اس میں پنشن کو علیحدہ کر دیا گیا اور اس کو سول پنشن میں include کر دیا گیا۔ Normally for comparison purpose آپ کو پھر 99 کی پنشن کو بھی 142 billion سے minus کرنا چاہیئے۔ So, 142 billion was inclusive of pensions, 193 billion was exclusive of 38 billion pensions. اس کے باوجود جو review estimates ہمیں دیئے گئے ہیں اس pink book میں جناب وہ 216 billion پر پہنچ چکے پر پہنچ چکے ہیں۔ 216 billion کے بعد جو بجٹ کی approval مانگی جا رہی ہے Parliament سے اور جس کی recommendations کے لئے یہ House اس وقت deliberate کر رہا ہے وہ 223 billion ہیں۔ جناب! اگر آپ 142 billion کو compare کریں 223 billion plus آپ کی 40 billion پنشن ہے اور وہ اس میں شامل نہیں ہے اگر آپ اس کو add کر دیں تو practically جو approval لیا جا رہا ہے وہ Rs. 262 billion کا ہے۔ So, 262 versus 143 billion, sir 84% increase in a period of 6 years.

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اگر یہ دفاع کی ضرورت ہے تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ جمہوری حکومتوں کو ہی اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا کہ کسی نے نیوکلیر پروگرام اس ملک میں شروع کیا۔ اس کا کریڈٹ چاہے کوئی پسند کرے یا نہ کرے PPP کو اور late ذوالفقار علی بھٹو کو جاتا ہے۔ اگر کسی نے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا تو وہ میاں نواز شریف اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو جاتا ہے۔ پاکستان میں 28th of May, 1998 کو جو detonation ہوئی اور اس میں افواج پاکستان پوری طرح involve تھی۔ یہ بھی ایک misconception نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اس detonation کے orders سے پہلے National Defence College Islamabad میں

ایک بریفنگ ہوئی جس میں وزیر اعظم نواز شریف، اس وقت کے وزیر خارجہ گوہر ایوب صاحب، وزیر خزانہ سرتاج عزیز صاحب اور میں بطور وزیر تجارت شامل تھا۔ جنرل جہانگیر کرامت نے وہ بریفنگ دی۔ بہت اچھا ہوا پاکستان کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنا دیا گیا۔ یہ کریڈٹ اس قوم کو جاتا ہے چاہے لوگ ادہر بیٹھے ہوں یا ادہر بیٹھے ہوں۔ الحمدللہ اگر وہ نہ ہوتا تو اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ 9/11 کے بعد جو development اس ملک میں ہوئی کہ دونوں ممالک کی فوجیں قریباً ایک سال آمنے سامنے کھڑی رہیں۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت اس باہمت وزیر اعظم کو یہ حوصلہ دیا کہ صدر کلنٹن کی طرف سے ۵ ٹیلیفون کالز کے باوجود he stood for the security of Pakistan and he decided very rightly so on 28th May 1998 after leaving the National Defence College, whereas I confess and I confirm that I was present with him. تو جناب اس میں پاکستان کا نیوکلیر پروگرام ہو یا پاکستان کا میزائل پروگرام ہو۔ ہم اس کے ساتھ ہیں۔ اگر ہمیں اپنا پیٹ کاٹ کر even اس House کی salaries دینا بند کرنی پڑ جائیں۔ We must give everything what is required for the Defence of Pakistan. میں اس کا سب سے بڑا supporter ہوں۔ میں صرف الفاظ کی حد تک بات نہیں کر رہا۔ جناب چیئرمین! جب میں فنانس منسٹر تھا ۶ نومبر ۱۹۹۸ء کو after detonation ملک کے حالات بالکل خراب ہو چکے تھے۔ میرے پاس اس وقت کے جو NESCOM کے چیئرمین تھے لیفٹیننٹ جنرل قدوائی آئے اور انہوں نے مجھے کہا کہ میزائل پروگرام کے بارے میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ۵ سال میں مکمل کرنا ہے۔ آج وہ as witness موجود ہیں اور یہ جنرل مشرف کے علم میں ہے۔ میں نے ان کو کہا کہ ۵ سال میں نہیں اس کو ۲ سال میں مکمل کریں۔ جناب کیوں دو سال میں کہا۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین! کیوں ۲ سال میں کہا۔ مجھے یہ شک تھا، مجھے بحیثیت پاکستانی کے یہ ڈر تھا، بحیثیت فنانس منسٹر کے نہیں کہ کل کو خدانخواستہ اگر International scenario change ہوتا ہے۔ ظاہر تھا کہ ہمارا جو میزائل پروگرام تھا وہ collaboration اور help کے ساتھ بندھا تھا۔ اس کو ہم نے مکمل کرنا تھا۔ میں نے ان کو کہا تو وہ حیران ہوئے کہ ۲ سال میں پیسے کہاں

سے آئیں گے۔ میں نے کہا .it is not your job آپ اس کام کو مکمل کریں۔ آپ جنرل مشرف صاحب کو میرا پیغام دیں کہ ان کو جتنا پیسہ ۲ سال میں چاہیے، میں مسلم لیگ (ن) اور اس حکومت کے behalf پر commit کرتا ہوں۔ میری ایک condition ہے کہ پاکستان کی tax payers' money جہاں ہم میزائل کے لئے خرچ کرنا چاہتے ہیں مجھے اس کی تفصیل سے آگاہ کریں۔ میں دوبارہ اس ہاؤس کو بڑی خوشی سے بتاتا ہوں کہ جنرل مشرف نے resist نہیں کیا۔

within days, I would say less than a week, he arranged my visit to the

Missile Programme اور اللہ کے فضل و کرم سے اس کے بعد پاکستان کے صدر جنرل مشرف صاحب اس کے گواہ ہیں کہ ان کو جتنی ضرورت تھی وہ ان کو available کیا گیا اور اسی وجہ سے آپ کا غوری II اور غوری III جولائی 1999 تک تین انجن جو test ہو چکے تھے---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: یہ غوری iv ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ بھی غوری ہیں۔ یہ بھی میزائل ہیں۔ یہ بھی میزائل کی طرح چلتے ہیں۔ یہ ہمارے غوری ۱۲ ہیں۔ جناب! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یعنی بحیثیت پاکستانی ہم ادھر بیٹھے ہوں یا ادھر بیٹھے ہوں، یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ میں اس لیے support کر رہا ہوں کہ مجھے یہ نہیں ہے کہ پاکستان کو ڈیفنس کے لیے تین سو ملین کی بھی ضرورت ہے تو ہمیں دینا چاہیے لیکن having said so sir, I think we owe to this country in order to develop for the purpose of transparency. جناب جو revenue side of the budget ہے اس کو ہمیں پارلیمنٹ میں لانا چاہیے۔ یہ میرے ساتھی treasury benches پر ہیں ان کو ہمیں support کرنا چاہیے۔ یہ اچھی بات ہے بجائے اس کے کہ ہم اس کو propose کریں یہ خود ان کو propose کرنا چاہیے۔ اب امریکہ جیسے ملک میں جنرل Mayer سینیٹ کی فنانس کمیٹی میں پیش ہوتا ہے اور وہاں آنے والے سال کے لیے جو capital purchases ہیں اس کو present کیا جاتا ہے کہ ہم اتنا میزائل پروگرام پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ اتنے ہم فلاں weapons لینا چاہتے ہیں۔ جنرل Mayer کو ساری دنیا میں وہ دیکھتے ہیں۔ ٹیلی وژن پر open proceedings دکھائی جاتی ہیں۔ ہم نے بھی دیکھی اس میں ہر چیز پر کھل کر بات ہوتی

ہے۔ میرا خیال ہے time has reached sir ایک طرف ہم claim کرتے ہیں transparency,

good governance ہر چیز کا' میں آپ کو guarantee کر سکتا ہوں کہ یہ revenue

budget اس میں جو substantial increase ہے یہ 142 billion سے 263 billion

پہنچتے ہوئے ہمیں چھ سال کے عرصے میں 84%' اس میں اگر ہم کوشش کریں تو کفایت

شعاری ریونیو بجٹ میں جناب کر سکتے ہیں۔ The salary is the other i.e. maintenance

and cars and what not. اس میں سول کی طرح اسی طرح خرچ ہوتا ہے۔ جس طرح ہم سول

میں cut کرتے ہیں اور یہ کوئی عجوبہ نہیں ہوگا۔ جناب میں یہ بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جب

ملک مشکل ترین حالات سے گزر رہا تھا۔ جب Nuclear and Missile کے لیے ایک ایک

پیسہ ان کو unlimited guarantee تھا۔ اس وقت جنرل مشرف کی میرے ساتھ بات ہوئی

انہوں نے ۷۰ ملین cut اس لیے کیا۔ یہ کوئی پہلی بات نہیں ہے کہ ہم cut نہیں کر سکتے۔

It is on record of the Finance Ministry of Pakistan that the Defence Forces agreed with me as a consequence of the nuclear declaration and the sanction on Pakistan when Pakistan was undergoing the worst financial crisis of the history of Paksitan.

ظاہر ہے کہ nuclear اگر قوت بنی تھی تو ہمارے دشمن نے ہمیں پاکستان میں کوئی پھولوں

کے گلدستے نہیں بھیجنے تھے۔ we were ready for that زندہ اور باوقار قومیں اپنے دفاع کے

لیے تیار ہوتی ہیں اور اس وقت ہم نے اس کی قیمت ادا کی۔ آج اللہ کے فضل وکرم سے ہمیں

کوئی میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ جناب! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس میں cut ہو سکتا ہے

اور میری گزارش یہ ہے کہ ڈیفنس میں اس سسٹم کو change کریں۔ اس recommendation

کو لانے کا main مقصد یہ ہے کہ

I want to bring it to the kind attention of our Treasury colleagues and the colleagues sitting in this House that we must now start with more transparency in the Defence Budget and the Defence Budget, revenue side of it. It should be brought in the Parliament, should be debated upon,

we should assist them

کہ کہاں کچھ بچت ہو سکتی ہے۔ کہاں نہیں ہو سکتی۔

Yes, Capital equipment, we should keep it still classified and there is no need to bring this. So, this is my view. Thank you very much, Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب میں پروفیسر خورشید صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ تائید میں اظہار خیال کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اپنے برادر سینیٹر اسحاق ڈار نے جن جذبات کا اور ڈیفنس کے بارے میں جن عزائم کا ذکر کیا ہے اس کی بھر پور تائید کروں گا اور اس ہاؤس کو یہ assure کروں گا کہ ملک کے دفاع کی ہر حقیقی ضرورت کو پورا کرنا ہمارا فرض، ہماری ذمہ داری اور ہماری سعادت ہے۔ اس بارے میں میرے ذہن میں میرے ساتھیوں کے ذہن میں کوئی شک نہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ قوم اپنا پیٹ کاٹ کر دفاع کے لیے جو کچھ دے، وہ حقیقی دفاعی قوت کو مستحکم کرنے کے لیے استعمال ہونا چاہیے۔ اسے خود اپنے ملک کے لوگوں کو فتح کرنے، ہلاک کرنے کے لیے استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ فوج کو بیرونی جنگ، جو ہماری جنگ نہیں، سے دور رکھا جائے۔ اس جنگ کے فروغ میں اپنے ملک کے شہریوں یا ان لوگوں میں جنہیں ہم نے امان دی، یعنی جنہیں ہم نے ان کی خدمات کی بناء پر اپنا حصہ بنایا ہو، مجرم اور معصوم میں فرق کریں۔ بغیر جرم ثابت کئے مجرم کو سزا دینا، انصاف اور سلامتی کا تقاضا نہیں۔ معصوموں کو بے دریغ آنکھیں بند کرکے indiscriminately ہدف بنانا، یہ ظلم کی ایک بدترین شکل ہے اور آج دنیا میں تشدد کے خلاف جنگ کے نام پر امریکی قیادت جو ظلم اور ناانصافی کر رہی ہے، ہم اس میں آلہ کار بن رہے ہیں اور اگر ہماری قوت، صلاحیت اور وسائل اس کے لئے استعمال ہو رہے ہیں تو اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب والا! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسے ڈار صاحب نے کہا ہے کہ بلاشبہ

دفاع کے بجٹ میں کچھ پہلو ایسے ہوں گے جنہیں صیغہ راز میں رکھنا چاہئیے اور ہم بھی اسی طرح ان رازوں کا دفاع ضروری سمجھتے جس طرح کوئی اور یہ سمجھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دفاع کے پورے بجٹ کو ایک holy cow بنا دینا' ایک line دے کر 223 billion approve کروا لینا ' درست نہیں ہے۔ اس کی accountability کے لئے جو دستوری نظام ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارا اپنا فوج کا نظام ہے۔ اسطرح تو ہر ایک کا اپنا نظام ہو سکتا ہے' internal audit ہر ادارے میں ہوتا ہے، لیکن کبھی ہم اس internal audit پر قانع نہیں ہوتے ہیں بلکہ external audit بھی ضروری ہے۔ آپ کی Public Accounts Committee, آپ کا AGPR, آپ کی پارلیمانی کمیٹی اور آپ کی پارلیمنٹ ہے۔ یہ ان کا حق ہے اور یہ ان کا فرض ہے کہ ان کے سامنے defence budget بھی آئے۔ جناب والا! ہمیں یہ تک معلوم نہیں ہے کہ ان تین بڑی services کے درمیان کیا allocation ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ فوری اورمستقبل کے لئے جو planning اور comparatively, خاص طور پر جو foreign procurements ہیں' ان کے بارے میں ہماری کیا strategy ہے؟ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ F-16 کے سلسلے میں امریکہ نے کس طرح سےوعدہ کیا ہے؟ ہم سے پیسے بھی لئے اور order بھی لیا۔ ہم سے ہمارے جہازوں کےware houses کے charges لئے اور اس کے بعد پھر back out کر گئے۔ اگر آج ہم دوبارہ F-16 کے لئے آ رہے ہیں تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ ہمیں جہاز دے گا۔ ہم نے transfer of technology کے لئے کیا کیا ہے؟ یہی امریکہ ہے جس نے F-16 کی 100% technology اسرائیل کو transfer کر دی ہے۔ اس کا ایک حصہ ترکی کو بھی transfer کر چکا ہے۔ اس نے بھارت کو offer کی ہے کہ وہ F-16 and F-18 کی technology tranfer کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس صورت حال میں ہماری کیا position ہے؟ اب ہم کہاں جائیں گے؟ یہ وہ سارے بنیادی issues ہیں جنہیں دیکھنا ہے۔ یہ محض کوئی political point scoring نہیں ہے۔ ان کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے یہ بات آنی چاہئیے کہ دفاع کے بجٹ میں پچھلی مرتبہ جو رقم رکھی گئی تھی' اس سے 22 billion زیادہ خرچ ہوئے ہیں ۔ اس کے برعکس Population and Poverty Reduction Programmes میں

278 million رکھے گئے تھے لیکن Survey میں جو دس مہینوں کی figure دی گئی ہے، وہ صرف 191 million ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ 278 million میں سے صرف 191 million خرچ ہوئے ہیں۔ Poverty Alleviaton Programme suffer کر رہا ہے جب کہ آنکھیں بند کرکے defence کے نام پر over draw کیا جا رہا ہے۔ یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن پر پارلیمنٹ کا اعتماد ضروری ہے۔ فوج کا احتساب ضروری ہے۔ فوج کو بھی پائی پائی کا حساب دینا ہوگا۔ فوج کی قیادت جس طریقے سے اپنے آپ کو defence societies, تجارت اور دوسرے اداروں میں involve کر رہی ہے، اس کے نتیجے کے طور پر جو اعتماد قوم کو فوج پر ہے، وہ متاثر ہو رہا ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ فوج کا politics میں involve رہنا، دستور کے خلاف ہے، جمہوریت کی ہرصورت کے خلاف ہے اور اس کی وجہ سے فوج کو نقصان ہو رہا ہے۔ فوج وہ قوت ہے جسے پورے ملک کی محبتوں کا مرکز ہونا چاہئیے، non-controvesial ہونا چاہئیے اور یہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب کہ وہ ایک سیاسی پارٹی نہ بنے۔ اگر فوج کا سربراہ سیاسی جلسوں میں جائے گا، پارٹیوں کی باتیں کرے گا اور یہ کہے گا کہ election میں فلاں گروپ کو منتخب کرو اور فلاں کو منتخب نہ کرو تو میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ اس فوج پر قوم اعتماد نہیں کر سکتی اور اس فوج کے لئے اخراجات دینا ہمارے لئے ممکن نہیں ہوگا۔ اس لیے ہم یہ propose کرتے ہیں کہ فوج کے بجٹ میں 20 million کا cut کیا جائے اور جیسا کہ ڈار صاحب نے کہا میں اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ 1978-79ء میں austerity مہم کے تحت 10% civil administration اور 5% فوج کے دفاعی اخراجات میں cut کا فیصلہ cabinet نے کیا؛ cut ہو سکتا ہے اور اس cut کو efficiency اور دفاعی صلاحیت کو متاثر کیے بغیر enforce کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے ہم propose کرتے ہیں کہ بیس ملین کا cut کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں درخواست کروں گا جناب فرحت اللہ بابر صاحب سے۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بھی فاضل سینیٹر اسحاق ڈار صاحب اور محترم پروفیسر خورشید صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے defence budget کی

allocation پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک نازک موضوع ہے' حساس موضوع ہے اور اہم موضوع ہے۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ جس طرح پروفیسر خورشید صاحب نے کہا کہ دفاع کے لیے ہم میں سے پاکستان کا ہر فرد بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار ہے لیکن کیا جو قربانی طلب کی جارہی ہے وہ دفاع پاکستان کے لیے طلب کی جارہی ہے یا یہ قربانی دفاع پاکستان کے نام پر طلب کی جا رہی ہے۔ دونوں میں جناب چیئرمین! بڑا فرق ہے۔ دفاع پاکستان کے لیے قربانی دینے پر کسی پاکستانی کو ہرگز اعتراض نہیں ہوگا لیکن دفاع پاکستان کے نام پر قربانی کا مطالبہ جب کیا جائے گا تو سوالات پیدا ہوں گے اور ان سوالات کا جواب لازماً دینا ہوگا۔

جناب چیئرمین! میں اعدادو شمارمیں نہیں جاؤں گا کیونکہ اس پر کافی بات ہو گئی ہے کہ کس طرح پچھلے سال 193 billion کا بجٹ بڑھ کر 216 billion ہو گیا تھا اور اب کس طرح 223 billion کا بجٹ ہے یا کس طرح پچھلے سال 206 billion مختص تھے development کے لیے' ان میں actual expenditure 120 billion ہوگیا۔ ان تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔اگر ہمیں کوئی شک ہے کہ دفاع پاکستان کے نام پر لوگوں سے قربانیاں طلب کی جاتی ہیں تو وہ کیوں ہے۔ وہ اس لیے ہے کہ جو بھی بجٹ پر پیسہ خرچ ہو رہا ہے اس کے لیے نہ transparency ہے' نہ accountability ہے اور جب میں کہتا ہوں کہ accountability اور transparency نہیں ہے تو میں اپنی طرف سے نہیں کہتا ' میں Auditor General of Pakistan کی رپورٹ سے quote کرتا ہوں' 2003ء کی رپورٹ سے اور Auditor General of Pakistan ایک آئینی ادارہ ہے' Auditor General کا عہدہ ایک آئینی عہدہ ہے اور جب وہ اس بات کا رونا روتا ہے کہ سینکڑوں ملین روپے کی اوکاڑہ ملٹری فارم lands میں گڑبڑ ہوئی ہے اور اس پر اس کی ہدایت کے باوجود ابھی تک کوئی enquiry نہیں کی گئی تو یقیناً سوال پیدا ہوتا ہے accountability, transparency کا اور یہ سوال اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے فوجی بھائی کس طرح ان accounts کو manage کرتے ہیں۔ اسی سینیٹ میں ایک سوال کے جواب میں آیا تھا کہ لاہور فورٹریس سٹیڈیم سے حاصل ہونے والی آمدنی کہاں جاتی ہے۔ آئین کے مطابق اس کو Federal Consolidated Fund کا حصہ ہونا چاہیے لیکن جو

جواب آیا اس میں یہ کہا گیا کہ یہ رقم گاڑیوں اور سرکاری رہائش گاہوں پر خرچ ہوئی۔

اسی طرح جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا کہ کس طرح اوکاڑہ میں tenants کی زمینوں پر قبضہ کیا جا رہا ہے۔ Senate کی sub-committee کے Members نے وہاں پر visit کیا۔ جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا اسی طرح پرسوں قومی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا کہ فوجی ادارے مثلاً FWO اور NLC کو بغیر contract' بغیر bidding کے بڑے بڑے ٹھیکے دیئے جاتے ہیں۔ FWO کو 35 بڑے بڑے بغیر bidding کے ٹھیکے دیئے گئے۔ جناب چیئرمین! ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی priorities بدقسمتی سے ایسی ہیں کہ یہ تو toll plaza پر toll tax نہیں دیتے لیکن ایدھی ambulance سے toll tax وصول کیا جاتا ہے۔ جب priorities ایسی ہوں کہ پلاٹوں سے اتنا لگاؤ' محبت ہو کہ قومی اسمبلی کے اجلاس سے چند گھنٹے پہلے Defence Housing Authority اسلام آباد کا Ordinance جاری ہو جائے۔ جناب چیئرمین! جب کارخانے لگانے کی حوس اتنی بڑھ جائے کہ خود برطانیہ کے پاکستان میں سفیر کو یہ کہنا پڑے اسلام آباد میں on record ہے یہ کہ پاکستان میں poverty alleviation suffer کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہماری افواج extra professional activity اور کارخانے بنانے میں commercial اور industrial activities میں ان کا role بڑھ گیا ہے۔ جناب چیئرمین! اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ بجٹ جتنا بھی رکھیں، رقم آپ جتنی بھی مختص کریں لیکن transparency ہونی چاہیے' accountability ہونی چاہیے۔ جناب چیئرمین صاحب! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حالات اس نہج کو پہنچ گئے ہیں کہ خود Supreme Court نے 18 December, 2003 کو اپنے ایک فیصلے میں جو لکھا' وہ میں آپ کی اجازت سے سنا دیتا ہوں' یہ Supreme Court کا تین members bench تھا It examined notification which governs the leasing of a state land اور اس تین رکنی bench کی observations ہیں

"we have no hesitation in our mind after havinig an indepth evaluation of the said notification that it does not find mention for allocation, allotment, leasing of such available state land to the Armed Forces of Pakistan."

یہ Supreme Court کے تین رکنی bench کا فیصلہ ہے' 17th December, 2003 کا۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ اس فیصلے کے باوجود' اس فیصلے کے آنے کے بعد کس طرح plots اور زمینیں تقسیم کی گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! اس لئے میری گزارش یہ ہو گی کہ آپ Defence Budget جو بھی رکھیں' خدا کے لئے اس میں transparency پیدا کریں ورنہ جس طرح یہاں کہا گیا' اعتماد کا فقدان پیدا ہو گا اور دیکھیں کہ اس سال Defence Budget میں جو زیادتی کی گئی ہے' وہ 30 billion ہے' 30 billion روپے صرف اضافہ ہے جبکہ دوسری طرف agriculture, education اور صحت ان تمام کو ملا کر ان کی allocation 30 billion سے کم ہے' ان تمام کی allocation 30 billion سے کم اور military expendituresمیں جو اضافہ ہوا ہے' وہ 30 billion سے زیادہ ہے۔ ہمارے حکمران ترکی کی مثال دیتے ہیں' ہمارے حکمران اتاترک کی مثال دیتے ہیں۔ میں صرف اس کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا کہ ترکی میں اب latest کیا ہوا' یہ مثال بھی دی گئی ہے کہ ترکی میں بھی فوج کا اثر رسوخ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں

from this year Parliament in Turkey will be able to probe the Armed Forces Budget , this year spending on education exceeded that on defence , another first . Perhaps , more extraordinary than the changes themselves , perhaps more extraordinary than the changes themselves is that men in uniform have accepted those changes.

جناب چیئرمین ! میری یہ گزارش ہو گی to the men in uniforms کہ please accept those changes. Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ نے کہیں جانا ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: جی ہاں میں نے ایک سیمینار میں شرکت کرنی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے آپ بول لیں چونکہ آپ نے سیمینار میں جانا ہے۔

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Mr. Chairman, as my colleagues have already mentioned, my party is very supportive to the defence budget and we respect our Armed Forces and appreciate the valuable contributions.

لیکن جناب والا! بات .بجٹ اور ایک discipline کی ہو رہی ہے۔ بجٹ threshold ہوتے ہیں' priorities ہوتے ہیں۔ جیسے میں نے تین دن پہلے اپنی speech میں کہا کہ پچھلے تین سال کے historical trend سمجھ لیں کہ ہر سال defence کو ایک بجٹ دیا گیا' ایک threshold دیا گیا اور ہر سال اس نے threshold کو follow نہیں کیا۔ میں آپ کی اجازت سے 2002-3 ، کے نمبر 146 billion, budgeted تھا over budgeted ہوا 159.7 اور پھر 2003-4 2004-5, سال پچھلے اور allocated was 160.3,it was again over budgeted to 180.5 the budgeted item was 193.9 again over run by 216.3 اور جناب چیئرمین اس سال یہ بجٹ223.5 مانگا جا رہا ہے اور میں historical trends پر پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اس کو پھر over run یا over budgeted کر دیا جائے گا۔ جناب والا! بجٹ priorities کا ایک discipline ہے اور جب تک یہ budgetary controls پر transparency issue سامنے نہ آئے تو بہت مشکل ہوگا کہ ان thresholds کو control کیا جائے۔

جناب والا! ہمیں poverty alleviation programme کو support کرنے کے لئے fiscal space نکالنا ہے' یہ کہاں سے نکلے گا جبکہ آپ power utilities کے losses اور inefficiencies management کو 72 billion subsidy دے رہے ہیں۔' پچھلے سال آپ نے میڈیا میں major reports دیکھیں کہ defence کے context میں major anomalies ہیں' major problems ہیں' کوئی ان کے contracts کو challenge نہیں کر پا رہا۔ جناب والا! ایک طرف تو ہم 38 billion کا بجٹ military سے نکال کر civil expenditure میں لاتے ہیں لیکن دوسری طرف جب NAB اور accountability کی بات آتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ military پر apply نہیں ہوتا' even retiries پر بھی apply نہیں ہوتا۔

جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ نے poverty alleviation programme کو support کرنے کے لئے fiscal space بنانا ہے تو میری خواہش یہ ہوگی اور اسی historical pattern کے مطابق نمبر بتائے گئے ہیں کہ اس میں اگر کوئی capital expenditure ہے تو اس کی justification ہمیں نہیں کم از کم فنانس کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین تک کو بتا دی جائے تاکہ فنانس منسٹری میں کوئی تو discipline ہو، کوئی justification ہو لیکن اگر یہ خالی revenue over runs ہیں تو یہ اس کے جو بھی accountability processes ہیں اسے check کیا جائے۔

جناب والا! دو چیزیں اور میں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ بار بار governance کی بات کی جاتی ہے۔ Governance میں سب سے بڑا element transparency اور accountability کا ہے۔ اگر یہ pattern جاری رہا کہ صرف one line items حالانکہ Constitution کے Article 171 میں آڈیٹر جنرل پاکستان تمام numbers پر control رکھتا ہے، اس کو audit کرنے کا حق ہے اور وہ audit report نیشنل اسمبلی یا Parliamentarians کے سامنے آنی چاہیے۔ اگر اس میں کوئی sensitive information ہےتو ہم اس کی respect کرتے ہیں کہ اس کو hold کیا جائے لیکن باقی جو اخراجات ہیں ان کا پتا چلے کہ اس میں کتنے over runs ہیں، payments میں، salaries میں، epuipment یا دوسری چیزیں، یہ سامنے لائی جائیں۔

جناب والا! میں اسحاق ڈار کی motion کو fully support کرتا ہوں کہ 20 billion rupees کو slash کیا جائے اور جو پروگرام انہوں نے identify کئے ہیں ان کو support کیا جائے۔ ایک شعر کے ساتھ میں اپنے خیالات کو اختتام پذیر کرتا ہوں کہ

تازہ ہوا کے شوق میں اے پاسبانِ ملک
اتنے نہ در بناؤ کہ دیوار ہی گر پڑے

شکریہ۔

سینیٹر سید مراد علی شاہ: شکریہ جناب صدر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس دفعہ ہم نے یہ

propose کیا ہے کہ defence کا بجٹ کم کیا جائے جو پہلے ہی 84% بڑھا ہوا ہے۔ اس وقت ہم اس لئے کہتے ہیں کہ حکومت کے مطابق coalition میں ہم شامل ہیں۔ کوئی ایمرجنسی نہیں ہے اور حالات اچھے ہیں۔ اس لئے فوج کے اوپر اب اتنا صرف کرنا پہلے سے زیادہ، جب ہمارے حالات اچھے نہیں تھے، ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ---- ابھی اس کو شفاف بھی کرنا چاہیے تاکہ ہم لوگ سمجھ جائیں کہ جو پیسہ یہاں سے دیا جاتا ہے وہ کس طرح اور کہاں خرچ ہوتا ہے۔ ہمیں پہلے کشمیر کا مسئلہ تھا اب اس کا تقریباً تیاپانچا ہوگیا ہے۔ اب وہ تو ختم ہوگیا ہے۔ اس کے ساتھ ایڈوانی آیا اس نے قائداعظم کو secular بنایا اور two nation theory کو تباہ کیا ختم کیا اور ہماری حکومت نے اس پر چپ سادھ لی۔ اس طرح یہ مسئلہ بھی ہوگیا۔ اسی طرح من موہن سنگھ نے کارگل کی چوٹی پر یہ اعلان کر دیا کہ باؤنڈری میں کوئی ردوبدل نہیں ہوگا تو آخر کس چیز پر ہم بات چیت کریں گے جب وہ یہی اعلان کرتے ہیں کہ سرحدیں یہی رہیں گی اور اب آگے بات چیت کیسے رہے گی۔ ہماری فوج کا پہلے سے role defensive ہے مدافعانہ ہے، اس نے کبھی جارحانہ یا offensive نہیں لیا اس لئے ان کا خرچ ان سے کم ہونا چاہیے۔ ہمارا nuclear deterrent ہے۔ اس کے بعد بھی ہم یہی خرچ کر رہے ہیں تو اس خرچ کو اس غریب ملک کے لئے کم ہونا چاہیے۔ دوسرا ہمارا جو بڑھنے کی صلاحیت تھی وہ بھی حکومت نے ختم کردی اور انہوں نے deregulation on sovereignty اور as a surrogate state ہم نے رہنا ہے تو پھر اتنی بڑی luxury کی ضرورت نہیں رہے گی۔ luxury اور چیز ہے اور necessity اور چیز ہے۔ یہ رقم کیسے خرچ ہوتی ہے کہاں خرچ ہوتی ہے، کون خرچ کرتا ہے اس کا اس ایوان کو، اگر یہ sovereign ہے، کوئی پتہ نہیں، اس لئے اتنی بڑی رقم اگر قوم سے چھپا کر خرچ کی جاتی ہے تو قوم یہ اجازت نہیں دے سکتی کہ یہ رقم خرچ کی جائے اور اس کا کوئی پتا نہ چلے۔ ہماری فوج کا جو نعرہ ہے وہ ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ یہ بہت اچھا ہے لیکن اس نعرے کے باوجود ہمارے بڑے بڑے جرنیل صاحبان جب بات کرتے ہیں تو سورۃ انفال اور سورۃ توبہ کا ذکر sarcastically کرتے ہیں، تضحیک کے ساتھ کرتے ہیں کہ یہ لوگوں کو نہ سکھایا جائے۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ ابھی سٹیفن کوہل نے جس نے سرکاری طور پر آرمی کی تاریخ لکھی ہے اس نے بھی فوج کی کارکردگی کا کوئی اچھا تاثر نہیں دیا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں

جبکہ ہماری آرمی کا کوئی role باہر کی طرف نہیں ہے بلکہ اندر ہے، قوم کی طرف ہے تو اسے بیس ملین کی رقم کم کر کے جو مدیں ہم نے کہیں ہیں ان پر خرچ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب میں درخواست کرتا ہوں جناب ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی صاحب سے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

بجٹ ہے نیا اور چیئرمین بھی نیا

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں سیدھا ہو کر بیٹھ جاؤں۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی: بجٹ بھی نیا اور چیئرمین بھی نیا

بات ہوگئی ضرور لیکن انداز بھی نیا

جناب عزت مآب چیئرمین صاحب! بڑی مہربانی۔ ڈیفنس یا فوج کے متعلق عموماً باتیں ہوتی رہی ہیں اور میرے ساتھیوں نے بڑی اچھی بات کی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے، اس ایوان کے توسط سے، ان سپاہیوں کو جو میرے ملک کی سرحدوں پر ڈیوٹی دے رہے ہیں، سلام پیش کرتا ہوں۔ آگے تھوڑی سی گزارش یہ کرتا ہوں کہ ہم اپنے خون اور ہڈیوں کا رس بھی نکال کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور ہمیں ان فوجیوں اور شہیدوں پر فخر ہے لیکن بات جب شروع ہوتی ہے ان کی وجہ سے چند صاحبان مہم جو، ان لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ دو کھرب اور کچھ ارب روپے پاکستان کے اتنے بڑے بجٹ کا اتنا بڑا حجم ان فوجیوں کے لئے اگر رکھا جاتا تو مجھے بڑی خوشی ہوتی۔ لیکن یہ ان شہری بابوؤں کے لئے رکھا گیا ہے جس کی کوئی تک نہیں بنتی۔ میں اس چیز کا قائل ہوں، میرا جو سپاہی بے سرو سامانی میں، اندھیرے میں، پہاڑوں میں، بیابانوں میں، مٹی کے تودوں میں پڑا ہوا میرے ملک کی حفاظت کر رہا ہے میں اس کو دوبارہ سلام پیش کرتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جناب عالی! ہر چیز کی حد ہوتی ہے، احترام کی بھی حد ہوتی ہے، انصاف کی بھی حد ہوتی ہے۔ آپ نے اتنا بڑا بجٹ ان کے لئے رکھا ہوا۔ آپ مجھے بتائیں، جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں کہ ایران کے ساتھ ہماری دشمنی نہیں ہے، جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں کہ افغانستان کے ساتھ خیر خیریت ہے۔ جہاں

تک میں سمجھ سکا ہوں پنجاب یا ہندوستان وہاں بھی انشاء اللہ العزیز امن ہو جائے گا۔ چائنا بھی ہمارا دوست ہے مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی۔ اس کے مقابلے میں ان کے سکول کو دیکھیں، ان کے اداروں کو دیکھیں اور میرے سکول کو دیکھیں اور میرے اداروں کو دیکھیں، میں حیران ہوتا ہوں۔ میں سمجھ نہیں پا رہا کہ کیا کہوں۔ مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی۔ ہم نے جو بیس ملین کی تجویز دی ہے یہ بہت چھوٹی رقم ہے۔ اگر حقیقت میں یہ سکولوں پر، سڑکوں پر اور ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا جائے تو میرا یقین ہے کہ آج سے بیس سال پہلے جیسے فوج کی، فوج کے سپاہیوں کی عزت کی جاتی تھی وہی عزت ان کی لوٹ آئے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر فوجی ائرکنڈیشنڈ میں پکی سڑکوں پر رہتے ہیں تو میرے اس غریب عوام کا بھی حق ہے کہ وہ بھی ضرور اگر ائرکنڈیشن نہ ہو تو پنکھا تو لگا ہونا چاہیے۔ جناب میں آپ کو کیا بتاؤں کہ اس وقت آدھا ملک جس کو بلوچستان کہتے ہیں اس میں ہزاروں گاؤں میں بجلی نہیں ہے۔ ہزاروں گھروں میں گیس نہیں ہے۔ ہزاروں گاؤں میں پینے کا پانی نہیں ہے۔ ہزاروں گاؤں میں سکول نہیں ہے۔ اگر اس بیس ملین میں سے ہم پر کرم فرمائیں گے اگر آپ پندرہ ملین دے دیں گے تو ہمارا کام بن جائے گا اور ہم بڑھ چڑھ کر آپ کا ساتھ دیں گے۔ میرا بھی ایک خواب ہے اور میں بھی چاہتا ہوں کہ وہ خواب پورا ہو اور میری بھی خواہش ہے لیکن اللہ کرے اور آپ کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ رہیں۔ انشاء اللہ العزیز مجھے امید ہے کہ اب نیازی صاحب یا گورنمنٹ والے یہ نہیں کہیں گے کہ یہ بھی نہیں۔ اس کے متعلق میرا صرف یہ خواب ہے۔

خوبصورت مکان، خوب سیرت مکین
میرا یہ خواب ہے اے میرے ہمنشیں
میرا یہ خواب، تیرا اگر یہ خواب ہو جائے
پورا کردے اگر تو سب کہیں آفریں آفریں

شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ قاری محمد عبداللہ صاحب نہیں ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! میں اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ ٹھہر جائیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: اگر اس طرح اجازت دی تو پھر بہت سارے لوگ شروع ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے اصول کو قائم رکھا جائے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: اصول تو یہی ہے کہ سب نے بات کی ہے جو غیر حاضر تھا اس کی جگہ بھی بات کی ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تشریف رکھیں جی۔ ایک منٹ ہوگا ہی نہیں۔ آپ ضمانت دے دیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: صرف دو تین نکتے میں اٹھاؤں گا۔ جناب چیئرمین! دفاع کے حوالے سے میں اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کے تمام استدلال کی تائید کرتے ہوئے اس میں یہ اضافہ کروں گا کہ گزشتہ سال دفاع کے بجٹ کو 193 ارب روپے کو اس سال 216 ارب بنایا گیا۔ اس کا اگر آپ اندازہ لگائیں کہ اس سال کے 230 ارب یہ بن جائیں گے 250 ارب روپے۔ اس میں آپ چالیس ارب روپے پنشن کے جمع کریں اور 18 ارب ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے Public Safety Affairs کی مد میں رکھے ہیں۔ وہ بھی دراصل دفاعی بجٹ ہے تو یہ 308 ارب روپے کا بجٹ بنتا ہے۔ یہ بہت بڑا بوجھ ہے اور ہماری فوج اب فوج نہیں ہے یہ ایک کاروباری ادارہ ہے۔ جو فوج سینما کا کاروبار کرتی ہے، ٹول ٹیکس کا کاروبار کرتی ہے، یعنی وہ parks چلاتی ہو، ٹرانسپورٹ چلاتی ہو، سپرسٹور چلاتی ہو، یا بڑے بڑے ٹھیکے چلاتی ہو اس فوج نے اربوں روپے کمائے ہیں۔ اگر فوج کے ایک ادارے کی حیثیت سے اس کا بجٹ آڈٹ کے تابع نہیں ہے۔ جب ہم اس کا آڈٹ نہیں کرسکتے ہیں۔ ایک بار پارلیمنٹ کی کمیٹی بنی تھی۔ جناب محمود خان اچکزئی اس کےممبر تھے نہ جانے نوازشریف صاحب کے دور میں تھی یا بے نظیر صاحبہ کے دور میں۔ ان کے vehicles دیکھی گئیں آدھے سے زیادہ فوجی بھائیوں کی vehicles ناکارہ تھیں اور کاغذوں میں وہ موجود تھیں۔ ایسے حالات میں جب فوج اس ملک کی فوج نہیں ہے۔ ایک مسلط اور کاروباری ادارہ ہے۔ اب یہ اتنا طاقتور ہو گیا ہے کہ پورا اقتدار اس نے سنبھال لیا ہے۔ اس کو

ہم اپنے ووٹوں سے اپنے اختیار سے کیوں اتنا پیسہ دے رہے ہیں؟ کیا ہم یہ اس ملک کے ساتھ زیادتی نہیں کر رہے ہیں۔ میں اس میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس بجٹ کو اسی حد پر رکھا جائے جو گزشتہ سال ہم نے غلطی کی تھی۔ 193 ارب روپے جو ہم نے رکھے تھے۔ عزیز اللہ سانگڑی صاحب نے ٹھیک کہا ہندوستان کے ساتھ آپ سرنڈر ہو گئے، افغانستان میں آپ نہیں جاسکتے وہ زمانہ بھی گزر گیا، ایران کے خلاف آپ نہیں لڑ سکتے، چین آپ کا دوست ہے اب آپ کو ضرورت کیا ہے اتنا بڑا لشکر رکھنے کی۔ اس ملک پر رحم کیا جائے۔ جب آڈٹ سے بالا ہم کوئی رقم رکھتے ہیں تو وہی 193 ارب روپے رکھے جائیں یا جیسا کہ ہمارے ساتھیوں نے کم از کم تجویز کیا 20 billions کی۔ خدا را اس کو کاٹ کر جو مد تجویز کی گئی ہیں ان میں لگایا جائے۔ یہ ایک مہربانی ہوگی اس قوم کے لئے اور اس ملک کے لئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جنرل قاضی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ مہیم صاحب تشریف رکھیں سب اعتراض کررہے ہیں۔ اچھا آپ کس کی جگہ بولیں گے۔ please بیٹھ جائیں۔ جی۔

Senator Lt. Gen (Retd.) Javed Ashraf (Federal Minister for Education): Mr. Chairman, I am thankful to Dar Sahib and Prof. Khurshid Sahib for supporting a strong Defence for the country. And yet ironically they have also supported a cut, the cuts do not strengthen defence, they weaken defence.. Sir, defence provides the parameters within which a country develops, its economic power, its social sector and also its foreign policy because if you are weak as far as your defence is concerned, then even your foreign policy will be weak. Your economic power will also not be strong and your social sector will also be weak. Because in an environment of uncertainty, of fear, of insecurity none of the other sectors can develop.

Sir, the defence allocations are not made in vacuum. Defence allocations are made on a certain threat perception and you do not do these when the threat has actually materialized. What you take into account is a threat in being, a threat that exists. It does not have to materialize because if it has materialized and then you start preparing then you are too late. So, you prepare during peace time for what has to come when the war starts.

Now, the threat perceptions are based either on enemy's capabilities or intentions. If you base your threat perceptions on enemy's intentions, you can always go wrong because the intentions can change over night. Any enemy of yesterday, may be your friend today and vice versa. Therefore, the only sure methods of basing your defence is by judging an enemy's capability. So, when you formulate your hypothesis, you see what are the enemy's capabilities.

ہندوستان کے پاس کتنی فوج ہے، آرمی کتنی ہے، Air Force کتنی ہے، نیوی کتنی ہے۔
اب یہ کہا گیا کہ ہندوستان سے ہمیں threat نہیں ہے Sir, the threat is alive and existent. Threat میں کہاں کمی ہوئی ہے۔ ہندوستان نے کہیں پر اپنا کوئی ایک سپاہی بھی کم کیا ہے، کسی جگہ سے بھی اس نے اپنا ایک سپاہی withdraw کیا ہے۔ کسی issue پر بھی اس نے کچھ give in کیا ہے، بالکل نہیں۔ یہ تمام CBMs جو ہو رہے ہیں، trade بڑھ رہا ہے، ویزے دیئے جا رہے ہیں، لوگ آ رہے ہیں، جا رہے ہیں لیکن اگر آپ ان کا attitude دیکھیں۔ سیاچن پر مذاکرات ہوئے ہیں، انہوں نے ایک نکتہ بھی give in نہیں کیا بلکہ 1989 کی پوزیشن سے زیادہ hardened position کے ساتھ آیا۔ سرکریک پر انہوں نے کچھ give in نہیں کیا۔ کشمیر پر تو خیر بالکل ہی انہوں نے ابھی تک they have shown no flexibility whatsoever جب ان کا یہ attitude ہے تو پھر how can you lower your guard آج

آپ اپنا ڈیفنس کم کردیں thinking کہ چلیں ان کے ساتھ trade چل پڑی ہے' ان کے ساتھ بس چل رہی ہے اور ریل گاڑیاں چل رہی ہیں تو کل کو جب وہ attack کے لیے آئیں گے اس وقت آپ کے پاس اپنے defence کو build کرنے کا وقت نہیں ہوگا۔ اس لیے آپ enemy's capability دیکھ کر defence build کرتے ہیں۔ Enemy's capability جس پر میں تھوڑی دیر بعد میں آؤں گا' میں اس کا موازنہ کرکے آپ کو بتاؤں گا کہ ان کی کیا capabilities ہیں اور ہمیں کتنا minimum چاہیے اور کیا ہمارے پاس ہے' کچھ اعتراضات جو اٹھائے گئے ہیں پہلے میں ان کا جواب دینا چاہوں گا۔ یہ کہا گیا کہ ہمیں cut کرنا چاہیے۔ اتنی threat کے باوجود ہماری فوج نے دو سال پہلے پچاس ہزار فوجی آرمی میں سے cut کیے اور peak to tail ratio کو cut کیا جو کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ یہ اسی لیے cut possible ہوا کیونکہ انہوں نے اپنے nonproductive expenditures کو cut کیا اور یہ تمام جتنی کمی ہوئی fighting troops میں نہیں ہوئی' یہ service troops میں کی گئی تاکہ defence requirements کو بہتر طریقے سے meet کیا جائے۔

میرے ایک دوست ہیں جو defence کے بارے میں ہمیشہ disinformation پھیلا کر شاید پارٹی میں اپنی پوزیشن مضبوط کرتے ہیں یا پھر ملک میں اپنا نام پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ میں ہمیشہ defence کو criticize کرتا ہوں۔ میں کافی عرصے سے یہ چیزیں سن رہا ہوں جو disinformation وہ پھیلاتے ہیں۔ آج میں ان چیزوں کو clear کرنا چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے ان چیزوں کو پھر repeat کیا ہے۔ یہ impression دیا گیا کہ defence کا audit نہیں ہوتا۔ میں یہاں واضح کرتا ہوں کہ Auditor General of Pakistan defence کا مکمل audit کرتا ہے۔ Defence Audit ایک complete محکمہ ہے اور ہر تین مہینے کے بعد فوج کی ہر یونٹ کا audit ہوتا ہے اور سال کے بعد سب civilian auditors آتے ہیں' کوئی فوجی نہیں ہوتا' Auditor General کے آدمی ہوتے ہیں' پوری audit report بنتی ہے اور complete defence کے پیسوں کا audit ہوتا ہے۔ دوسری بات' کہا گیا کہ فوج خریدتی کیا ہے' وہ ہمیں پتا چلنا چاہیے۔ کوئی ملک اپنی procurement plans نہیں دیتا کیوں کہ procurement plans آپ کے intentions give out کرتی ہیں۔ آپ کی defence capabilities give

کرتی ہیں۔ اگر یہ بتا دیا جائے کہ ہم Anti Tank Rifles خرید رہے ہیں یا tanks خرید رہے out ہیں یا کس area میں ہم preparation کر رہے ہیں تو دشمن کو جو کام اس کی intelligence نے کرنا ہے، وہ تو آپ خود کر کے دے دیں گے۔ اس لیے کوئی بھی ملک اس قسم کی information نہیں دیتا۔ پھر یہ کہا گیا کہ جی پچھلے سال budgeted amount سے زیادہ خرچ کیا گیا۔ ہاں، خرچہ اس لیے کیا گیا کہ جب آپ پر سے sanctions اٹھائی گئیں تو پاکستان نے جلدی کر کے critical spares جن کی sanctions کی وجہ سے ہمیں shortage تھی کہ آپ کے C130 تک ground ہو رہے تھے، وہ سب purchase کیے گئے۔ جب اس قسم کی emergency میں آپ purchases کرتے ہیں تو پھر گورنمنٹ additional allocations کرتی ہے۔ وہ additional allocations کی گئیں جس کا آپ نے کہا کہ جی additional خرچہ کیا گیا۔

پھر کہتے ہیں کہ Defence کا پیسہ بڑھایا گیا اور ڈار صاحب نے جس طرح فرمایا کہ ہماری حکومت میں کم تھا اب زیادہ ہوا لیکن یہ نہ بھولیے کہ اس وقت ڈالر کا کیا rate تھا اور باہر سے جو آپ purchases کرتے ہیں تو وہ dollars میں ہوتی ہیں۔ اگر آپ نے کوئی purchase کرنی ہے تو جب آپ dollars میں convert کرتے ہیں تو آپ کو اتنا rupee cover بھی چاہیے اور وہ rupee cover بڑھے گا، کم نہیں ہو گا۔ اس کے بعد یہ کہا گیا کہ defence budget continuously بڑھتا گیا یہ بھی غلط ہے۔ 1999 کے بعد Defence کا بجٹ تین سال تک frozen رہا۔ اس کے باوجود کہ ہندوستان کی جانب سے Defence کا بجٹ بڑھتا رہا ہے اور continuously بڑھ رہا ہے۔ ہر سال وہ جو increase کرتے ہیں وہ ہمارے total defence budget کے برابر ہوتی ہے۔ ہم اتنی increase تو نہیں کر سکتے لیکن آپ نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ آپ کا دشمن کیا کر رہا ہے۔ آپ ایک vacuum میں exist نہیں کر رہے۔ آپ ایک certain environment میں exist کر رہے ہیں۔ آپ ایک certain neighbourhood میں exist کر رہے ہیں۔ آپ اپنے neighbours نہیں بدل سکتے۔ اگر ہمارے پاس بھی یہ facility ہوتی کہ ہم neighbour بدل لیں تو شاید ہم بھی اٹھ کر زیادہ peaceful area میں چلے جاتے لیکن جغرافیہ نہیں بدلا جا سکتا۔

پھر یہ کہا گیا کہ جی ترکی میں یہ ہو گیا اور ترکی میں وہ ہو گیا۔ ترکی کا threat perception بدل چکا ہے۔ سویت یونین جب as a threat exist کرتا تھا ترکی کے ساتھ تو ترکی کا بجٹ بھی open نہیں ہوتا تھا۔ ترکی کی procurement بھی نہیں بتائی جاتی تھی اور ترکی میں بھی defence کا بجٹ maximum ان کے بجٹ میں count کرتا تھا لیکن جب سویت یونین کی demise ہو گئی، ترکی کا threat ختم ہو گیا تو ترکی نے اپنا defence budget accordingly reduce کیا۔ خدا کرے کل کو ہمارا threat بھی ختم ہو جائے یا ہمارے ہندوستان سے issues resolve ہو جائیں یا سویت یونین کی طرح ہندوستان بھی break up ہو جائے پھر آپ بھی ترکی کی طرح بیشک اپنا defence open کریں، کم کریں، پیسہ allocate کریں۔

اس کے بعد کہا گیا کہ جی accountability میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ defence sourcesمیں تیس سال پہلے double entry system اسحاق ڈار صاحب اس چیز کو سمجھیں گے، introduce کیا گیا اور وہ double entry system کی accounting introduce ہوئی جو کہ آپ کے civil bureaucracy میں اور civil sector میں ابھی بھی نہیں ہے اور باقاعدہ اس چیز کا audit اور double entry system کے اوپر accounts maintain ہوتے ہیں۔

اس کے بعد کہا گیا کہ جی فوج نے اکاڑہ میں tenants کی land occupy کر لی۔ وہ tenants کا land نہیں تھا، وہ پنجاب حکومت نے آرمی کو lease دیا تھا اور آگے آرمی کا مضارعوں کے ساتھ جھگڑا ہے۔ یہ کہنا کہ وہ tenants کا land تھا یہ بالکل غلط ہے۔ یہ کہا گیا کہ فوج کے ادارے ہیں جیسے FWO اور NLC ان کو ٹھیکے بغیر tender دیے جاتے ہیں۔ میں categorically بتانا چاہتا ہوں کہ وہ دور گزر چکا ہے۔ مشرف صاحب کی حکومت آنے کے بعد یہ order issue ہوئے کہ تمام ٹھیکے tendering کے ساتھ دیے جائیں گے اور FWO بعض tender lose کرتی ہے۔ اب ان کو as a right tender نہیں ملتا لیکن کچھ ایسے areas ہیں جہاں پر کوئی اور نہیں جانا چاہتا جیسے Northern Areas کوئی اور civil نہیں جانا چاہتا کیوں کہ وہاں زندگی کا threat ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضا بھائی۔

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Don't interrupt me. Please let me speak, sit down. Don't interrupt me. Sit down.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Please be calm. General Sahib please address the Chair. Don't address him.

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: اب یہ کہا گیا کہ جی فوج نے اتنے کارخانے بنائے، پہلی بات یہ ہے کہ یہ کارخانے اور فیکٹریاں فوجی فاؤنڈیشن نے بنائی ہیں۔ فوجی فاؤنڈیشن کے بارے میں آج یہاں بالکل clear کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر Defence budget کا ایک پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔ فوجی فاؤنڈیشن form ہوئی تھی اس British پیسے کے ساتھ جو انہوں نے soldiers کے لئے دیا تھا جنہوں نے دوسری جنگ عظیم میں اپنی جانیں British کے لئے دی تھیں۔ انہوں نے یہ پیسہ دیا تھا آزادی کے وقت انڈیا اور پاکستان کو۔ اس پیسے کے ساتھ دونوں ملکوں میں فاؤنڈیشنز قائم ہوئیں۔ یہ فاؤنڈیشن اس پیسے کے ساتھ ترقی کرتی ہوئی اس مقام پر پہنچی ہے۔ Defence budget سے ایک پیسہ بھی فوجی فاؤنڈیشن میں نہ لگتا ہے اور نہ جاتا ہے۔ اسی لئے وہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے۔ یہ انہوں نے اپنی محنت کی وجہ سے وسیع بنایا ہے۔ اگر فیکٹریاں بنائی ہیں تو ملک کو روزگار بھی دیا ہے۔ ملک کی economic ترقی میں انہوں نے حصہ لیا ہے تو میرے خیال میں بجائے شاباش دینے کے ان پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

اس کے بعد یہ کہا گیا کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹیز قائم ہوئی ہیں۔ Yes. قائم ہوئی ہیں۔ میرے خیال میں اگر آج ڈیفنس کراچی یا ڈیفنس لاہور میں چلے جائیں تو فوجیوں کے برابر وہاں سویلین بھی رہ رہے ہیں۔ Sir یہ تمام land purchase کرکے ploting کی گئی ہے۔ اس میں فوج کی زمین نہیں ہوتی۔ یہ سول سے purchase کی جاتی ہے۔ پھر پلاٹ بنا کر اس کو کسی بھی ہاؤسنگ سوسائٹی کی طرح سے دیا جاتا ہے۔ فوج کو غلط طریقے سے بدنام کیا جاتا ہے۔ میں جناب!

ان چیزوں کے بعد صرف انڈیا اور پاکستان پر آنا چاہتا ہوں اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیوں یہ Defence بجٹ ضروری ہے۔ جب آپ balance دیکھتے ہیں دونوں ملکوں کے درمیان تو آرمی میں 1/3 ہے' ائرفورس میں 1/4 ہے اور نیوی میں 1/6 ہو چکا ہے۔ جناب! صرف یہ نہیں ہے۔ Point is کہ technically ائرفورس اور نیوی میں ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں کیونکہ ہمارے اوپر ban لگا رہا اور ان کو روس سے equipment ملتا رہا۔ ہمیں نہیں مل سکا۔ اب آج کل کے زمانے میں ائر فورس ایک بڑا vital factor ہو گیا ہے۔ اگر آپ ائرفورس کو ان کے مقابلے میں نہیں لا سکیں گے تو آپ کی آرمی بھی move نہیں کر سکے گی۔ آرمی میں جو minimum deterrence آپ کو چاہیے ہوتا ہے وہ 1/3 ہے لیکن ائر فورس اور نیوی desperately need this money تاکہ وہ اپنی capability کو build کریں ورنہ کیا ہوگا کہ ائرفورس آپ کو move نہیں کرنے دے گی۔ کارگل کے اوپر ہم بات کرتے ہیں۔ کارگل میں آرمی کو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ آرمی نے تو land occupy کرکے رکھی ہوئی تھی لیکن جب انڈیا نے اپنی ائرفورس use کی تو آپ کے پاس وہ ہتھیار نہیں تھا جو اس کی ائرفورس کو counter کرتا۔ So آپ کو ایک بہت بڑا disadvantage تھا۔ اگر آپ نیوی کے اوپر آج پیسہ خرچ نہیں کرتے تو آپ کا کل economic blockage ہو جائے گا۔ پاکستان جنگ میں economically نقصان اٹھائے گا۔ صرف وہی نہیں ہوگا بلکہ آپ کی پٹرول سپلائی بھی بند ہو جائے گی۔ آپ پٹرول میں sufficient ملک نہیں ہیں' آپ deficient ہیں۔ اگر آپ کے پاس پٹرول نہیں آئے گا تو ملک کا پہیہ جام ہو جائے گا اور آپ کی ٹانگیں کٹ جائیں گی۔ ٹانگیں کٹوا کر نہ ملک چل سکتا ہے اور نہ فوج چل سکتی ہے۔ اس لئے آپ کو نیوی چاہیے۔

جناب! جب تک انڈیا کا threat اور threat means capability, جب تک انڈیا کی capability کم نہیں ہوتی ہے یہ سمجھ لینا کہ ہمیں انڈیا سے threat کم ہو گیا ہے' کچھ political leaders نے دونوں اطراف سے statements بھی دیئے ہیں' بہت بڑی misunderstanding ہوگی۔ اگر ہم نے اپنے defence کو ان understanding کے اوپر hurt کیا تو میرے خیال میں پھر تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اس لئے جناب! میں یہ سمجھتا ہوں جوکہ minimum deterrence required experts نے calculate کیا ہے' ہم

یہاں experts نہیں بیٹھے ہوئے ہیں' experts نے جو calculate کیا ہے وہ ہمیں defence کے لئے چاہیے ورنہ یہ یاد رکھیں کہ کوئی بھی کمزور کی اس دنیا میں عزت نہیں کرتا۔ کمزور کو ہر کوئی کھانے کو پڑتا ہے۔ Thank you sir.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، کسی کے خلاف کوئی بات نہیں ہوئی۔

Senator Mian Raza Rabbani: The way he has insinuated, sir, it was very obvious. Kindly give him a right of personal explanation.

Mr. Presiding Officer: There is no end to it, as you know Mr. Raza. I am with you but as I said earlier.

بابر صاحب I will give you other chance please یہی باتیں آپ کر لینا۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: آپ کا حکم ہم مانتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں ہے لیکن جناب چیئرمین! یہاں یہ الزام لگایا گیا کہ فوج کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ایک systematic campaign of disinformation کا ' یہ بہت ضروری ہے کہ اس کی وضاحت کی جائے ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بابر بھائی اس سے الزامی گفتگو شروع ہو جائے گی۔ جواب الجواب کی بات تو نہیں ہو رہی۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! اگر یہ بات ہوئی اور یہ کہا جا رہا ہے - چیئرمین صاحب! اتنا تو دل گردہ ہونا چاہیے کہ اگر آپ الزام لگاتے ہیں کہ disinformation ہے یا فوج کو بدنام کیا جا رہا ہے -------

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اب جانے دیں آپ۔ اب میری مان لیں---

سینیٹر میاں رضا ربانی: یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ یہ ایک systematic campaign ہے یا تو آپ اس کو expunge کر دیں۔ اگر آپ اس کو expunge نہیں کرتے then he has the right to say something.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: رضا بھائی پلیز۔

Senator Mian Raza Rabbani: Of course, he has no right to defend himself. I am talking to the Chair. You address the Chair. Don't talk to me like this.

Senator Farhat Ullah Babar: I have the right.

Senator Mian Raza Rabbani: Of course, he has a right. What right are you talking about. You want to bulldoze everything.

Mr. Presiding Officer: Mr. Raza, please.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, either you expunge those remarks, because this is a very serious allegation. Tomorrow, as you are a lawyer by profession, if this is taken to the court of law, the proceedings of this House, it will be said that he let it go, unrebutted and you know what the Supreme Court has observed on it.

Mr. Presiding Officer: Mr. Raza, there is no such thing in it. You know it, I know it. Proceedings cannot go to the court of law.

Senator Mian Raza Rabbani: Therefore give him a right. If you don't give him a right then expunge that.

Senator Farhat Ullah Babar: Mr. Chairman, sir, I did not take any name.

Senator Mian Raza Rabbani: But the inference was evident from that.

Mr. Presiding Officer: Rabbani Sahib, I would not even annoy you to expunge comment which I think are not so offensive. I would not need your suggestion.

لیکن چونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ ایسی بات ہوئی نہیں ہے جیسے ہم کہیں کہ expunge کیا جائے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Then give him a right of personal explanation.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پھر ایسا کریں کہ بیٹھ کر آپ وضع کر لیں۔ آپ آرام سے بیٹھیں، بیٹھیں، یہ بھی بیٹھ جائیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔ ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ میں بات کر رہا تھا۔ مجھے اجازت دے دیں Can I have your permission میں یہ کہہ رہا تھا کہ چونکہ ہم نے وضع کیا ہے کہ ہم اس طریقے سے چلیں گے۔ کئی دفعہ بات ہو جاتی ہے you feel offended and want to retort straight away. لیکن چونکہ ہم ایک procedure کے مطابق چل رہے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ کو دوبارہ کئی موقعے ملیں گے آپ دل کی بھڑاس دب کر نکالیں۔ ابھی آپ چلنے دیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے کہ آپ کا reaction record پر آ گیا ہے۔ آپ کا ردعمل بھی آ گیا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! آپ مہربانی سے ----

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی: رضا محمد ایک منٹ، رضا محمد ایک منٹ، ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضا محمد رضا نے رضا ربانی کا کیس کمزور کر دیا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! جتنی دیر یہ تمام بحث ہوئی ہے۔ اتنی دیر میں فرحت اللہ اپنا point of personal explanation کر بھی چکا ہوتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں بالکل آپ کے ساتھ ہوں۔ but draw a line, OK what pattern do you want me to follow. وضع کر دیں میں آپ کے ساتھ ہوں آپ اس debate کا pattern وضع کر دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ نے pattern تو already وضع کر دیا ہے۔ جب یہاں پر NAB پر بات ہوئی تو وزیر پارلیمانی امور نے جواب دیا۔ اس کے بعد چونکہ ان کی جماعت کے بارے میں بات کی گئی تھی تو بابر غوری صاحب نے کھڑے ہو کر اپنی explanation دی تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بابر غوری صاحب نے بات کی تھی and you know why he got up. آپ اسے بیچ میں نہ لائیں کیونکہ ان کا کہنا تھا۔۔۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ طریقہ کار وضع کرنے کی بات کر رہے ہیں لیکن طریقہ کار تو آپ نے خود وضع کر دیا ہے۔ جب آپ نے ادھر ایک right of explanation دیا ہے تو آپ یہ ادھر right of explanation کیوں نہیں دے رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جواب الجواب کی گنجائش نہیں ہے، صرف جواب کی گنجائش ہے۔ اب یہ جواب الجواب دینا چاہتے ہیں alright you determined کہ ہر بات پر جواب الجواب ہو گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! جواب الجواب کی تو بات ہی نہیں ہو رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اور کیا ہو رہا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! honourable Minister جنہوں نے اس بات کا جواب دیا ہے اگر وہ

on the facts of the matter without insinuation, the matter would have not been required a reply. Since, he has insinuated therefore, it becomes necessary that he replies and you kindly give him a right of reply that will be the end of the matter.

Mr. Presiding Officer: Let us not get retired. You and I know it that right of a reply and right of replication are two different things. Right of reply is somebody's right. Right of replication is of course granted by the authority and if it is reckoned, that right of replication is not there, nor

needed and I think it is not needed.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I do not know how you are drawing the line between replication and the right to reply. I do not know how you are drawing that line, I am sorry. Sir, I am talking about procedure and under the rules, he has a right to reply.

(Interruption)

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! اب ایک Ruling آ گئی ہے۔ مہربانی کرکے Ruling کا احترام فرمائیے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب والا! Ruling کیا آ گئی ہے۔ This is not fair. If you want to bulldoze through this session then go ahead and do it.

Mr. Presiding Officer: You know that I am not bulldozing.

Senator Mian Raza Rabbani: Then give him the right of reply. You have already given that right to that side, how can you have double standards and say that I will not give it on this side.

Mr. Presiding Officer: If it is a right of reply, I will be the last man to withhold it. Right of reply is the basic right.

Senator Mian Raza Rabbani: Then, how are you differentiating between the two?

Mr. Presiding Officer: I suppose that we all know what is replication.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب والا! یہ جواب الجواب کہاں ہے؟

not at all. He has made an accusation. The Honourable Minister has made an accusation and that accusation is being replied to.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: یہ آپ کیسے کر سکتے ہیں یا کیوں کر سکتے ہیں۔

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am putting it to you that an accusation has been made and it is our right to make a reply to that accusation.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چیئرمین صاحب! ایسے کرتے ہیں کہ وزیر صاحب clarify کر دیں کہ he did not mean to make any allegation against any individual and it was a general statement.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں! ٹھیک ہے۔

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, I did not name anybody in my speech.

(Interruption)

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, let the honourable Minister clarify that he did not mean anybody in his speech.

Senator Mian Raza Rabbani: There is a clear allegation and with an insinuation...

(Interruption)

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir let the Honourable Minister make a clarification that he did not mean any allegation with the individual speaker.

Mr. Presiding Officer: Fair enough.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, I did not mean to make any accusation but what I said can be seen from the record of the

past .....

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. I now proceed to put recommendation before the House.

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب والا! میں بھی اپوزیشن کے ساتھ Eyes کہتا ہوں۔

(اس موقع پر اپوزیشن کی طرف سے ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! آپ انہیں کہہ دیں کہ یہ اب Opposition کی seats پر جا کر بیٹھ جائیں۔ یہ اب یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔ He can not sit over here. یہ اب ادھر جا کر بیٹھیں۔ آپ اس پر ruling دیں کہ یہ یہاں اب نہیں بیٹھ سکتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ please.

سینیٹر کامل علی آغا: اب ہم انہیں اس طرف نہیں بیٹھنے دیں گے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: I will come to your objection please. Half a minute.

(Recommendations were rejected)

Mr. Presiding Officer: Agha Sahib.

Senator Kamil Ali Agha: So many times it happened

ابھی چار دن پہلے جب اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا تو مہیم خان بلوچ نے بھی ان کے ساتھ واک آؤٹ کیا اور یہ ہمیشہ violate کرتے ہیں اور Treasury benches پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ ان کو حکم دیا جائے Chair کی طرف سے کہ یہ اپوزیشن کی بنچوں پر بیٹھیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گلشن سعید صاحبہ۔

Senator Mian Raza Rabbani: He is a Chief Whip and he can not make this request from the floor of the House. Anyway, if they want

him to come to us, we will welcome him on the opposition benches.

Mr. Presiding Officer: Please follow the procedure.

(interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: He has intention to change his benches.

(interruption)

سینیٹر گلشن سعید: میں مہیم خان بلوچ صاحب کی یہ بات محسوس کرتی ہوں کہ ہمیشہ یہ لابی میں بیٹھتے ہیں، حکومت کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور جب بھی کوئی اس طرح کا قصہ ہوتا ہے یہ ان کے ساتھ مل جاتے ہیں تو ادھر ہی جاکے بیٹھ جائیں پھر ان کو یہاں آنے کی ضرورت کیا ہے۔ ان کی demands ہم پوری نہیں کر سکتے۔ یہ black-mailing کر رہے ہیں۔ دراصل میں ہاؤس کو یہ بات بتانا چاہ رہی ہوں کہ یہ black-mailing کر رہے ہیں۔ یہ وزیر بننا چاہتے ہیں۔ ان کی اور بھی بڑی demands ہیں۔ وہ ہم پوری نہیں کریں گے۔ انہوں نے بیٹھنا ہے تو ادھر جاکے بیٹھ جائیں اور آپ ان کو کہیں کہ جائیں یہاں سے کیونکہ وہ یہاں بیٹھنے کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ وہیں بیٹھ کے حق ادا کریں۔

Mr. Presiding Officer: Wasim Sajjad Sahib, can we have your views?

Senator Wasim Sajjad: We will deal with it. It is our own matter. I think we should proceed with our business.

Mr. Presiding Officer: Now we will come to the next item. This is Item No. 8. Mian Raza Rabbani Sahib, Prof. Khurshid Ahmad Sahib, please move the motion.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی میں move کرتا ہوں۔

Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move that the

Senate recommends to the National Assembly that the proposed budget allocation for National Security Council be reduced by 29 million and saving of 29 million be transferred to Poverty Alleviation Programmes.

Mr. Presiding Officer: Is recommendation opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Yes sir.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: چلیں جی' پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا جناب چیئرمین۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں سب سے پہلے اس بات پر اپنے دکھ کا ظہار کروں گا کہ اس ایوان میں اختلاف بڑے مثبت انداز میں ہو رہا تھا اور ہم نے' ہم سے میری مراد صرف اپوزیشن نہیں بلکہ حکومتی بنچ بھی ہیں۔ سب نے مل کر ایک دوسرے کے لئے احترام اور accommodation کا مظاہر کیا ہے اور میرے خیال سے Senate کی یہ خصوصیت ہے' ہمیں اس کو برقرار رکھنا چاہیے۔ اس میں دو باتیں ایسی ہوئی ہیں کہ میں صرف تقصیر کی خاطر ایک جملے میں ادا کروں گا' ایک یہ کہ وزیر محترم کو کسی کو کبھی بھی indentify نہیں کرنا چاہیے اور دوسری بات یہ ہے کہ party کے discipline کے جو ضروری معاملات ہیں' انہیں ایوان میں discuss نہیں کیا جاتا' انہیں party میں discuss کیا جاتا ہے اور اس کے بعد چیئرمین کو مطلع کیا جاتا ہے' ہم اچھی مثال قائم کریں' بری مثال قائم نہ کریں۔

جہاں تک معاملہ Security Council کا ہے' ہماری position اس پر واضح ہے' ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں دستوری ادارے Cabinet, National Assembly, Senate ان کی committees ہیں اور پھر Cabinet کی Defence Committee ہے۔

(اس موقع ایوان میں اذان عصر سنائی دی)

جناب چیئرمین! بات کو جاری رکھتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس ملک میں دستوری' قانونی اور انتظامی تینوں ادارے موجود ہیں اور وہ ادارے اگر اپنی' اپنی ذمہ داریوں کو صحیح' صحیح ادا کریں تو ہماری نگاہ میں کسی National Security Council کی ضرورت نہیں

ہے۔ جس طرح وہ بنی میں اس تعریف میں نہیں جاؤں گا، میں اس وقت صرف دو تین باتیں کہوں گا، پہلی بات یہ کہ اگر ہم یہ مان لیں کہ وہ ایک act کے تحت ادارہ بنا ہے۔ وہ ہماری نگاہ میں، وہ دستور کی letter and spirit کے خلاف ہے اور اس قسم کا کوئی ادارہ جس میں sitting جنرل Joint Chief کا Head اور تینوں سربراہ، اس کے member کے طور پر ہوں، ہماری نگاہ میں وہ جمہوریت کی letter and spirit کے خلاف ہے۔ میں concede کر دیتا ہوں for human sake کہ اب یہ ادارہ موجود ہے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اس کو security کے لئے بنایا گیا ہے لیکن ہوا کیا ہے، مہنگائی کا مسئلہ ہے، local government. آپ صدر صاحب کے بیانات اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ Security Council ان معاملات کو address کر رہی ہے جو اس کا کام ہے ہی نہیں اور اگر اسے فی الحقیقت Security Council کا کام کرنا تھا تو جس طرح ہندوستان میں ہے، America میں ہے جو دوسرے ممالک میں ہے کہ وہ تحقیق کا کام کریں، threat perception کو متعین کریں۔ Moving threat situation اس کو evaluate کریں اور کرنے کے بعد پھر political leadership کو brief کریں، یہ اس کا کام ہے۔ یہ کام دور و نزدیک کہیں نہیں ہو رہا، کیا ہو رہا ہے، میں یہ ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ Security Council جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ گو لوگوں کی وفاداریاں حاصل کر لیں، حتیٰ کہ local bodies کے انتخابات، کسے ناظم ہونا ہے، کسے ناظم نہیں ہونا، کونسی پارٹی ان کے ساتھ ملے، یہ وہ معاملات ہیں جن میں وہ ملوث ہے۔ اس طرح ہم سمجھتے ہیں کہ نیشنل سیکورٹی کونسل ایک غیردستوری، supra constitutional ادارہ ہے۔ نمبردو حقیقی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے دستور، قانون اور انتظامی اعتبار سے ادارے موجود ہیں، اس کی ضرورت نہیں یہ redundant ہے۔ تیسری چیز جس طرح وہ بنا وہ غلط ہے۔ چوتھی چیز حدود میں آنے کے بعد اس نے سیکورٹی کے معاملات کو تعرض نہیں کیا ہے بلکہ وہ ان معاملات پر توجہ مرکوز کر رہی ہے جو اس کا business نہیں ہے اور میں یہ concrete مثالیں دے رہا ہوں کہ لوکل باڈیز، مہنگائی یہ وہ معاملات ہیں جن کے بارے میں انہوں نے گفتگو کی ہے بیانات اور ہدایات جاری کی ہیں۔

میں یہ کہوں گا کہ اگر آپ قانون کو پڑھیں تو اس قانون میں ایک عجیب و غریب چیز ہے، یہ ایک advisory ادارہ ہے اور یہ اپنی سفارشات پارلیمنٹ میں بھیجے گی for

implementation مجھے بتایا جائے کہ بننے کے بعد سے آج تک اس ادارے نے کوئی ایک recommendation پارلیمنٹ کو بھیجی؛ جو اس کی قانونی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایڈوائیزری ادارہ ہے اور ایڈوائیزری ادارہ اپنی recommendations بھیجے گا to the Parliament for implementation اگر اس نے ایک بھی سفارش اس زمانے میں پارلیمنٹ کو نہیں بھیجی تو اس کا معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری میں fail رہی ہے اور ساتھ ہی آخری بات یہ کہ اس کا سٹاف سیاسی کھیل کھیل رہاہے، جوڑنے کا اور بانٹنے کا، گورنمنٹ کی پارٹی کے اندر بھی اور سرکاری پارٹی کے اندر بھی اور خاص کر لوکل باڈیز میں۔ اب نوبت اس حد تک پہنچ چکی ہے اس بنا پر ہماری تجویز ہے کہ اس کے بجٹ کو cut کیا جائے تاکہ اس کو وارننگ ملے کہ اگر اس نے operate کرنا بھی ہے تو اپنے framework میں کرے اور اس سے باہر نہ جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Next speaker اسحاق ڈار صاحب۔ پہلے رضا ربانی صاحب بات کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اگر ان کا نام نہیں ہے تو یہ نہیں بول سکتے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میرا نام اس میں نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضا ربانی صاحب باہر ہیں۔ سردار مہتاب احمد خان۔

سینیٹر سردار مہتاب احمد: جناب والا! پروفیسر خورشید صاحب کی جو motion ہے I fully support the motion اس ملک میں جب بھی dictators آئے انہوں نے ہمیشہ اس ملک کے آئینی اور قانونی اداروں کو نظرانداز کرکے ان کو پس پشت ڈال کر اپنی طویل عرصے کی حکمرانی کی بنیاد رکھنے کے لئے ایسے ادارے بنانے کی کوششیں کیں کہ جس سے وہ آئین اور پارلیمنٹ سے بالاتر ہو کر اس ملک کے بارے میں فیصلے اپنی مرضی سے کرتے رہیں۔

یہ نیشنل سیکورٹی کونسل کا ادارہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اس آئین کی نہ صرف خلاف ورزی ہے بلکہ پاکستان کے آئین، پارلیمنٹ اور عوام کی توہین ہے۔ جب اس ملک میں آئینی اور دستوری طور پر وہ تمام ادارے اور راستے موجود ہیں جہاں پر قومی اور ملکی اہمیت کے فیصلے کرنے کی، جس میں کیبنٹ، پارلیمنٹ اور جس میں Council of Common Interest شامل ہے، اس طرح کے

تمام اداروں کی موجودگی میں supra constitutional body نہ صرف غیرضروری ہے بلکہ اس ملک میں دائمی طور پر فوجی حکمرانی کی ابتدا ہے۔ اس لئے ہم اس کی اصولی طور پر سخت مخالفت کرتے ہیں اور اس کے لئے جو 29 ملین روپے رکھے گئے ہیں ان کو منتقل کرکے poverty alleviation کے پروگرام میں شامل کئے جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ اب میں درخواست کروں گا جناب لیاقت علی بنگزئی صاحب سے کہ وہ اپنا مائک خود استعمال کریں۔ We can't help you beyond this.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے پتا نہیں کہ یہ بٹن کہاں سے دبتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ اپنا مائک ساتھ لے کر آیا کریں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (درود) جناب چیئرمین! پوری دنیا کے نقشے پر اگر ہم ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو چند ایک ممالک میں نیشنل سیکورٹی کونسل نام کی ہمیں کوئی چڑیا نظر آتی ہے ان میں ایک امریکہ ہے، دوسرا انڈیا ہے اور ایک یا دو افریقہ کے بھی ممالک شامل ہیں۔ مگر جہاں یہ اپنا وجود رکھتا ہے جناب چیئرمین! وہ سیاسی امور کے حوالے سے نہیں ہے بلکہ اس نیشنل سیکورٹی کونسل کو وہاں exist کرنے کے لیے جب یہ خیال ان کے ذہن میں آیا تو اس وقت دنیا جنگ عظیم دوئم کے بحران سے یا تو تازہ تازہ نکل چکی تھی یا کچھ ممالک اس کی زد میں تھے۔

جناب چیئرمین! کیونکہ فوج کسی بھی ملک کی جغرافیائی سرحدات کے تحفظ کی ضامن ہوتی ہے اور زمانہ جنگ میں اس کی اہمیت دوچند ہوجاتی ہے لیکن زمانہ امن میں بھی اسے حالت جنگ میں رکھنے کی training دی جاتی ہے۔ جناب چیئرمین! crises management کے حوالے سے ہم اس کی افادیت اور اہمیت سے انکار نہیں کرتے، یہ ضرور ہونی چاہیے۔ نیشنل سیکورٹی کونسل ایک بڑی اچھی چیز ہے لیکن صرف اور صرف اس کا جو کردار ہے اس کا تعین جنگ کے حوالے سے ہو، امن کے حوالے سے نہ ہو اور اسے خالصتاً دفاعی معاملات پر اپنی توجہ مرکوز رکھنی چاہیے اور جو بھی اقدامات اٹھانے چاہئیں اسی دائرہ کار میں رہتے ہوئے اور اسی ایک pattern میں اپنا

system چلاتے رہیں۔

اول تو جناب چیئرمین، امریکہ میں ابھی حال ہی میں، جس کا میرے کسی دوست نے بڑے اچھے موقع پر اظہار خیال بھی کیا، جنرل مائک۔ اسے سینیٹ میں طلب کیا جاتا ہے اور اس سے پورے ملک کی دفاعی نوعیت کے حوالے سے اراکین کانگریس اور سینیٹ پوچھتے ہیں اور وہ ان کو جواب دے کر ان کو مطمئن کردیتا ہے۔ اب دوسری طرف ہمارے ملک میں نیشنل سیکورٹی کونسل کی صدارت، جس کی صدارت منتخب اداروں کے نمائندوں کو کرنی چاہیے، وہاں فوج کے حاضر جنرل کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ منتخب ادارے جن کے Executives صوبائی وزراء اعلیٰ ہوتے ہیں، قائد حزب اختلاف ہوتا ہے، قومی اسمبلی کا سپیکر ہوتا ہے اور جناب چیئرمین! آپ یہاں تشریف رکھتے ہیں، ایک ایسے جمہوری ادارے سے جن کا تعلق ہے جنہیں عوام منتخب کرکے اپنے خیالات اور جذبات کی ترجمانی کے لیے یہاں بھیجتے ہیں، ان کو اگر ایک حاضر سروس جنرل dictate کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان سے زیادہ ادارے کی بے توقیری اور بے عزتی اور کوئی نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین اگر کبھی کسی جمہوری ملک میں، نیشنل سیکورٹی کونسل کے اراکین اپنی فوج کے کسی سربراہ کو وہاں پر بلا کر ان سے تبادلہ خیالات کرتے ہیں تو بھی اپنے دفاعی نقطہ نظر کے حوالے سے، اس حوالے سے نہیں کہ ان کے ہاتھ میں سیاسی ایجنڈا تھما دیا جائے۔ اب ہمارے نیشنل سیکورٹی کونسل میں فوج کے سربراہان کے علاوہ چیف آف دی جائنٹ سٹاف کو بلایا جا سکتا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک جمہوری ملک میں ہماری عزت اور وقار کو بڑھانے کی بجائے اس میں منتخب اداروں کی توہین کے زمرے میں یہ اقدامات تصور کئے جائیں گے۔

اب ہماری فوج کی ذمہ داری logical طور پر ایک منطقی نتیجہ نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کی جائے۔ جبکہ دوسری سمت پارلیمنٹ کی ذمہ داری نظریاتی سرحدوں کا تحفظ قرار دیا گیا ہے۔ اب جہاں نظریاتی سرحدات کے تحفظ کی بات ہو، وہاں جغرافیائی سرحدات کے محافظین کو لا کر بٹھایا اور جہاں جغرافیائی سرحدات کے تعین کی حکمت عملی کی بات ہو وہاں ہم پارلیمنٹ کو لے کر جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں طرف سے ظلم کر رہے ہیں کیونکہ جس کا پیشہ ہے وہ اسی کو راس آتا ہے البتہ آپس میں صلاح ومشورہ ضرور ہونا

چاہیے لیکن صدارت اس عوامی نمائندے کو دینا چاہیے۔ جس طرح فوجی حکمت عملی طے کرتے وقت صدارت کسی منتخب نمائندے کو نہیں دے سکتے اسی طرح جغرافیائی سرحدات کے تحفظ کے لئے فوج اور نظریاتی تحفظ کے لئے ہمیں پارلیمنٹ کو بروئے کار لانا چاہیے۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے گنگا الٹی بہتی ہے۔ جو کام جس کو کرنا ہے اس سے وہ کام نہیں لیا جاتا۔ جس سے جو کام لینا ہے اسے ہم کھڈے لائن لگا دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو نیشنل سیکورٹی کونسل جس کی سرے سے کوئی logic ہی نہیں بن رہی ہم نے اس کے لئے جو پیسے رکھے ہیں۔ اول تو میں اپنے دوستوں سے یہ کہہ رہا تھا کہ ان تمام پیسوں کی کٹوتی کی جائے لیکن چونکہ انہوں نے کہا کہ یہ دو سو ملین ہیں تو میں نے کہا کہ چلو ٹھیک ہے۔ ہمیں اپنے ملک سیاسی، معاشی، معاشرتی، سماجی اور مذہبی نیز دیگر dimensions کے حوالے سے غور و فکر کے لئے جو فورم مہیا کیا گیا ہے وہ یہی پارلیمنٹ ہے۔ بدقسمتی سے پارلیمنٹ کو by pass کر کے نیشنل سیکورٹی کونسل کو ان سب کے اوپر بٹھا دیا گیا۔ جس کا نہ تو کوئی آئینی جواز ہے اور نہ اخلاقی جواز ہے۔ ہم اپنی فوج کو جو کہ یقیناً ہماری سرحدات کے محافظین ہوتے ہیں، قوم کے خون پسینے کی کمائی سے تنخواہیں اور مراعات دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس لئے نہیں کہ پھر ہمیں ان کی زیرصدارت ہمیں پالیسیاں دی جائیں، ہمیں dictation دی جائے کہ یوں کرنا ہے، یوں کرنا ہے، یوں کرنا ہے۔ بنیادی طور پر ہمیشہ میرا یہی مطالبہ رہا ہے کہ ہمیں پارلیمنٹ کو سب سے زیادہ فوقیت دینی چاہیے۔

Mr. Presiding Officer: Please try to conclude.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: بالکل میں ابھی ختم کرنے والا ہوں۔ چنانچہ اس کٹ موشن کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس رقم سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بیس ملین روپے جو کہ غربت مٹاؤ پروگرام کی تجویز پیش کی ہے وہاں پر صرف کئے جائیں اور لوگوں کے لئے بجلی، سڑک، گیس، پانی اور دوسری utilities کے حوالے سے جتنے بھی مدات آتی ہیں ان پر خرچ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت مہربانی۔ آپ تو نہیں بولیں گے اس پر۔ There is item No.8 جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! جہاں تک نیشنل سیکورٹی کونسل کا تعلق ہے تو یہ دنیا میں دو حیثیتوں میں بہت سارے ممالک میں پائی جاتی ہے اور تمام براعظموں میں یہ موجود ہے چاہے وہ یورپ ہو' امریکہ ہو یا far East ہو۔ Constitutionally یا under law اب بات یہ ہے کہ کیا یہ supra-constitutional body ہے؟ قطعاً نہیں۔ یہ Act of Parliament کے تحت یہاں پاکستان میں بنائی گئی ہے اور یہ consultative body ہے۔ اگر انہوں نے اس کو گہرائی تک نہیں پڑھا تو مجھے افسوس ہے کہ یہ consultative body ہونے کے باوجود اس کی requirement ہے to make recommendations that shall be made to the National Assembly or the Senate اور اس کے بعد حتمی فیصلے کا اختیار ان معزز ایوانوں کو حاصل ہے اور even those recommendations shall be given to the sitting government اس کے معنی یہ ہوئے کہ supremacy of the Parliament has been established, that has not been violated at all نہ یہ supra-constitutional ہے نہ یہ supra-Parliament ہے نہ یہ supra-Cabinet ہے اور تینوں حوالوں سے یہ اس کو گہرائی تک پڑھتے لیکن معزز اراکین نے اس کو پڑھنے کی کوشش ہی نہیں کی یا اس کو اس scenario کے حوالے سے دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ جہاں تک اس میں crises management کا تعلق ہے جو اس کے فرائض میں ہے' ان حوالوں سے یہ سفارشات مرتب کریں اور معزز ایوانوں کو بھیجیں' یہاں سے فیصلہ کرائیں۔ اب crises management کو بحرانی کیفیت کا نام دیتے ہیں۔ اس بحران میں دو چیزیں آتی ہیں۔ ایک امن کے حوالے سے' ملک کے دفاع کے حوالے سے اور دوسرا حوالہ ہے معاشی crises management جو بڑا wild word ہے اس میں وہ تمام بحرانی کیفیات شامل ہیں جو ایک ملک میں ہوسکتی ہیں امن کے حوالے سے یا معاشیات کے حوالے سے یا کسی اور حوالے سے جیسے ہم war on terror سے گزر رہے ہیں یا ہماری مساجد محفوظ نہیں ہیں' ہماری امام بارگاہیں محفوظ نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مل بیٹھنا بہتر ہوتا ہے۔ چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ اس کے ممبر ہیں اس کے علاوہ دونوں معزز ایوانوں سینیٹ اور قومی اسمبلی کے چیئرمین اور سپیکر پھر قائد حزب اختلاف بھی اس میں

شامل ہیں۔ وزیراعظم اس میں شامل ہے۔ ایک بات مجھے یہاں بالکل سمجھ نہیں آئی۔ It is not required سیدھی بات یہ ہے-------

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ڈار صاحب !بات سمجھنے کی کوشش کریں تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ قائد حزب اختلاف' قائدایوان اس میں شامل ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: رضا صاحب حامی بھریں' ان کو ممبر بنالیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اس پر بڑی باتیں ہوئی ہیں۔ تین چار نکات اٹھائے گئے ہیں۔ میں by name نہیں کہنا چاہتا۔ Don't camouflage it. لوگوں کو mis-conceive کرنے کے لئے یہاں باتیں کی گئی ہیں۔

It is not supra constitutional, it is not superior to the Parliament, it is not bypassing the Cabinet, it does not range upon any constitutional and legal parameters, thereby it is a legal forum, consultative forum and it is for the betterment of the country. Just proposals are being framed by them so far.

اگر ایسی صورتحال نہیں آئی------

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں آئی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں بہرہ نہیں ہوں۔ بات یہ ہے کہ which will be a part and parcel and will be the requirement to be sent to either of the House, that must be sent to.... ابھی ایسی صورتحال نہیں۔ تجزیہ ہوا ہے لیکن ایسی صورتحال نہیں ہے' لہذا میری گزارش ہے کہ اس recommendation کو reject فرمائیں۔

Mr. Presiding Officer: Now, I put the recommendation to the

House.

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer: The recommendation is rejected.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں اسی لیے خاموش تھا کہ میں دیکھنا چاہ رہا تھا کہ وزیر حضرات اس بجٹ اور Constitution سے کتنے واقف ہیں۔ President Secretariat کے بارے میں جو موقف اختیار کیا گیا، میں نے اس کی تائید کی کہ دستور یہ کہتا ہے کہ charged expenditure پر voting نہیں ہو سکتی۔ ان لوگوں کو یہ بھی پتا نہیں ہے National Security Council بھی بجٹ کے اندر President House کے اندر as a charged expenditure ہے لیکن آپ یہ issue نہیں اٹھا سکے اور آپ نے voting کروا دی۔ یہ سب illegal ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔ آئندہ اس پر voting نہیں ہونی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آئندہ voting نہیں ہوگی۔ I request Mr. Muhammad Ishaq Dar to move the motion.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman sir, I beg to move that Senate of Pakistan may recommend to National Assembly of Pakistan that the proposed budget allocation for the Ministry of Interior be reduced by 500 million and the savings of 500 million rupees may be transferred to Poverty Alleviation Programme.

Senator Dr. Shehzad Wasim (Minister of State for Interior): Opposed sir.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman sir, I would

restrict myself to just a few items.

جناب ہمارے پاس دوسری چیزیں تھیں۔

Thanks to the Treasury Benches and the Government, just a shortwhile ago we got the copy of Supplementary Demands for Grants and appropriation. It will facilitate our point that why we have proposed a reduction in the Ministry of Interior, if they were doing a wonderful job, I am sure the honourable Minister who has just joined the Cabinet is putting very good efforts. But sir, on ground the law and order situation, the general problem, we are all aware about that sir. This morning you saw what happened to an MPA and Mukhtaran Bibi. They are just spending here and there, on items which, I am sure, are in the national interest. Sir, they can probably save a lot of money. I would like to substantiate my statement, this is not a sweeping statement, since I have the benefit of this book which has just been circulated two minutes ago. Let me sir, draw the attention of the honourable members of this House. Sir, on various items of expenditure 2004-2005 which shows the trend of expenditure in the Interior Ministry. Sir, for example last year, for the general public service out of the allocation of 448.347 million, they have spent 891.49 million, almost double sir. They will be coming, obviously, this House is not empowered or not authorized to approve the budget overall and there is a basic fundamental flaw because the budget which we approve, when I draw the attention of the Leader of the House and honourable Anwar Bhinder and other people who deal with the legal aspects of the budget, sir this is very fundamental flaw that if the budget

is presented in the lower House, budget is then sent here and laid in the Senate and then we study that budget and then we make our recommendations, right, whatever we recommend either rejected or approved by the National Assembly, but sir the supplementary grants, there is a small book which was circulated with the budget document called budget in brief and when I mentioned that a number of items have been over-run, many people would not believe including honourable Leader of the House. He came to me this morning that Asfandyar Wali has said

27 لاکھ کی وہ Treadmill and ECG machine کہاں ہے۔ مجھے دکھاؤ اس pink book میں۔

Obviously, I said that if you can get hold of this supplementary demand because that pink book is a complexed exercise. It would take sometime to explain. Sir, now even that point has been clarified at page 13 of this book, the honourable Leader of the House can see that the government itself is admitting that they are representing an expenditure on purchase of one ECG machine and one Cardiac Treadmil machine 27 lac rupees and then it goes on sir, that the freight service charges of Mercedes Benz car 9 lacs 54 thousand and charges 33.214 million, but nobody knows which charges. One can assume it is to purchase, probably the basic car's freight, for Mercedese unless it was gifted by another country. The freight paid by the Prime Minister Secretariat out of its expenditure which has resulted in the over run, that is a separate story. Sir, now I take back my colleagues to page 71

میں نے عرض کیا کہ دیکھیں 448.347 million کی جو actual expenditure 891.491

million ہوا ہے اس کے اوپر۔

Mr. Chairman, that we have nowhere in the system. This House has been deprived of all this what I call mini budget throughout the year. When you surrender under spent from various ministries and you over spent in various ministries, sir the existing procedure lacks and I repeat lacks to cover, to give and afford an opportunity to this House, the Members of this august House to go through and give comments.

So, I would draw your attention to the next item of expenditure sir, for example the public order safety-wear, sir the original allocation, the original grant for last year when we were presented documents was one billion five hundred ninty million zero seventy three thousand (1,590,073,000), sir its actual expenditure is one billion nine hundred fourteen million 9 hundred five thousand (1,914,905,000). There is an over run of expenditure three hundred twenty four million, Eight thirty two million.

Now sir, the next item, I draw your kind attention, I will skip

جہاں وہ reasonable ہے مثلاً 5 بلین کے against ا گر 108 million ہے

I will ignore that but let me draw your attention sir, to a very important item here, six hundred sixty two million, two hundred and eighty three million was originally allocated and approved by the Parliament for other expenditure of Interior Division. Sir, you will be shocked to learn, the actual expenditure against six hundred sixty two million, two billion nine hundred forty four million and seven thousand. Sir, imagine it is almost 460% to 500% increase and sir, you will be, I would say upset or I am sure everybody in this House, against six hundred sixty two million, the actual

expenditure is 2.944 billion and the overrun two billion two hundred and eighty one thousand seven hundred twenty four thousand or 2.281 billion.

جناب! اس دو ارب دو سو اکیاسی ملین یعنی دو ارب اٹھائیس کروڑ میں سے

I would like to share with my honourable colleagues of this House that two billion twenty three million

یعنی دو ارب اور دو کروڑ بتیس لاکھ

has been spent and the government is confessing my statement. I am glad. I spoke in this House and the people probably did not believe me and now this book is available. I had to do all that accounting exercise, government has admitted, my statement stands ratified and confirmed by this book which has been just circulated few minutes ago.

دو ارب اور دو کروڑ اکتیس لاکھ بچانوے ہزار روپیہ جناب!

represents expenditure on security arrangements for VIPs.

جناب والا! یہ غریب ملک ہے۔ اس پر خدا کے لیے رحم کریں۔ جناب! ہم نے بڑی symbolic cut اس میں کی ہے۔

I think if one holds to the conscience, I am sure every Member in this House would like to make some symbolic cut in this Ministry of Interior and we have only proposed half a billion(five hundred million).

اور کہاں کہہ رہے ہیں کہ لیں، یہ نہیں کہہ رہے کہ اس کو ختم کر دیں۔ کہہ رہے ہیں کہ اس کو ختم کر کے اپنے poverty alleviation programme میں مہربانی کر کے اس کو re-allocate کر دیں۔ جناب! میری گزارش ہے کہ اس پر treasury benches ہمارا ساتھ دے۔

It is only a recommendation. It should not be treated as a cut motion or defeat of the government. They have already agreed with us sir, on 58

joint consensus recommendations. Since we failed to convince.

This book is full of the mini - دیا ہے item کا آپ کو ایک 2 billion میں نے

budgets of this country where the total amount of various technical

100 جناب grants. Let me kindly draw your attention. It is very important.

And sir the token - ہیں total technical supplementary grants کی billion

supplementary جو foreign aid آجاتی ہے اس کے

against sir, that is 919 thousand and the regular supplementary grant, where we must worry a lot. Sir, that is 78 billion 439 million and that is what this book represents sir. I would beg to request the honourable members of this House. Sir, it will not be a cut motion, it will not be a defeat of the Government. Sir, it is not a cut motion at all, as we all know. It is only that we have the time to have consensus on the recommendations and if the honourable members of the whole House like there have been a consensus with 58 recommendations. Let it be 59 sir, and let's include a symbolic cut in the Interior Ministry for only half a billion to be spent for poverty alleviation programmes. Thank you Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔
جناب چیئرمین! میں اس موضوع پر بات ذرا زیادہ کرنا چاہتا تھا لیکن کچھ میری طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اس بجٹ میں Ministry of Interior 16.529 billion کے لئے رکھا گیا ہے۔ ان میں Interior Division کے لئے تو 11 million ہیں لیکن آپ آگے بڑھیں تو Civil Armed Forces کے لئے 7.02 billion ہے۔ Frontier Constabulary کے لئے 1. 53 billion اور Rangers کے لئے 3.78 billion ہے لیکن اس سے بھی زیادہ مجھے shock

اور حیرانگی جس چیز پر ہوئی وہ یہ ہے کہ اگر آپ پاکستان کا سوشل ڈویلپمنٹ کا پروگرام دیکھیں تو مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ سوشل ڈویلپمنٹ جس کا مقصد پرائمری ایجوکیشن تھا، ہیلتھ تھا اور environment تھا وہاں بھی Interior Division 6.58 billion کے لئے رکھا گیا ہے۔ حالت کیا ہے؟ صرف آپ کو یاد دلاؤں گا کہ اسی ایوان میں میرے سوال کے جواب میں Interior Minister نے بتایا تھا کہ پچھلے 5 glorious اور shining سالوں میں 538971 major crimes ہوئے ہیں۔ اس میں سے جن کو charge کیا جا چکا ہے وہ hardly 11% ہے۔ اگر آپ کی پولیس کی یہ کارکردگی ہے، اتنے serious crimes ہو رہے ہیں اور صرف ۱۱ فیصد کو charge کیا جا سکا ہے۔ جو سرکاری اعداد و شمار دیئے گئے ہیں تو کیا یہ کارکردگی اس بات کا تقاضا نہیں کرتی کہ Interior Division کے اوپر cut لگایا جائے اس کا حساب کیا جائے، اس کو جو پیسہ دیا جا رہا ہے اور جو کام اس کے ذمے ہے اس کا حساب لیا جائے کہ وہ پیسہ کہاں جا رہا ہے۔ Law and Order کی صورتحال یہ ہے کہ کراچی میں 400 thefts ہر مہینے ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر فیڈرل کیپیٹل کے بارے میں 2004 کی جو figures ہمارے سامنے آئی ہیں وہ یہ ہیں۔ یہ اسلام آباد جو پاکستان کا سب سے sensitive city ہے۔ 534 murders, 381 rapes, 123 kidnappings, 9 highway robberies, 678 car liftings, 1265 thefts اور 18 child abuse یہ صرف اسلام آباد میں اور وہ بھی صرف ایک سال کا ہے۔ اگر یہ ہے آپ کی کارکردگی تو پھر ہم Interior Ministry پر حساب نہ کریں تو کس پر کریں۔ ابھی میرے دوست لطیف کھوسہ صاحب ایک واقعہ بتا رہے تھے کہ ایک وکیل کے گھر پر ڈاکہ پڑا اور ڈاکوں جو تھے خاصہ اپنے آپ کو hide کئے ہوئے تھے لیکن ان میں سے ایک نے وکیل کو پہچان لیا۔ پہچاننے کے بعد اس نے کہا کہ جناب آپ نے تو ہمارا کیس لڑا تھا۔ ہمیں بہت دکھ ہے کہ ہم آپ کے گھر پر آئے۔ جو بھی سامان ہم نے لوٹا تھا وہ ہم آپ کو واپس کر رہے ہیں لیکن اس میں سے صرف ۵۰ ہزار ہمیں دے دیجئے اس لئے کہ باہر جو پولیس والا کھڑا ہے اسے ہم نے دینے ہیں۔ یہ آپ کی پولیس کا چہرہ ہے۔ یہ آپ کی security کا حال ہے۔ آج کراچی سے لے کر خیبر تک ہر شخص پریشان ہے اور آپ دیکھیں کہ پرائیویٹ سیکورٹی فورسز کی کیا position ہے اور کس طرح ہمیں اپنی ذاتی سیکورٹی کے لیے خود انتظام کرنا پڑ رہا ہے۔ فوج اگر دفاع کے لیے

ہے تو Interior Ministry انٹرنل سکیورٹی کے لیے ہے۔ اتنا خرچ دینے کے بعد بھی اگر آپ سکیورٹی کا کام نہیں کر سکتے ہیں۔ نہ ہائی ویز، نہ موٹر ویز، نہ شہر، نہ بنک، ہر روز بنک لوٹے جا رہے ہیں۔ کوئی چیز safe نہیں ہے تو پھر آپ کو کیوں اتنا بجٹ دیا جائے۔ آپ کی کارکردگی اتنی خراب، اتنی افسوسناک اپنے مقاصد میں کس طریقے سے یہ ناکام رہے ہیں تو ہم سب کو مل کر کم از کم ایک token walk cut کرنا چاہیئے تاکہ ہم یہ message دے سکیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، عبداللہ ریاڑ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ: شکریہ جناب چیئرمین! میں سوچ رہا تھا کہ میں اس ایشو پر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بولوں کہ نا بولوں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ: بہت بولوں مگر شروع کہاں سے کروں۔ جناب! شیرپاؤ صاحب اور

the young talented Minister of Ministry of Interior are very dear to me. I have a lot of regard and respect for talented team of the Interior Ministry. But unfortunately,

جب میں اپنے آپ کو حیدر آباد کی اس گلی اور کوچے میں بیٹھ کر Interior Ministry کی اس allocations کو دیکھتا ہوں تو میں سوچتا ہوں کہ میرے اس MPA زاھد بھرگڑی کا کیا قصور تھا جس کو اٹھا کر خاندان سے دور کر دیا اور ابھی تک ان کے whereabouts بھی نہیں بتائے گئے۔ میں کراچی کی گلیوں میں جب اپنے آپ کو رکھتا ہوں اور یہ دیکھتا ہوں کہ KFC میں چھ زندہ لاشیں جس طرح سے چلی گئیں، جس طرح ان روشن بوٹوں سے ایک شہری کے اوپر تشدد کیا گیا تو میں ان رینجرز کو خاردار بوٹوں اور وردی کی armour purchase کے لیے further allocations enhance کروں تو جواب میں نفی کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔ اگر میں تھوڑا سا آگے چلوں اوباڑہ بارڈر پر میں سوچتا ہوں کہ جس طرح 14/15 اپریل کی رات کو سکیورٹی فورسز نے ہزاروں کارکنوں کو ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں آنے سے روک دیا اور ان پر تشدد کیا گیا تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ میں اس کا جواب نفی میں دوں۔ جب میں چلتا ہوا ملتان کی

گلیوں میں آتا ہوں اور مختاراں مائی کے ساتھ ہونے والے واقعات کو ذہن میں لاتا ہوں تو
میرے ذہن میں وہی سوال اٹھتا ہے کہ اس کی نفی ہی ہونی چاہیے۔ میں لاہور میں ۱۶ اپریل کے
واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں جس طرح بکتر بند گاڑیاں اور تشدد سے پرآمیز attitude
of the Security Forces تو میرا جواب نفی میں ہی آتا ہے۔ جب میں ایک شہری کی حیثیت
سے دیکھتا ہوں کہ میرے بچے کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں، جب میں ایک شہری کی حیثیت
سے دیکھتا ہوں کہ مجھے دوائی کھانے کے لیے میرا مہینے کا جو نسخہ ہے۔ وہ میں آدھا کرکے کھاتا
ہوں کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں، جب میں دیکھتا ہوں کہ میرے بچے کو تعلیمی ادارے میں
جانے کے لیے tuition کی ضروریات میسر نہیں، جب میں دیکھتا ہوں کہ میں صحت مند نہیں میں
تعلیم یافتہ نہیں، میں کمزور ہوں اور جب میں کمزور ہوں تو میں بیروز گار ہوں، جب میں بیروز گار
ہوں تو میں غریب ترین ہوں جب میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں تو poverty alleviation
کے لیے ان فنڈز کو مختص کرنے کے لیے میرا جواب loudly yes ہو جاتا ہے۔ چلتا آتا ہوں
بلوچستان میں سوئی میں، ڈیرہ بگٹی میں تو میرے ذہن میں یہی سوالات آتے ہیں کہ ان رینجرز کو،
ان Frontier Constabulary کو، ان سکیورٹی apparatus کو میں کس طرح سے further
strengthen کروں جو میرے ساتھ، میرے عوام کے ساتھ اس طرح کا تشدد کرتے رہے ہیں۔
بلوچستان میں صدر صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ دس ہزار لوکل کو ریکروٹ کیا جائے گا۔ ابھی تک

Ministry of Interior has failed to bring them to the security system.

Ministry of Interior was supposed to cover the border between

Afghanistan and Pakistan 1900 km 650 check posts establish کرنی تھیں
اور گزشتہ بجٹ کی allocations میں وہ 150 بھی نہیں کر سکے اور چار ارب روپیہ خرچ کر چکے
ہیں۔ ان تمام situations کے باوجود ہزاروں اور لاکھوں روپے صرف Mercedes fleet
کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اور luxury items کے لئے utilize کئے جا رہے ہیں۔

I strongly oppose allocation up to 6.50 billion. I strongly defend the argument of transferring this very negligible amount of 500 million back to the Poverty Alleviation Fund.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: جناب والا!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا نام list میں نہیں ہے۔ متین شاہ صاحب، آپ بات کریں۔

سینیٹر متین شاہ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ملک میں امن و امان کے حوالے سے جس تشویش اور خدشے کا ذکر میں اکثرو بیشتر کرتا رہتا ہوں، آج وہ اس ہاؤس کے سامنے حرف بحرف صحیح اور درست ثابت ہو رہا ہے۔ جناب اربوں روپوں کے بجٹ میں تخصیص کرنے کے باوجود چوری، ڈاکہ، قتل و غارت گری کا بازار جس انداز میں روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، وہ سب کے سامنے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض پیسوں کے ضائع کرنے کے مترادف ہی نہیں بلکہ جرائم اور اس شرح کو بڑھانے کے لئے بھی جلتی پر تیل کا کام دے رہا ہے۔ اصل مسئلہ سازوسامان و دیگر وسائل کی فراوانی نہیں بلکہ قانون کی حکمرانی ہے۔ جناب والا! اگر ہمارے ملک میں قانون کی حکمرانی کو مضبوط کیا جائے تو پورے ملک میں امن ہوگا۔ اس کی ایک مثال میں سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک کی دے سکتا ہوں کہ وہاں پر قانون کی چھوٹی سی چھڑی سے تمام جرائم ختم ہوئے اور اسے سامنے رکھ کر ہم بہتر فیصلے کر سکتے ہیں۔ کیا واقعی ہماری وزارت داخلہ کو اس قدر بجٹ کی ضرورت ہے؟ جناب والا! یہاں جتنا بجٹ بڑھتا ہے، ملکی امن و امان اسی قدر زیادہ بگڑتا جا رہا ہے۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ اس practice کو ختم کرکے قانون کی حکمرانی پر زور دیا جائے اور پانچ سو ملین روپے میری cut motion کو منظور کرکے غربت مٹانے اور غربت کم کرنے کے لئے دئیے جائیں۔

Mr. Presiding Officer: Now, I put the recommendation to the House. Sorry, we have to hear the Minister.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب والا! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ممبران صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب والا! میں تین باتوں کا جواب دینا چاہوں گا۔ مجھے خوشی ہے کہ honourable Member نے جتنے allegations لگائے ہیں، وہ خود یہ prove کرتے ہیں کہ اس وقت

پولیس اور دیگر law enforcement agencies میں improvement کی ضرورت ہے۔ جناب والا! جو budget allocations ہوتی ہیں، یہ کسی department کو انعام کی صورت میں نہیں دی جاتی ہیں It is not a candy which is presented to some departments, that well, you have performed well. بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ کون سے departments ہیں جن میں مزید improvement کی ضرورت ہے۔ اس لئے ان کی requirements کو پورا کرنے کے لئے بجٹ allocations کی جاتی ہیں۔

جناب والا! یہاں پر اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ آج ملک کو جو challenges درپیش ہیں، ان میں internal security شاید سرفہرست ہے۔ جناب والا! یہ law and order کی صورت حال آج سے خراب نہیں ہے بلکہ ہم جانتے ہیں کہ اس کے پیچھے کیا محرکات ہیں اور کب سے یہ سلسلہ چلتا آرہا ہے۔ ایک خصوصی چیز جو دیکھنے میں آئی تھی، وہ یہ ہے کہ جب ہم دونوں چیزوں کو سامنے رکھ کر دیکھتے ہیں تو ہمارے سامنے terrorism کے حوالے سے جو درپیش challenges تھے، انہوں نے general crimes کو further complicate کیا۔

جناب والا! ایک اور چیز جس کی طرف میں اشارہ کرنا چاہوں گا کہ وزارت داخلہ کی اپنے meager resources میں رہتے ہوئے performances گزشتہ حکومتوں سے بہتر رہی ہے۔ جتنے بھی بڑے بڑے واقعات ہوئے ہیں بالآخر مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا ہے۔ اب prevention کی طرف زیادہ زور دیا گیا ہے۔ آج جس طرح دنیا ترقی کر رہی ہے اسی طرح crime کی دنیا میں بھی بڑی پیش رفت ہوئی ہے۔ ہمیں اپنی law enforcing agencies کو modernize کرنا ہے، ان کی capacity building کرنی ہے، ان کو اس level پر لے کر آنا ہے جس پر جا کر ہم ان کا بہتر طریقے سے مقابلہ کر سکیں۔

میں ہاؤس سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو internal security کے معاملات ہیں، law and order کے جو معاملات ہیں ان کا تعلق صرف حکومت کے ساتھ یا اپوزیشن کے ساتھ نہیں ہے۔ اس کا تعلق ہم سب کی زندگیوں کے ساتھ ہے، اس کا تعلق پاکستان کی معیشت کے ساتھ ہے، اس کا تعلق foreign investment کے ساتھ ہے، اس کا تعلق پاکستان کے image کے ساتھ ہے۔ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اور میری House سے گزارش ہوگی کہ وہ cut

motion کو oppose کریں۔

Mr. Presiding Officer: Now, I will put the motion to vote.

(The recommendation was rejected)

Mr. Presiding Officer: Now, we proceed on to item No. 10, Mr. Muhammad Enver Baig, who would move his recommendation.

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman, I beg to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the proposed budget allocation to the Ministry of Information and Broadcasting to be reduced by 200 million and savings of 200 million be transferred to poverty alleviation programmes.

Mr. Presiding Officer: Is there any opposition of this recommendation?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Opposed.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اچھا جی It is opposed. جی انور صاحب۔

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, As far as the Ministry of Information is concerned, I feel that during the last budget what has the Ministry of Information and Broadcasting done for the image building of Pakistan. Today, if you go to the international media, every second day there is an article against Pakistan with respect to Dr. A. Q. Khan, Terrorism and other areas. I would like to know from the Ministry of Information and Broadcasting what have they done when the "Washington Post" carried a cartoon, when they branded this nation as a dog. What have they done? What are the Press Attachees in various

capitals of the world doing, as far as image building of this nation is concerned.

Mr. Chairman, when we see press reports about a lady, Mukhtaran Mai, the Lady who has been gang raped and has been put on ECL, what kind of image the international medias are going to carry? Today, when international media all over the world exploited the news as far as Mukhtaran Mai is concerned, then another gang rape victim, Dr. Shazia. Sir, what kind of image are we projecting into the international press. Sir, is this the way the Ministry of Information is carrying out their business. You go to any of the western country's websites, Mr. Chairman, and the reports and the advice to their citizen is not to visit Pakistan.

Now, is this what the Ministry of Information is doing. Sir, we have a very eminent former Information Minister on the other side of the aisle, Mr. Mushahid Hussain. Why doesn't the government use his services. He has done a wonderful job for Mr. Nawaz Sharif when he was Information Minister for him. Why can't he put in that energy for this government in building of this image of Pakistan. He is an excellent man for this job and I think, they should use his services and then Mr. Chairman, the Government has hired one young lady who was running question time Pakistan on BBC in the Prime Minister Secretariat for image building. I would like to know from the Prime Minister Secretariat, what has she done? Then another honourable Senator whose daughter is employed with ISPR, I mean, this all image building of Pakistan, what have they done. Sir, I think, this is total waste of Government's funds, people

are dying as my colleague has said. Sir, I have not finished, I will just take a couple of minutes, sir, bear with me, thanks. People are dying because of the scarcity of clean drinking water, people are dying because of health care, people have not got education in this country and we are spending crores and crores of rupees on the security of so-called public representatives of this country. Sir, it is matter of shame and disgrace. Sir, I would like the Information Ministry to place before this House, the secret funds which are used as to give *"lifafas"* to some journalists. Is this money being used for that? Sir, I think, this is total wasteful expenditure, this money should be transferred to the poor of Pakistan. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Dr. Kausar Firdaus sahiba.

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ Minister of Information and Broadcasting اسلامی جمہوریہ پاکستان جو نظریاتی مملکت ہے اور جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آخری نبی ہیں اور جن کا mission یہ تھا جو قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ---(تلاوت)--- کہ تم وہ بہترین گروپ ہو the best group جو تمام انسانیت کے لئے نکالا گیا ہے اور کرنا کیا تھا، مقصد کیا تھا کہ تم بھلائی کی ترغیب دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ Ministry of Information and Broadcasting ایک ذریعہ تھی جس کی ذریعے سے یہ کام کیا جاتا، میں سمجھتی ہوں کہ آئینی طور پر بھی یہ اس کی ذمہ داری بنتی تھی۔ اس میں جو کرنا تھا کہ قرآن و سنت کے جو احکامات ہیں، ان سے آگاہی دی جاتی، عمل کے لئے ترغیب دی جاتی اور برائیوں سے اجتناب کا داعیہ پیدا ہوتا۔ جناب! میں PTV کے حوالے سے ہی زیادہ بات کرنا چاہوں گی اور یہ درست ہے کہ وہاں پر قرآن پاک کی تجوید ہے، ترجمہ ہے اور ساتھ نعت بھی ہے، حدیث بھی ہے اور کچھ دیگر دینی programmes بھی ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ ہمارا جو نظام عبادات ہے، اس میں

نماز، روزہ، حج، زکواۃ اور جہاد کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ معلومات ہیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ عیسائیت کی تعلیمات کے برخلاف اسلام صرف کچھ عبادات کی ہی تلقین ہی نہیں کرتا بلکہ اس کے علاوہ ہماری پوری زندگی کے متعلق، پوری اجتماعیت کے متعلق تعلیمات دیتا ہے اور اس میں آداب معاشرت یا ہمارے manners اور etiquettes کیا ہونے چاہئیں۔ اس میں طہارت اور صفائی، ملک کی بڑی ضرورت ہم آج جو سمجھتے ہیں اور جس کے باعث بہت ساری بیماریاں بھی پھیلتی ہیں، اس کے لئے education کو اس کا ذریعہ بننا چاہیے تھا۔

دوسری چیز اخلاقیات ہے اور یہ بھی ہمارا المیہ ہے کہ بہت سارے ہمارے بجٹ کے resources وہ corruption کی نظر ہو جاتے ہیں، ہر محکمے میں بہت ساری pilferage ہے جو کسی طرح control نہیں ہوتی۔ اس کے ذریعے سے وہ سچائی دیانتداری، ایفائے عہد، امانتداری، پابندی اوقات کا کوئی سبق دیا جاتا ہے، ان ڈراموں کے ذریعے سے، ان مکالموں کی ذریعے سے، ان کرداروں کے ذریعے جوکہ دکھائے جاتے ہیں تو شاید یہ ایک بہتر خدمت سر انجام دیتا یا جو ہمارے معاملات بنتے ہیں، میں خاص طور پر اپنے معاشرتی معاملات کی طرف توجہ دلانا چاہوں گی جس میں عورت کا ایک مقام اور مرتبہ ہے جس میں عورت کے کچھ حقوق ہیں جس میں اس کی وراثت اور مہر ہے لیکن ہمارا so-called مسلم معاشرہ ہمیں ادا نہیں کرتا۔ اگر اس کی تعلیم دی جاتی یا ہمارے جو معاشی معاملات ہیں جس میں ایک سادہ زندگی گزارنے کی طرف تلقین ہوتی یا ایک قناعت یا توکل کی تعلیم ہوتی یا یہ سود کی ہلاکتیں بیان ہوتیں اور تجارت کی برکتوں پر لوگوں کو مائل کیا جاتا یا ان کو اس طرف لایا جاتا یا پھر یہ سیاسی معاملات ہیں جس میں یہ تھا کہ (عربی) آپس میں وہ مشاورت کریں اور باہم محاسبہ کریں۔ آپس کی ایک بہتر فضا بنتی اور ہم پارلیمنٹیرین کے لئے تقویت کا ایک بہتر ذریعہ ہوتا۔

جناب والا! میں اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف جو پروپیگنڈہ ہو رہا ہے اس کے لئے اس کو استعمال کیا جانا چاہیے تھا کہ یہ اسلام کی ایک true picture پیش کرتا۔ جہاد کو دہشتگردی بنا دیا گیا۔ ہم اس پر بالکل معذرت خواہ ہیں۔ جو رسم و رواج اسلام کا حصہ نہیں ہیں ان کو اسلام کا حصہ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، ہمارا میڈیا اس کو defend نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ جناب! میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ امت مسلمہ کا بھی ایک

کردار تھا لیکن اس میڈیا کے ذریعے محبت کا وہ پیغام جو ملنا چاہیے تھا وہ نہیں ملتا یا اس غریب قوم کو جو ٹیوشن سنٹر میں پڑھتی ہے، جو اکیڈمیز کے بغیر کوئی امتحان پاس نہیں کرسکتی، اس کے لئے تعلیم کا کوئی ایسا جامع منصوبہ ہوتا یا جو فنڈز رکھے جاتے ہیں ان کے حصول کی آگاہی لوگوں کو نہیں ہوتی۔ اپنے قوانین اور حقوق کے تحفظ کے متعلق ان کی تربیت و تعلیم نہیں ہوتی۔ اگر میڈیا یہ کردار ادا کر رہا ہوتا تو بڑی اچھی بات تھی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان بہت سارے پہلوؤں پر کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ جو ہو رہا ہے وہ کیا ہو رہا ہے؟ اور اس کے متعلق بھی سورۃ لقمان میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسانوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کلام دل فریب خرید کر لاتا ہے کہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے علم کے بغیر بھٹکا دے اور اس راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا دے۔ ایسے لوگوں کے لئے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

جناب! اس وقت جو قرآن پاک کی دعوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تو اس کا توڑ کرنے کے لئے ایران سے خاص طور پر رستم اور اسفند یار کے قصے منگوائے گئے اور پلاننگ کے ساتھ ایک ایک لونڈی ایک ایک فرد پر مسلط کر دی جاتی تھی جس کے متعلق یہ شک ہوتا تھا کہ یہ اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو رہا ہے تاکہ ان کو اس سے دور کیا جائے۔ آج بھی تفریح کے نام پر، تفریح کی اسلام میں کوئی نفی نہیں ہے، بعض جگہ پر اس کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کی گنجائش بھی ہے لیکن اس تفریح کے نام پر بہت ساری ایسی مصروفیات میں الجھا کر رکھ دیا گیا ہے کہ اس سے اہم تر معاملات نظروں سے بالکل اوجھل ہو جاتے ہیں۔ اس تفریح کے نام پر کبھی تو فحاشی بھی نظر آتی ہے۔ گانے والے اور والیوں کو ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ان کی projection کی جاتی ہے اور یہ تو میرے اس طرف بیٹھے ہوئے جو ساتھی ہیں ان میں سے ایک نے خود کھڑے ہو کر اقرار کیا تھا کہ بہت سارے ڈرامے اور اشتہارات ایسے ہیں جو بڑے ماڈرن بننے والے یا ماڈریٹ اسلام کا پرچار کرنے والے بھی اپنی فیملی کے ساتھ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ ہماری معاشرتی اقدار کی نفی ان کے اندر ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ مادہ پرستی کا message دیا جاتا ہے اور غریب کو اس کی غربت کا احساس دلایا جاتا ہے۔ مادی دور ہے، ایک مسابقت ہے۔ راتوں رات کروڑ پتی بننے کی ہوس ہے، ایک آگ ہے جو لوگوں کے اندر لگائی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ آج کی cultural war میں، میں یہ بھی کہنا

چاہوں گی کہ جو رول بنتا تھا کہ غیرملکی تہذیب کے سامنے ہمیں اپنی تہذیب پر اعتماد ہوتا' ایسا نہیں ہے۔ مغربی تہذیب اور اس کے ساتھ ہندوستانی تہذیب مکالموں کے ذریعے' لباس کے ذریعے' نشست و برخاست کے ذریعے' interior decoration اور صابن اور شیمپو کے اشتہارات کے ذریعے ہمارے اوپر مسلط کی جارہی ہے۔

جناب! انفارمیشن دینا اس کا ایک کام تھا۔ مگر یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ اطلاعات قابل اعتماد نہیں' شاید میں اور آپ بھی دوسرے چینلز پر زیادہ rely کر رہے ہوتے ہیں بسا اوقات۔ شاید یہ بھی حقیقت ہے کہ بروقت ہمیں news نہیں ملتی' بہت بعد میں اور کبھی distorted form میں وہ پیغام ملتا ہے۔ پھر جناب! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ ارباب اختیار کا ایک slogan بنا ہوا ہے کہ انہی کی سرگرمیاں' وہی افتتاح' وہی دورے اور وہی خبرنامہ ہے۔ حکومتی نمائندوں کا خود کہنا ہے کہ even جو پارلیمنٹ کے اندرہم لوگ کھڑے ہوتے ہیں تو ہمیں کوریج نہیں ملتی' اپوزیشن کا تو رونا ہی کیا۔ ان کو بھی کوریج نہیں ملتی۔ تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ حکومت کا یہ ادارہ اس کی خوبیاں تو دکھاتا ہے' خامیاں نہیں دکھاتا۔ چند چیزوں کے لیے وہ استعمال کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ میرا کہنا صرف یہ ہے کہ اس صورتحال میں ترجیحات کا تعین کرنے جب ہم جاتے ہیں تو وہ غریب، عوام جن کی ضروریات اس سے کہیں بڑھ کر ہیں کہ وہ اس تفریح سے مستفید ہوں اور جبکہ تفریح ایک کیبل کے ذریعے بیسیوں دیگر چینلز پر بھی موجود ہیں تو میری رائے یہ ہے کہ ادھر کی کچھ رقم ہٹا کر Poverty Alleviation کے لیے دے دی جائے اور اس Poverty Alleviation کے لیے جس میں تمام غریب لوگ' مفلس' بیروزگار' جو بھی ہیں' اپنے بجلی کے Bill کے ساتھ اس ٹی وی کی فیس دینے کے بھی پابند ہیں۔ وہ رقم یہاں سے نکالی جائے اور بلوچستان اور سرحد کے سیلاب زدگان' بے سرو سامان اور بے گھر لوگوں کے لیے استعمال کی جائے' میرا خیال ہے یہ بہتر ہے اور یہ بھی ہمیں figures بتا رہی ہیں کہ ہماری فی کس آمدنی Human Development Report of UNDP کی report کے مطابق پانچ کروڑ سے زیادہ افراد -/35 روپے روزانہ سے کم آمدنی پر گزارہ کر رہے ہیں' ایک کروڑ بیس لاکھ -/100 روپے سے کم آمدنی پر گزارہ کر رہے ہیں اور یہ بھی ہمیں پتا ہے کہ اشیائے خوردنی کی قیمت دگنی سے بھی زیادہ ہو چکی ہیں اور اس کے ساتھ South Asian Alliance نے بھی جنوبی

ایشیاء میں غربت کی report برائے 2003ء میں یہ کہا کہ وسائل میں غریبوں کا حصہ 6% ہے۔ اس لیے میری درخواست یہ ہے کہ Ministry of Information and Broadcasting کی رقم میں سے 200 ملین کم کرکے غریبوں کے لیے مختص کر دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ اب میں درخواست کروں گا پروفیسر غفور احمد صاحب سے۔ اگر وہ پسند کریں کچھ add کرنا۔ اگر نہیں تو اس کو ووٹ پر لے جاتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جناب چیئرمین! پہلے تو میں آپ کے توسط سے سینیٹ کی فنانس کمیٹی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی جاں فشانی کے ساتھ رپورٹ تیار کی اور انہوں نے ایک تاریخ رقم کی ہے کہ اس رپورٹ میں 58 سفارشات اتفاق رائے سے پیش کی گئیں جسے کل ایوان نے منظور کیا ہے لیکن جناب چیئرمین! چند سفارشات جو اقلیتی ممبران کی تھیں ان کو منظور نہیں کیا گیا۔ ان میں سے ایک سفارش یہ بھی تھی کہ وزارت اطلاعات و نشریات کا بجٹ جو -/1985 ملین روپے کا ہے، اس میں -/200 ملین کی کمی کر دی جائے۔ 198 کروڑ روپوں میں سے صرف 20 کروڑ روپوں کی کمی کی سفارش کی گئی تھی جو تقریباً 10% ہے کل خرچ کا جسے کمیٹی نے نہیں مانا تھا۔ میں جناب چیئرمین! سمجھتا ہوں کہ وزارت اطلاعات میں اس سے زیادہ کمی کی گنجائش ہے۔ میں اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ آج کل اخبارات کو پہلے سے بہت زیادہ آزادی حاصل ہے۔ پہلے ہمارا اخبار "جسارت" بند کیا گیا، اس کے چیف ایڈیٹر کو جیل میں ڈالا گیا۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ آج آزادی صحافت پہلے سے زیادہ ہے لیکن جناب والا! اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ حکومت نے اشتہارات کا حربہ اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ اگر کسی سے ناراض ہو تو اشتہارات بند کر دیے جاتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ملک کا اخبار "نوائے وقت" جس نے تشکیل پاکستان میں کلیدی کردار ادا کیا جو آج بھی پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ کرنے والا ہے، اس اخبار کے اشتہارات بھی حکومت نے بند کیے ہیں۔ میرا خیال ہے یہ بڑی افسوسناک بات ہے۔

پھر میں یہ بتاؤں گا کہ رواں سال کے چار مہینوں میں جنوری سے اپریل تک صحافیوں پر

تقریباً 12 حملے کیے گئے اور پھر ہمارے سر شرم سے جھک گئے جب تین مئی کو پوری دنیا میں آزادی صحافت کا عالمی دن منایا جا رہا تھا اور لاہور میں صحافیوں کو گرفتار کیا گیا' ہماری پارلیمنٹ کے سامنے صحافیوں پر لاٹھی چارج کیا گیا اور ان کو گرفتار کیا گیا۔ میں اس چیز کی بھی تصدیق کرتا ہوں جو لوگ ریڈیو پاکستان سنتے ہیں یا پاکستان ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں' وہاں بالکل یکطرفہ پروگرامز ہیں۔ لوگوں نے ان کو دیکھنا بند کر دیا ہے۔ وہ صدر اور وزیراعظم سے شروع ہوتے ہیں اور صدر اور وزیراعظم پر ختم ہو جاتے ہیں۔ ان کی اور کوئی دوسری coverage نہیں ہوتی ہے۔ دوسرے چینلز ہیں جن کو آزادی ہے' وہ کچھ نہ کچھ چیزیں دیتے ہیں' حالانکہ ان پر بھی کچھ نہ کچھ پابندیاں ہوتی ہیں لیکن یہ بات بڑی افسوسناک ہے کہ پاکستان کے خزانے سے چلنے والے یہ دو electronic media Radio and TV دونوں عوامی نمائندگی نہیں کرتے بلکہ صرف حکومت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اس لیے میں اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ ان کے بجٹ میں کمی کی جائے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Anybody from the Government side?

سینیٹر انیسہ زیب طاہرخیلی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اپنے معزز اراکین کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ منسٹری کی budgatory allocation اتنی زیادہ نہیں ہے جس پر یہ cut لگانے کی بات کرتے ہیں۔ جن points یا جن نکات کی بنیاد پر allocation کو کم کرنے کی بات جا رہی ہے وہ صرف ایک individual assesment ہو سکتی ہے' اس کا اس ادارے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر کسی بین الاقوامی جریدے میں' اخبار میں کوئی نیوز آتی ہے تو ہماری انفارمیشن منسٹری اور خاص طور پر ہمارے abroad press sections اس کی فوراً denial یا اس کو refute کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ واشنگٹن پوسٹ یا نیویارک ٹائم میں بھی اگر کوئی متنازعہ آرٹیکل آئے تو ان کو فوراً refute کیا گیا۔

جہاں تک مسئلہ ہے کہ بہت سے ایسے بین الاقوامی مسائل ہیں' میں بالکل اس سے

agree کرتی ہوں اور خاص طور میں اس فلور پر یہ بات واضح کرنا چاہوں گی۔ حکومت اکثر و بیشتر اس بات کا عندیہ دیتی ہے کہ یہاں پر ہم اپنی جگہ پر، اپنے اداروں کے اندر اس پر تنقید کر سکتے ہیں لیکن پاکستان کی بے عزتی کسی بھی floor پر برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اگر کسی individual کے حوالے سے کوئی comments آتے ہیں تو وہ مجموعی طور پر پورے ملک کے لئے بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ اس سے اجتناب کیا جانا چاہیے اور ایسا کبھی نہیں ہونا نہیں چاہیے۔ ہم نے دیکھا کہ ایسے اکثر issues شاید opposition for the sake of opposition میں اٹھائے جاتے ہیں۔

جناب عالی ! advisor to the Prime Minister on Media کی appointment پر اعتراض ہوا اور یہ بھی کہا گیا کہ شاید ان کی تعیناتی غلط ہے حالانکہ یہ ایک اہم assignment ہے۔ آج کل media کا دور ہے اور media is going really fast ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کے ساتھ اپنی pace meet کریں but still we are legging much behind اور ہمیں کوشش یہ کرنی ہے کہ اپنے آپ کو جلد از جلد اس قابل بنا لیں کہ ہم آج کا جو تیز میڈیا ہے، fast media ہے، growing media ہے اس کے ساتھ ساتھ چل سکیں۔ میرا خیال ہے ایک تناسب ہے۔ ان کو ان کی individual performance اور ان کا media کے ساتھ تعلق اور ان کے جو اپنے credentials ہیں اس کے حساب سے یہ اہم تعیناتی کی گئی۔

مجھے افسوس ہے کہ یہاں پر ہمارے ایک فاضل ممبر نے صحافی برادران کے اوپر لفافہ سسٹم کی بات کی ہے حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ secret fund ہمیشہ public relationing کے لئے، ملک کے بہتر مفاد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جرنلسٹ ویلفیئر کے لئے فنڈ ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں جو کہ کسی بھی accredit generalist کے لئے یا اس کی فیملی کے مشکل وقت کے لئے ضرور مدد گار ثابت ہوتے ہیں۔ مجھے ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کی بات سے بالکل اتفاق ہے۔ ضروری ہے کہ ہمارا اسلامی تشخص، اسلامی teachings برقرار رہیں اور یہ گورنمنٹ کا aim بھی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جتنی بھی religious teachings ہوں وہ زیادہ ہوں۔ اکثر آپ نے دیکھا ہوگا سوالات کے جواب میں اس کے لئے مکمل وقت بھی دیا گیا ہے کہ کس حساب سے مذہبی پروگراموں اور پھر عام جتنے پروگرام ہیں ان میں بھی اسلامی تشخص

کو ابھارنے کے لئے پی ٹی وی نے ہمیشہ ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ پرائیویٹ چینلز ایک domain ہے جو منسٹری انفارمیشن کے under ایک لحاظ سے' ان کے direct control میں نہیں ہے۔ میڈیا کی آزادی کے بعد تو ہم نے کبھی بھی یہ کوشش نہیں کی' البتہ پمرا کے rules کو بہتر کرنے کا پروگرام ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ نیشنل اسمبلی سے پاس ہو کر سینیٹ میں آیا ہے۔ جس سے اس چیز پر زیادہ بہتر طریقے سے' effectiveطریقے سے کنٹرول ہوگا کہ کوئی بھی laid down policy سے ہٹ کر ایسے پروگرام نہ دکھائے جائیں جس سے ہمارا ملکی اور نظریاتی تشخص کسی طور پر بھی disturb ہو۔

جہاں تک countering of propaganda against Islam and Islamic teaching ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ پاکستان میں اس چیز کا برملا اظہار ابھی حال ہی میں ہوا ہے۔ پی ٹی وی نے ایک مناسب طریقے سے اس کو counter کیا ہے۔ اس میں ہماری پارلیمنٹ اور کابینہ کا بھی role ہے اور ہمارے جتنے فاضل ممبران ہیں ان کی projection اس کے ساتھ ہوئی ہے۔ پارلیمنٹ نے جو اس کے متعلق stands لئے ہیں' حکومت نے لئے ہیں ان کو ہمیشہ high light کیا گیا ہے۔ پی ٹی وی اب بھی claim کرتا ہے کہ it is proud to be a family channel جس کو تمام family اکٹھی بیٹھ کر دیکھتی ہے اور دیکھ سکتی ہے۔ جناب والا، میں اس لئے آپ کو بتا رہی ہوں کہ اب PTV نے اپنی strategy آپ نے دیکھا ہے کہ کتنی improve کی ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہر چیز وقت پر آئے لیکن ہم ایک sensation نہیں cause کرنا چاہتے۔ عوام کو تیز تر اور accurate News پہنچانے پر ہم نے ہمیشہ فخر محسوس کیا ہے ۔ اس لئے sensation cause کرنے کے لئے ہمیں I am just addressing all the points sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ تو سب ہو گئے ہیں۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: جہاں تک حکومت کے functionaries کو project کرنے کی بات کی جاتی ہے تو آپ نے دیکھا کہ PTV نے ہمیشہ نہ صرف حکومت کی بلکہ اپوزیشن کی بھی coverage کی ہے اور ان کے جلسے یا ان کے جو individual

programme میں ان کی coverage کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ تو خود کہتی ہیں کہ ہر بات کا جواب نہیں دیا جاتا۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی : Thank you very much sir, اس لئے it is free media in the country and I think there is no logic کہ ہم اس پر کوئی cut لگائیں اور اپنے ممبران سے درخواست کروں گی کہ اپنی ٹھوس تجاویز دیتے رہیں تاکہ ہم اسے اور بہتر ایک organisation بنائیں اور ان funds کا صحیح استعمال کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Now, I put the recommendations before the House.

(The recommendations were rejected)

Mr. Presiding Officer: Now we pass on to the last item vis-a-vis the budget proposals. I would request Mr. Sajid Mir Sahib to move his recommendation.

Senator Sajid Mir: Thank you Mr. Chairman. I beg to move that the Senate may recommend to the National Assembly that the proposed budget allocation for Higher Education Commission Research Institute be reduced by 200 million and the savings of Rs.200 million be transferred to poverty reduction programme.

Mr. Presiding Officer: Is recommendation opposed?

Senator Babar Khan Ghouri: Opposed.

Senator Sajid Mir: At the very out set Mr. Chairman, I must make it abundantly clear that the Opposition as a whole, Pakistan Muslim League (N) and my party are very much in favour of spending as much as possible on the Education. We believe that no country can make progress

until and unless it spends on education with an open heart and a free hand. Therefore, we have always said sir that very little of GDP is being spent on the education and that is why even in our present proposals, even in our present motions at item No. 7 we have proposed that defence budget be reallocated and 6 billion rupees out of defence budget be spent on education. So, we are definitely more in favour of education and standard of education than any other person or group. But sir, the question is not spending on education but spending on HEC Research Institute and in this matter sir, in the first place the honourable Minister for Higher Education whom I otherwise hold in high respect as an able scientist and as a patriotic Pakistani, unfortunately, has close reported by has close personal links with HEC Research Institute as a teacher and otherwise. So, there is conflict of interest and we must take notice of that and we must not allow HEC Research Institute to take any undue privilege in the budget allocation because of the honourable Minister and on the basis of this conflict of interest.

Secondly sir, there are many other sectors in education itself which demand our attention more than spending on HEC Research Institutes. For example, our universities are unfortunately, not upto the mark. They lack many facilities, research facilities, laboratories facilities, facilities to the teaching staff, and many other facilities. So, before spending on this institute, you need to spend on other more important sectors in education itself.

In view of all that Mr. Chairman, I propose that the budget

allocation of 200 million for this institute be reallocated for Poverty Reduction Programme or for education but this institute must not be given special privilege over other educational institutions of the country. Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب میں ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ اگر وہ اس کی تائید میں کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: شکریہ۔ جناب والا! پروفیسر ساجد میر صاحب نے original motion کے content کو clearly spell out کیا ہے کہ یہاں پر سارا issue transparency کا ہے ورنہ in principle میری پارٹی اور میرے اپوزیشن کے دوسرے دوست متفق ہیں کہ Higher Education کو جتنی بھی اہمیت دی جائے کم ہے۔

جناب والا! جب transparency کی بات ہوتی ہے تو آپ اگر PSDP کے page from 32 to 38 تک دیکھیں، اس میں ایک بہت لمبی list unapproved projects کی بھی ہے جو کہ 2 billion rupees سے زیادہ بنتے ہیں۔ Overall Higher Education Budget پچھلے سال 9.9 billion سے اس سال بڑھا کر 11.7 billion کر دیا گیا ہے اور عام ایجوکیشن کا بجٹ ابھی تک ساڑھے چار بلین ہے۔ ہمیں بجٹ کی increase سے کوئی اختلاف نہیں، بات transparency and governance کی ہے کہ ساڑھے گیارہ ارب کی amount کو کس طرح manage or govern کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں جیسا کہ پروفیسر ساجد میر صاحب نے کہا کہ عطا الرحمٰن صاحب as a person of integrity accepted ہیں لیکن یہ particular allocation HEC کی ان کی اپنی ذات کے لئے conflict of interest بن جاتی ہے اور اگر آپ ایک ایسا item دیکھ لیں اور کئی items جو ہم نے نہیں دیکھے کہ ان میں کیا ہو رہا ہے وہ ہمیں نہیں پتا۔

اس کے علاوہ جناب چیئرمین! میں ابھی عرض کر رہا تھا PSDP کی کتاب کے صفحہ نمبر 33 پر I just observed a couple of items Foreign Faculty Hiring کے لیے

کوئی چار سو ملین allocate کیا جا رہا ہے۔ میرے خیال میں اس سے پہلے بھی میڈیا میں اس موضوع پر بات ہوئی تھی کہ اتنی بڑی funding foreign faculty کے لیے یہ ضروری ہے کہ نہیں۔

اس کے علاوہ اور ministries کے جو training programmes اس میں merge کیے جا رہے ہیں اور basically ان کو fellowship کا نام دیا جا رہا ہے لیکن بات پھر بھی transparency کی ہے جس کی سامنے وضاحت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ ہماری ministries کے جو foreign trips ہیں اور دوسرے trips ہیں، مجھے خطرہ ہے کہ شاید higher education umbrella میں ان کو cover کیا جا رہا ہے تو میں اسی بات پر conclude کرتا ہوں کہ ہمیں higher education کے بجٹ سے اختلاف نہیں ہے، اتنا بڑا بجٹ ہے اس میں اور بھی کئی اہم items ہوں گے لیکن چونکہ پروفیسر عطاالرحمٰن صاحب کے conflict of interest کا point raise کیا گیا ہے تو میں ساجد میر صاحب کی اس موشن کو support کرتا ہوں کہ یہ جو 200 million کی allocation ہے یہ minor token ہے اور اس کو کہیں اور adjust کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Would the Minister like to make any comment.

سینیٹر بابر خان غوری: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ ہمارے معزز اراکین نے جیسا کہ اپنی تقاریر میں کہا کہ ملک کی یونیورسٹیوں میں لیبارٹریز کے اندر equipments نہیں ہیں، اساتذہ کی تنخواہوں کے مسئلے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی پاکستانی شہری کسی ایسی چیز کی مخالفت نہیں کرے گا جو تعلیم حاصل کرنے کے لیے اگر سہولتیں فراہم کی جا رہی ہوں یا higher education کے حوالے سے یا research کے حوالے سے، یہ جو HEJ Center ہے کراچی میں یہ ایک بہت اچھا ادارہ ہے اور کوئی بھی ادارہ کسی بھی نوعیت کا ہو اگر وہ اپنے ادارے کے ذریعے آج پاکستان کو دنیا میں جن challenges کا سامنا ہے، اس کا ہم اس وقت تک مقابلہ نہیں کر سکتے جب تک ہمارے پاس higher education نہ ہو۔

آج اگر ہم ایٹمی قوت بنے ہیں تو وہ بھی مختلف اداروں کی مدد سے بنے ہیں۔ ہمارے پاس اچھے students تھے، انہوں نے ایسی تعلیم حاصل کی تھی اور وہ سائنسدان بنے اور مزید ہمیں challenges کا مقابلہ ہے۔ ہمارے دوستوں کا جو اعتراض ہے وہ مناسب نہیں ہے۔

ہمارے ایک معزز رکن سینیٹ جناب سانگزئی صاحب نے آج شاعری میں بہت باتیں کیں، کہیں خوبصورتی کا ذکر آیا، کہیں انہوں نے مختلف گورنمنٹ کے اقدامات، میں چاہ رہا تھا کہ کیونکہ شاعری ہی چل رہی ہے تو اسی میں دو چار چیزیں بتا دوں۔ یہ کہتے ہیں "یہ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے" آپ یہ سن لیں کیونکہ ایک اچھا ماحول ہے اور برداشت ضرور ہونی چاہیے۔ تھوڑی بہت چیزیں سن لیں۔ میں توجہ چاہوں گا۔

یہ بجٹ تو دوستو اتنا عظیم الشان ہے
چھپے ہر حزب مخالف ملا بھی پریشان ہے
مولوی سے بجٹ کا کیا پوچھنا یہ پوچھیے
کس کا چہرہ خوبصورت عریاں گریباں چاک ہے
یہ میرا پاکستان ہے یہ تیرا پاکستان ہے
تیرا میرا کر رہے ہیں آج یہ کیوں مولوی
تیرا میرا کب پیارا یہ تو ہمارا پاکستان ہے
یہ میرا پاکستان ہے یہ تیرا پاکستان ہے
ملک کیسے ہے ترقی کی طرف پھر گامزن
مولوی ہے یوں پریشان اس لیے ہلکان ہے
یہ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے
مل گئے اس ملک کو شوکت مشرف دوستو!
مولوی ہے یوں پریشان اس لیے ہلکان ہے
یہ مولا کا کرم ہے مولا کا احسان ہے
یہ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے

اور صوبہ بلوچستان کے حوالے سے میرے دوست نے ذکر کیا میں چونکہ Communication

Minister رہ چکا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ 30 ارب کے بجٹ میں 11,12 ارب روپے پچھلے سال ہم نے بلوچستان میں خرچ کیا۔ تقریباً 15 ارب روپے ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے آپ کچھ موضوع سے ہٹ رہے ہیں۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب! میں اسی پر آ رہا ہوں۔ وہ صوبے ویران بلوچستان کی بات ہو رہی تھی۔

کوئی صوبہ بھی نہیں ویران ہے اس ملک میں
جھوٹ ہے، غیبت ہے، تہمت ہے یہ بہتان ہے
یہ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے
شعر کہنا وزن میں پہلے میاں سیکھو ستک
شاعری پھر کرنا یہ فن کب اتنا آسان ہے
یہ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے
غوری سے ٹکر نہ لینا شاعری میں تم کبھی
شعر گوئی علمیت کا میری جان میدان ہے
یہ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے

لہٰذا میری گزارش ہے کہ ان کی جو سفارشات ہیں اس کے حوالے سے اس کو مسترد کیا جائے۔

سینیٹر ساجد میر: جناب! اگر اہل زبان بھی اس طرح کی بے وزن شاعری کریں گے تو شاعری کا خدا حافظ۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! چھوٹا سا ان کا جواب ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ آپ کو سنیں گے۔ پروفیسر صاحب! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا آپ کی طرف سے یہ more over کرنے والے سن لیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: انہوں نے جو بھی غزل یا نظم کہی اس کا جواب تو آرام سے دیں گے لیکن میرا ایک چھوٹا سا قطعہ ہے۔

نہ تیرا پاکستان ہے نہ میرا پاکستان ہے
یہ اس کا پاکستان ہے جو صدر پاکستان ہے

Mr. Presiding Officer: Now I put the recommendation before the House.

(The motion is negatived)

Mr. Presiding Officer: The recommendation stands rejected. Now we pass on to the next item No.12 for legislation.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, I beg to move that the Bill to amend the Export Development Fund Act, 1999 [The Export Development Fund (Amendment) Bill, 2005], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: It has been moved that the Bill to amend the Export Development Fund Act, 1999 [The Export Development Fund (Amendment) Bill, 2005], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

Voices: No.

Mr. Presiding Officer: It has been moved that the Bill to amend the Export Development Fund Act, 1999 [The Export Development Fund (Amendment) Bill, 2005], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was adopted unanimously)

Mr. Presiding Officer: Now we take up the second reading of

the Bill. I read clause by clause consideration of the Bill and we will take up clause 2 first. There is no amendment. The question is that clause 2 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Clause 2 stands part of the Bill. We may now take up clause 1, preamble and title of the Bill. The question is clause 1, preamble and title do stand part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Clause 1 preamble and title stands part of the Bill.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اب میں پڑھوں گا۔

I beg to move that the Bill to amend the Export Development Fund Act, 1999 [The Export Development Fund (Amendment) Bill, 2005], be passed.

Mr. Presiding Officer: It has been moved that the Bill to amend the Export Development Fund Act, 1999 [The Export Development Fund (Amendment) Bill, 2005], be passed.

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: The Bill stands passed.

Senator Wasim Sajjad: It has been agreed that tomorrow will be treated as a government day and this legislative business will come out tomorrow and day after tomorrow will be treated as a Private Member day. So, I think again as part of the arrangement it is requested sir that the House may be adjourned till 4.30 p.m. tomorrow.

Mr . Presiding Officer: The House stands adjourned till tomorrow 4.30 P. M.

[The House was then adjourned to meet again at 4. 30 P. M. on Tuesday, 14th of June 2005]